Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 42-43

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

8-1 ذی الحجہ 1433 ہجری قمری 25-18 اخاء 1391 ہش 25-18 اکتوبر 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس
وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے (فائدہ کے) لئے بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکہ میں ہے وہ تمام جہانوں کے لئے برکت والا (مقام) اور (موجب) ہدایت ہے (قرآن مجید)

تمہارے لئے افضل جہاد حج مبرور ہے۔ حدیث نبوی

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ○ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۬ۚ وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

(آل عمران:98-97)

ترجمہ: سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے (فائدہ کے) لئے بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکہ میں ہے وہ تمام جہانوں کے لئے برکت والا (مقام) اور (موجب) ہدایت ہے۔ اس میں کئی روشن نشانات ہیں (وہ) ابراہیم کی قیامگاہ ہے اور جو اس میں داخل ہو وہ امن میں آجاتا ہے اور اللہ نے لوگوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں (یعنی) جو (بھی) اس تک جانے کی توفیق پائے اور جو انکار کرے تو وہ یاد رکھے کہ اللہ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلّی اللہ علیہ وسلم اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا: قَالَ جِھَادٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔ (بخاری کتاب الحج باب فضل الحج المبرور)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا کہا گیا پھر؟ فرمایا: خدا کی راہ میں جہاد۔ عرض کیا گیا اس کے بعد؟ فرمایا حج مبرور۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّھَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَرَی الْجِھَادَ اَفْضَلُ الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاھِدُ قَالَ لَا وَلٰکِنَّ اَفْضَلُ الْجِھَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ ہم جہاد کو افضل جانتے ہیں تو کیوں نہ ہم بھی جہاد میں شریک ہوں آپؐ نے فرمایا نہیں۔ مہارے لئے افضل جہاد حج مبرور ہے۔

فرمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج کو ایک عاشقانہ عبادت قرار دیا ہے اور فرمایا ہے:

’’ایسے ہی ایک عبادت حج کی ہے مگر حج ایسا نہیں چاہئے کہ حرام وحلال کا جو روپیہ جمع ہوا ہو اس کو لے کر انسان سمندر کو چیرتا ہوا رسمی طور پر حج کو پورا کر آوے۔ اور اس جگہ کے کہلانے والے جو کچھ منہ سے کہلائے جاویں وہ کہہ کر واپس آجاوے اور ناز کرے کہ میں حج کر آیا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا جو مطلب حج سے ہے وہ اس طرح پورا نہیں ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ سالک کا آخری مرحلہ یہ ہے کہ وہ انقطاع نفس کر کے تعشق باللہ اور محبت الٰہی میں غرق ہو جاوے۔ عاشق اور محب جو سچا ہوتا ہے وہ اپنی جان اور دل قربان کر دیتا ہے اور بیت اللہ کا طواف اس قربانی کے واسطے ایک ظاہری نشان ہے۔ جیسا کہ ایک بیت اللہ نیچے زمین پر ہے ایسا ہی ایک آسمان پر بھی ہے۔ جب تک آدمی اس کا طواف نہ کرے اس کا طواف بھی نہیں ہوتا۔ اس کا طواف کرنے والا تو تمام کپڑے اتار کر ایک کپڑا بدن پر رکھ لیتا ہے لیکن اس کا طواف کرنے والا بالکل نزع ثیاب کر کے خدا کے واسطے ننگا ہو جاتا ہے۔ طواف عشاق الٰہی کی ایک نشانی ہے۔ عاشق اس کے گرد گھومتے ہیں گویا ان کی اپنی مرضی باقی نہیں رہی۔ وہ اس کے گرداگرد قربان ہو رہے ہیں۔‘‘ (تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۰-۲۱)

اسی طرح فرمایا:

’’عبادات کے دو حصے تھے ایک وہ جو انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو ڈرنے کا حق ہے… دوسرا حصہ عبادت کا یہ ہے کہ انسان خدا سے محبت کرے جو محبت کرنے کا حق ہے یہ حق دو ہیں… جو اللہ تعالیٰ اپنی نسبت انسان سے مانگتا ہے… اسلام نے ان دونوں حقوق کو پورا کرنے کیلئے ایک صورت نماز کی رکھی جس میں خدا کے خوف کا پہلو رکھا ہے اور محبت کی حالت کے اظہار کیلئے حج رکھا ہے… حج میں محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں۔ بعض وقت شدت محبت میں کپڑے کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے۔ کپڑوں کو سنوار کر رکھنا یہ عشق میں نہیں رہتا۔ غرض یہ نمونہ جو انتہائے محبت کے لباس میں ہوتا ہے وہ حج میں موجود ہے۔ سر منڈایا جاتا ہے… پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھایا ہے۔ اسلام نے پورے طور پر ان حقوق کی تکمیل کی تعلیم دی ہے۔ نادان وہ شخص ہے جو نابینائی سے اعتراض کرتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۲۴-۲۲۵ ایڈیشن ۲۰۰۳)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

اسلام دشمنی کی حقیقت اور اُس کا تدارک

(قسط دوم)

گزشتہ گفتگو میں ہم اس بات کا ذکر کر چکے ہیں کہ مغربی ممالک ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت مسلسل اسلام دشمن حرکتیں کر رہے ہیں اور مسلسل اسلام اور بانیٔ اسلام سید المعصومین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت طیبہ کو بدنام کرنے کی سازش کی جارہی ہے۔ اس کڑی میں حالیہ ناپاک فلم بنائی گئی ہے جس میں بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار پر حملے کئے گئے ہیں۔

اس کے ردعمل کے طور پر بعض مسلمانوں کی طرف سے احتجاج کے اظہار کے غلط طریقے استعمال کئے گئے۔ ملکی جائدادوں کی توڑ پھوڑ، امریکی سفارت کار کا قتل، آگ زنی وغیرہ امور ظاہر ہوئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی اس حرکت سے ناپاک فلم بنانے والے اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ اس فلم کا مقصد ہی مسلمانوں کو مشتعل کر کے اُن کے مذہبی جذبات کو بھڑکا کر اسلام کی غلط تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا۔ ایک تیر سے کئی نشانے سادھے گئے ہیں۔ عوام مسلمان اپنی صحیح قیادت اور رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے عشق رسول میں سڑکوں پر اُتر پڑے اور پرزور احتجاج شروع کر دیئے۔ افسوس صد افسوس کہ جس پاک معصوم نبی کے نام پر مسلمان اپنے غم و غصہ کا اس طرح اظہار کر رہے ہیں خود اُس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخالفین سے کیا سلوک کیا؟ یعنی اہانت کرنے والوں سے کیا معاملہ فرمایا۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر طالب علم اس مشہور واقعہ کو جانتا ہے کہ مکہ میں آپ جس راستہ سے گزرتے تھے اُس راستے پر ایک بڑھیا روز کانٹے بچھا دیتی یا پھر اُوپر سے گندگی ڈال دیتی۔ آپ کانٹے ہٹاتے اپنے کپڑے صاف کرتے اور چلے جاتے۔ یہ سلسلہ مہینوں تک چلتا رہا۔ ایک دن اُس بڑھیا نے نہ کانٹے بچھائے اور نہ ہی گندگی پھینکی۔ آپؐ یہ دیکھ کر حیران ہوئے اور اُس بڑھیا کا حال چال پوچھنے اُس کے گھر تشریف لے گئے دیکھا تو وہ بیمار تھی۔ آپ نے حال چال پوچھا اور اُس کی طبیعت ٹھیک ہونے کی دعا کی۔ نبی رحمت کی اس عیادت کا اُسی بڑھیا پر ایسا اثر ہوا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے عزت و احترام کرنے لگی۔ اس سارے واقعہ سے نصیحت یہ حاصل ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پر کیچڑ اور راکھ پھینکنے والی راستے میں کانٹے بچھانے والی، توہین کرنے والی بڑھیا پر بجائے غصہ کرنے کے اپنے اچھے سلوک سے اُس کا دل جیت لیا۔ نہ کانٹے بچھانے سے نہ راکھ پھینکنے سے آپؐ نے اپنا راستہ بدلا اور نہ ہی کوئی ردعمل ظاہر کیا۔ پس خاموشی سے گزرتے رہے۔ توہین رسالت کے نام پر آگ زنی، قتل و غارت لوٹ کھسوٹ کرنے والے مسلمانوں کو اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ سوچیئے اور غور کریں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایسے حالات ہوتے تو آپؐ کا ردعمل کیا ہوتا؟

مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ آج صحیح قیادت اور صحیح قائد سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ اُن کی بدقسمتی میں مزید تاریکی نام نہاد علماء و سیاست دانوں نے بھر دی ہے اس نازک وقت میں جبکہ اُمت کو صحیح قیادت کی ضرورت پہلے زمانوں سے بہت بڑھ کر ہے نام نہاد علماء غلط رہنمائی کر کے اُمت کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ حالیہ توہین رسول کے معاملہ میں کشمیر کے ایک مفتی کا فتویٰ اور بیان قابل غور ہے۔ ’’مفتی نے امریکہ پر بنی فلم کے خلاف مظاہرہ کا اعلان کرتے ہوئے امریکی ٹورسٹوں تک پر حملے کا فتویٰ جاری کر دیا۔

(بحوالہ روزنامہ سیاسی تقدیر دہلی ۱۷ ستمبر ۲۰۱۲ صفحہ ۳)

پاکستان کے وزیر ریل غلام احمد بلور نے اعلان کیا کہ امریکہ میں بنی فلم ’’انوسینس آف مسلمز‘‘ کے ڈائریکٹر کا قتل کرنے والے کو ایک لاکھ ڈالر (قریب ۵۳ لاکھ روپے) کا انعام دیں گے۔ (بحوالہ روزنامہ دینک جاگرن جالندھر صفحہ ۱۴ مورخہ ۳۰ ستمبر ۲۰۱۲)

کچھ مسلمان مفکروں کی طرف سے یہ تجویز ہوئی کہ ’’صہیونی اور مغربی ممالک اور امریکہ اپنی مصنوعات کو مسلم ممالک میں فروخت کر کے اربوں ڈالر کا منافع کماتے ہیں۔ اگر ساری دنیا کے مسلمان ان مصنوعات کا بائیکاٹ کریں تو کساد بازاری کے شکار ان ممالک کے ہوش اُڑ جائیں‘‘۔

(سُرخی اسلام مخالف صہیونی و امریکی سازشوں کا جواب‘‘ اسد رضا۔ راشٹریہ سہارا ۲۱/ستمبر ۲۰۱۲ صفحہ ۶)

یہ مسلمانوں کی وہ آواز ہے جو ایک عالمی قیادت نہ ہونے کی وجہ سے صدائے بازگشت کی مانند ہمیں سنائی دے رہی ہے۔ اس پر عمل کرنا کس حد تک مفید ہے اور اس کے کیا نتائج نکلیں گے۔ اس کا اندازہ ہر باشعور قاری بخوبی لگا سکتا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اُمت مسلمہ کی اکثریت نے اپنے قائد روحانی امام امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کی قیادت سے انکار کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ امام الزمان کی عالمی قیادت سے وہ محروم ہو کر پریشان حال اور تباہ کن صورت میں مبتلا ہیں مسلمانوں کے دل گواہی دے رہے ہیں کہ اُن کا ایک عالمی قائد ہونا چاہیئے جو اُن کی صحیح رہنمائی کرے اور اس احتجاج کو صحیح سمت دے سکے۔ مگر بدقسمتی سے ضد اور تعصب کی وجہ سے اکثر اپنے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو پہچاننے سے انکار کر رہے ہیں۔

ایک عالمی قائد اور امیر کی ضرورت کا اقرار خود ان کی زبانیں وقتاً فوقتاً کرتی ہیں بطور نمونہ مولانا عبد الحمید نعمانی صاحب کا مندرجہ ذیل بیان پڑھیں۔

’’جنگ اور جہاد کیلئے جہاں حکومت واقتدار اور امیر کی موجودگی شرعاً ضروری ہے، وہیں دو تین آدمیوں کے سفر میں ایک کو امیر بنا لینے کی ہدایت بھی اسلام نے دی ہے تو پھر قرآن کی بے حرمتی اور توہین رسالت کے خلاف جدوجہد بغیر کسی اہل قیادت کے کیسے کی جاسکتی ہے، بے قیادت بھیڑ کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکتی۔ دین کے نام پر کئے جانے والے کام میں دین و شریعت کی رہنمائی سے بے نیازی قطعی ناقابل فہم عمل ہے۔ بھیڑ میں ہمیشہ سچائی گم ہو جاتی ہے اور اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور و بعثت سچائی کی بلندی اور اظہار کیلئے ہوئی ہے، ہم جدوجہد کے حق میں ہیں۔ بدی کے خلاف اور خیر کی اشاعت کیلئے جدوجہد زندگی کی علامت ہے۔ لیکن صبر و تحمل اور بصیرت کے ساتھ اس کیلئے موقر و متعین قیادت کی بھی اشد ضرورت ہے تاکہ ذمہ داری کے احساس کے ساتھ ملی کارواں کا سفر صحیح سمت میں ہو سکے۔

(’’اسلام مخالف اس شرانگیزی کے پس پشت کارفرما دہشت و اسباب‘‘ سہ روزہ دعوت دہلی یکم اکتوبر ۲۰۱۲ء صفحہ ۵)

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے دنیا کے سامنے اعلان فرمایا کہ

’’خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تاکہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملوں سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۱ بحوالہ مرزا غلام احمد اپنی تحریروں کی رو سے صفحہ ۶۵)

بانی جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے توہین رسالت کے جوابات کے سلسلہ میں اُمت مسلمہ کی جو رہنمائی فرمائی اور اپنا عملی نمونہ پیش فرمایا اس بارہ میں اگلی قسط میں گفتگو کریں گے۔ (جاری) (شیخ مجاہد احمد شاستری)

محترمہ سیدہ امۃ السمیع صاحبہ وفات پاگئیں

احباب جماعت کو نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی بہو اور حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی بیٹی محترمہ سیدہ امۃ السمیع صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب مرحوم بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۲ صبح ساڑھے دس بجے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں بعمر ۷۵ سال وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ ۶ مارچ ۱۹۳۷ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم قادیان اور پھر ربوہ سے حاصل کی۔ دسمبر ۱۹۵۲ میں آپ کی شادی محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سے ہوئی حضرت مصلح موعودؓ نے نکاح پڑھایا۔ مرحومہ بہت دعا گو خلافت احمدیہ سے لگاؤ رکھنے والی، غریب پرور اور بچوں اور عزیز و اقارب کا بہت خیال رکھنے والی تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ محترم صاحبزادہ مرزا طیب احمد صاحب کراچی، محترم صاحبزادہ مرزا عبد الصمد احمد صاحب ناظر خدمت درویشاں، محترمہ سارہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ محترم سید منور احمد صاحب لاہور، محترمہ حمیرا امۃ الحمید صاحبہ اہلیہ محترم سید محمود احمد صاحب امریکہ، محترمہ شبرہ امۃ اللطیف صاحبہ اہلیہ محترم طارق رشید احمد صاحب لاہور، محترمہ وردہ امۃ الملک صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا محمد احمد مصطفیٰ صاحب کراچی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ادارہ بدر آپ کی وفات پر انتہائی غم کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے۔ (ادارہ)

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنا ایک انسان کو حقیقی عبدیت کے زمرہ میں شامل کرتا ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بیشمار احکام اُتارے ہیں جن پر چلنے کی انسان کو کوشش کرنی چاہیئے

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے بنایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن تمام احکامات کا جو قرآنِ کریم کی صورت میں آپ پر اترے ہیں ایک عملی نمونہ بنا دیا، ایک ایسا عملی نمونہ جو کامل تھا، جس نے آپ کو عبدِ کامل بنا دیا۔

لیکن آپ کی اُمّت میں سے ہونے اور مسلمان ہونے کے فیض ہم تبھی اُٹھا سکتے ہیں جب ہم آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ جب ہم اُن احکامات کو اپنے اوپر لاگو کرتے ہوئے اس طرح بجالانے کی کوشش کریں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کر کے دکھایا۔

یہ عبدِ کامل تھا جس نے ہر معاملہ میں کامل نمونہ دکھا کر ایک انقلاب اُس زمانے کے جاہل لوگوں میں پیدا کر دیا اور اُنہیں باخدا انسان بنا دیا۔ پس آج بھی اگر ہم نے ان برکات سے فائدہ اُٹھانا ہے جو آپ کی اُمّت میں آنے سے وابستہ ہیں اور عبد بننے کا حق ادا کرنا ہے تو اپنے آپ کو اس اسوہ پر چلانا ہوگا تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن کر ہم اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے مختلف مثالوں کا تذکرہ اور اس حوالہ سے افرادِ جماعت کو نہایت اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17/اگست 2012ء بمطابق 17/ظہور 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 7 ستمبر 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ
وَذَكَرَ اللهَ كَثِيْرًا (سورۃ الاحزاب: 22) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔ وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران: 32)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے۔ پہلی آیت سورۃ احزاب کی ہے کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

دوسری آیت آل عمران کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں، احسانوں اور انعاموں کا وارث بننے کے لئے ہمیں بتایا کہ میرا عبد بنو۔ میرے وہ بندے بنو جو میرے حکموں پر چلتے ہیں۔ گزشتہ خطبہ میں یہی ذکر ہو رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنا ایک انسان کو حقیقی عبدیت کے زمرہ میں شامل کرتا ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بیشمار احکام اتارے ہیں جن پر چلنے کی انسان کو کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ (البقرۃ: 187) (کہ پس چاہئے کہ وہ میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں) کا مصداق بن کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ایک مومن بن سکے۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بنے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والا ہو۔ دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ارشادات، احکامات تو قرآنِ کریم میں ہیں جن کو پڑھتے ہیں، سنتے ہیں لیکن انسان کی فطرت اللہ تعالیٰ نے ایسی رکھی ہے کہ وہ عملی نمونوں سے عموماً پڑھنے اور سننے کی نسبت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ ایک شوق اور لگن اُس میں پیدا ہوتی ہے۔ اور جب کسی سے محبت کا دعویٰ ہو تو محبوب کی ہر ادا اور ہر عمل کو ایک انسان خود بھی اپنانے کی کوشش کرتا ہے اور عمل کا رنگ پھر کچھ اور ہی ہو جاتا ہے۔ لیکن جب محبت کا اظہار اور اس محبت کی وجہ سے محبوب کو اپنے لئے نمونہ بنانا ایمان بھی شمار ہونے لگ جائے تو پھر ایک مومن کی اس سے بڑھ کر کوئی خواہش نہیں ہوتی اور نہیں ہونی چاہئے کہ وہ محبوب کی خوشی کے ساتھ اپنے ایمان کو بھی سلامت رکھے اور اس میں ترقی کرے۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے بنایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن تمام احکامات کا جو قرآنِ کریم کی صورت میں آپ پر اترے ہیں ایک عملی نمونہ بنا دیا، ایک ایسا عملی نمونہ جو کامل تھا، جس نے آپ کو عبدِ کامل بنا دیا۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اسی بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے بلکہ حکم دیا گیا ہے کہ ایک مسلمان کا، ایک ایمان لانے کا، دعویٰ کرنے والے کا ایمان اُس وقت مکمل ہوگا، وہ تب خدا تعالیٰ کا قرب پا سکے گا جب میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلے گا۔ اس کے بغیر ایمان ادھورا ہے۔ اُس اُسوہ پر چلے بغیر آخرت کی نعماء کی امید فضول ہے۔ اُس اُسوہ پر چلے بغیر نیکی، نیکی نہیں کہلا سکتی۔ اس اسوہ پر چلے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت، عبادت نہیں ہے۔ اس اُسوہ پر چلے بغیر اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس کا ذکر وہ مقام نہیں دلا سکتا جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلائے۔ اس اُسوہ پر چلے بغیر گناہوں سے نجات ممکن نہیں ہے۔ اس اُسوہ پر چلے بغیر تم اللہ تعالیٰ کی رحیمیت سے وہ حصہ نہیں پا سکتے جس کے لئے تم اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہو۔ اُس اُسوہ پر چلے بغیر اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے والے نہیں بن سکتے کہ یہ خدا تعالیٰ کا محبوب ترین بندہ ہے۔ اگر اُس کی پیروی نہیں کی تو اللہ تعالیٰ کی محبت بھی نہیں ملے گی۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم مسلمان ہیں لیکن آپ کی اُمّت میں سے ہونے اور مسلمان ہونے کے فیض ہم تبھی اُٹھا سکتے ہیں جب ہم آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ جب ہم اُن احکامات کو اپنے اوپر لاگو کرتے ہوئے اس طرح بجالانے کی کوشش کریں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کر کے دکھایا۔ اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ (صحیح البخاری کتاب الجهاد والسیر باب یقاتل من وراء الامام ویتقی به حدیث 2957) کہہ کر ہمیں اس آیت کی یاددہانی کروا دی کہ میرے نمونے تمہیں شیطان سے بچا کر حقیقی عبد بنا سکتے ہیں نہ کہ تمہاری کوششیں۔ میری ڈھال کے پیچھے رہو تو شیطان سے بچے رہو گے۔ عبادت کا سوال ہے تو یہ نہ سمجھو کہ ایسے عمل کر کے جو مَیں نے نہیں کئے تم عبادت کا حق ادا کر سکو گے یا اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کر سکو گے۔ نہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ اس زمانے میں ہم پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان ہے جو آپؐ کے عاشقِ صادق ہیں کہ ہمیں آپؐ کے حقیقی اُسوہ اور اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ عبادتوں کے لئے جو نئے نئے ذکر اور محفلیں منعقد کرنے کی بدعات رواج پا گئی ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ سے ثابت نہیں ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کا قرب کبھی نہیں دلا سکتیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 162۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس قرب کے حصول کے لئے اُسوہ پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اس وقت مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی، آپ کے عملی نمونے کی چند مثالیں پیش کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات اور دوسرے اخلاق کے نمونے پیش کروں گا جو ہمارے لئے رہنما ہیں جن کے کرنے سے ہم اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بن سکتے ہیں اور اُس کا پیار حاصل کرنے والا بن سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپؐ کے بارے میں جو کچھ بیان فرمایا ہے، اس حوالے سے آپ کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام ہے اور جو ہمارے سامنے آپ نے پیش فرمایا ہے وہ مَیں پہلے بیان کروں گا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:" قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا (الزمر:54) ......یعنی کہہ اے میرے غلامو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے کہ تم رحمتِ الٰہی سے نا امید مت ہو۔ خدا تعالیٰ سارے گناہ بخش دے گا"۔ فرماتے ہیں کہ "اب اس آیت میں بجائے قُلۡ یَا عِبَادَ اللّٰہِ کے، جس کے یہ معنے ہیں کہ کہہ اے خدا تعالیٰ کے بندو! یہ فرمایا کہ قُلۡ یٰعِبَادِیۡ یعنی کہہ اے میرے غلامو۔ اس طرز کے اختیار کرنے میں بھید یہی ہے کہ یہ آیت اس لئے نازل ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ بے انتہا رحمتوں کی بشارت دیوے اور جو لوگ کثرت گناہوں سے دل شکستہ ہیں اُن کو تسکین بخشے۔ سو اللہ جلّشانہٗ نے اس آیت میں چاہا کہ اپنی رحمتوں کا ایک نمونہ پیش کرے اور بندہ کو دکھلاوے کہ مَیں کہاں تک اپنے وفادار بندوں کو انعامات خاصہ سے مشرّف کرتا ہوں"۔ (وہ لوگ جو گناہوں کی وجہ سے بالکل مایوس ہو گئے ہیں اُن کو بتائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کس قدر وسیع ہے اور کس طرح انعامات سے نوازتا ہے۔) فرمایا "سو اس نے قُلۡ یٰعِبَادِیۡ کے لفظ سے یہ ظاہر کیا کہ دیکھو یہ میرا پیارا رسول، دیکھو یہ برگزیدہ بندہ کہ کمال طاعت سے کس درجہ تک پہنچا کہ اب جو کچھ میرا ہے وہ اس کا ہے۔ جو شخص نجات چاہتا ہے وہ اس کا غلام ہو جائے۔ یعنی ایسا اس کی طاعت میں محو ہو جاوے کہ گویا اس کا غلام ہے- تب وہ گو کیسا ہی پہلے گنہگار تھا بخشا جائے گا"۔ فرمایا کہ "جاننا چاہئے کہ عَبۡد کا لفظ لغتِ عرب میں غلام کے معنوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ جلّشانہ فرماتا ہے وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَیۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِکٍ (البقرۃ:222)۔ اور اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اپنی نجات چاہتا ہے وہ اس نبی سے غلامی کی نسبت پیدا کرے۔ یعنی اس کے حکم سے باہر نہ جائے اور اس کے دامن طاعت سے اپنے تئیں وابستہ جانے جیسا کہ غلام جانتا ہے"۔ (یعنی اس طرح اطاعت کرو اس نبی کی جس طرح ایک غلام اپنے مالک کی اطاعت کرتا ہے) "تب وہ نجات پائے گا"۔ فرمایا "اس مقام میں ان کور باطن نام کے موحّدوں پر افسوس آتا ہے" (بعض لوگ کہتے ہیں کہ بعض نام نہیں رکھنے چاہئیں) "کہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یاں تک بغض رکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ نام کہ غلام نبی، غلام رسول، غلام مصطفیٰ، غلام احمد، غلام محمد شرک میں داخل ہیں"۔ فرمایا کہ "اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ مدار نجات یہی نام ہیں"۔ (یعنی اگر محبت سے اور حقیقت میں ان ناموں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے عمل ٹھیک کئے یا اپنے ناموں کو اُن صفات کا حامل بنایا تو پھر اس سے نجات بھی حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نام رکھنے سے نجات مل جائے گی کہ نام رکھ لیا اور پھر جتنی مرضی برائیاں کرتے رہے تو انسان نجات پا جائے گا۔ یہ نہیں ہے۔ یہ جو فرمایا کہ حکم سے باہر نہ جائے گا۔ جو احکامات ہیں اُس سے باہر نہ جائے، یہ جو فقرہ ہے یہ خاص طور پر بڑا ضروری ہے۔ اس فقرہ پر بھی غور کرنا چاہئے۔)

پھر آپ مزید فرماتے ہیں "اور چونکہ عَبۡد کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ ہر ایک آزادگی اور خودرَوی سے باہر آجائے" (یعنی عبدیت اُس وقت ہوتی ہے جب نہ اپنی آزادی رہے، نہ خود اپنے بارے میں فیصلے کر کے خود ہی جو چاہے کرتا رہے، اس سے باہر آئے) "اور پورا متبع اپنے مولیٰ کا ہو۔ اس لئے حق کے طالبوں کو یہ رغبت دی گئی کہ اگر نجات چاہتے ہیں تو یہ مفہوم اپنے اندر پیدا کریں۔ اور در حقیقت یہ آیت اور یہ دوسری آیت قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ (آل عمران:32)۔ از روئے مفہوم کے ایک ہی ہیں"۔ (جو پہلی آیت پڑھی گئی تھی اور یہ آیت، فرمایا کہ مفہوم دونوں کا ایک ہے) "کیونکہ کمال اتباع اس محویت اور اطاعت تامہ کو مستلزم ہے" (یعنی جو کسی کی پیروی کا اور اتباع کا جو انتہا ہے، وہ مکمل طور پر اطاعت کے لئے لازمی ہے، اطاعت ہوگی تو اتباع ہوگی، پیروی ہوگی) فرمایا کہ "جو عبد کے مفہوم میں پائی جاتی ہے"۔ (پورا فقرہ یوں بنے گا کہ) "کیونکہ کمال اتباع اس محویت اور اطاعت تامہ کو مستلزم ہے جو عبد کے مفہوم میں پائی جاتی ہے۔ یہی سِر ہے کہ جیسے پہلی آیت میں مغفرت کا وعدہ بلکہ محبوبِ الٰہی بننے کی خوشخبری ہے گویا یہ آیت کہ قُلۡ یٰعِبَادِیۡ دوسرے لفظوں میں اس طرح پر ہے کہ قُلۡ یَا مُتَّبِعِیۡ۔ یعنی اے میری پیروی کرنے والو جو بکثرت گناہوں میں مبتلا ہو رہے ہو، رحمتِ الٰہی سے نومید مت ہو کہ اللہ جلّشانہٗ بہ برکت میری پیروی کے تمام گناہ بخش دے گا۔ اور اگر عباد سے صرف اللہ تعالیٰ کے بندے ہی مراد لئے جائیں تو معنے خراب ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ ہرگز درست نہیں کہ خدا تعالیٰ بغیر تحقق شرط ایمان اور بغیر تحقق شرط پیروی تمام مشرکوں اور کافروں کو یونہی بخش دیوے"۔ یعنی اگر ایمان میں کامل نہیں ہے اور پیروی اور اتباع میں کامل نہیں ہے تو بخشا نہیں جا سکتا، پھر تو اللہ تعالیٰ مشرکوں کو اور کافروں کو یونہی بخش دے گا۔ فرمایا "ایسے معنے تو نصوص بیّنہ قرآن سے صریح مخالف ہیں"۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 189 تا193)

پس یہ خوشخبری ہر اُس شخص کے لئے ہے جو کہ کامل اطاعت کرتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے کہ اس کامل پیروی سے شدید ترین گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اب مَیں اُسوہ کے نمونے پیش کروں گا۔ اس رمضان میں خدا تعالیٰ نے جو ایسا ماحول پیدا فرمایا ہے اور ہر سال جب رمضان آتا ہے تو جو ماحول پیدا ہوتا ہے اور نیکیوں اور عبادتوں کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور اب بھی ہوئی ہے تو اگر حقیقت میں خدا تعالیٰ کا عبد اور پیارا بننا ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی پیروی کو جاری رکھنا بھی ضروری ہے۔ یہی نہیں کہ ایک دفعہ عمل کر لیا۔ آپ کا عمل یا نمونہ کسی ایک چیز کے بارے میں نہیں تھا، نہ ہی رمضان کے لئے مخصوص تھا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بقول کَانَ خُلُقُہٗ اَلۡقُرۡآن تھا اور تمام زندگی پر حاوی تھا۔ آپ کا خلق قرآن عظیم تھا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا کہ اس سے گناہوں سے دل شکستوں کو امید کی کرن دکھائی دیتی ہے تو وہ تبھی ہے جب اس اُسوہ پر عمل کا مصمّم ارادہ ہو اور پھر نہ صرف ارادہ ہو بلکہ عمل بھی ہو اور پھر باقاعدگی بھی ہو۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ ماحصل اس آیت کا یہ ہے" (اس آیت کا خلاصہ یہ بنے گا یا اصل مضمون یہ بنے گا، مقصد یہ بنے گا) "کہ جو لوگ دل و جان سے تیرے، یارسول اللہ! غلام بن جائیں گے۔ ان کو وہ نور ایمان اور محبت اور عشق بخشا جائے گا کہ جو اُن کو غیر اللہ سے رہائی دے دے گا اور وہ گناہوں سے نجات پا جائیں گے اور اسی دنیا میں ایک پاک زندگی ان کو عطا کی جائے گی، اور نفسانی جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے وہ نکالے جائیں گے"۔ (اب رمضان کا ایک مقصد خدا تعالیٰ کی رضا چاہنا، اُس کا بننا، اُس کی عبادت کرنا بھی ہے۔ اور یہی غیر اللہ سے نجات ہے تو اس کو پورا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی پیروی ضروری ہے۔ فرمایا کہ) "اور اسی دنیا میں ایک پاک زندگی ان کو عطا کی جائے گی اور نفسانی جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے وہ نکالے جائیں گے"۔ (جو یہ پیروی کریں گے) "اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے۔ اَنَا الۡحَاشِرُ الَّذِیۡ یُحۡشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیۡ یعنی میں وہ مُردوں کو اٹھانے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں"۔ (قدموں پر اٹھائے جانے کا یہی مطلب ہے کہ میری پیروی کرنے والے ہیں، میرے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں) فرماتے ہیں "واضح ہو کہ قرآن کریم اس محاورہ سے بھرا پڑا ہے کہ دنیا مر چکی تھی اور خدا تعالیٰ نے اپنے اس نبی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر نئے سرے دنیا کو زندہ کیا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا (الحدید:18) یعنی اس بات کو سن رکھو کہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد خدا تعالیٰ زندہ کرتا ہے۔ پھر اسی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں فرماتا ہے وَاَیَّدَہُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ (سورۃ المجادلہ:23) یعنی ان کو روح القدس کے ساتھ مدد دی۔ اور روح القدس کی مدد یہ ہے کہ دلوں کو زندہ کرتا ہے اور روحانی موت سے نجات بخشتا ہے اور پاکیزہ قوتیں اور پاکیزہ حواس اور پاک علم عطا فرماتا ہے اور علوم یقینیہ اور براہین قطعیہ سے خدا تعالیٰ کے مقام قرب تک پہنچا دیتا ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 193 تا195)

روحانی موت سے نجات کیا ہے؟ یہ دنیاوی خواہشات کو قربان کرنے کا نام ہے۔ یہ اپنے نفس کو قربان کرنے کا نام ہے، جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بار بار توجہ دلائی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرنے کا نام ہے۔ پس صحابہ رضوان اللہ علیہم نے یہ سب کچھ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو روحانی زندگی عطا فرمائی۔ اُن کو پاکیزہ قوتیں عطا فرمائیں جن سے انہوں نے شیطان کا مقابلہ کیا۔ اُن کی سوچوں کو پاک کیا۔ اُن کو قرآن کا علم عطا فرمایا جس نے اُن کے یقین اور ایمان کو انتہائی مدارج تک پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اُن کو عین الیقین ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے اُنہوں نے خود دیکھ لئے جس نے اُنہیں اللہ تعالیٰ کا قرب عطا فرمایا۔ یہ سب کچھ اُنہیں اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی وجہ سے ملا اور اُنہیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کہ وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) کہ اور جو لوگ ہمیں ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ضرور اُنہیں اپنے راستوں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، اس کا مزید ادراک حاصل ہوا اور یہ سب کچھ جیسا کہ مَیں نے کہا اُن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر چلنے کی کوشش سے ہوا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "اور یہ علوم جو مدارِ نجات ہیں یقینی اور قطعی طور پر بجز اُس حیات کے حاصل نہیں ہو سکتے جو بتوسّط روح القدس انسان کو ملتی ہے اور قرآن کریم کا بڑے زور شور سے یہ دعویٰ ہے کہ وہ حیات روحانی صرف متابعت اس رسول کریمؐ سے ملتی ہے"۔ یعنی یہ جو علوم کا ذکر ہوا ہے کہ

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

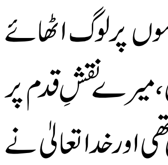

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

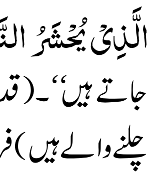

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

روحانی عملوں سے نجات ہوتی ہے، پاکیزہ قوتیں عطا ہوتی ہیں، پاکیزہ حواس عطا ہوتے ہیں، پاک علم عطا ہوتا ہے۔فرمایا یہ جو مدارِنجات ہیں،نجات کا باعث بننے والے علوم ہیں، یہ صرف اس طرح حاصل نہیں ہوسکتے کہ خود اس زندگی میں انسان کوشش کرلے بلکہ انسان کو یہ روح القدس سے ملتے ہیں۔اورفرمایا کہ’’قرآنِ کریم کا بڑے زور شور سے یہ دعویٰ ہے کہ حیاتِ روحانی صرف متابعت اس رسول کریمؐ سے ملتی ہے‘‘۔(یہ جسمانی زندگی نہیں ہے، روحانی زندگی ہے جوکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے اور آپ کی پیروی سے ملتی ہے۔)’’اور تمام وہ لوگ جو اس نبی کریمؐ کی متابعت سے سرکش ہیں وہ مُردے ہیں‘‘۔فرمایا’’تمام وہ لوگ جو اس نبی کریمؐ کی متابعت سے سرکش ہیں وہ مُردے ہیں جن میں اس حیات کی‘‘(یعنی یہ روحانی حیات کی)’’روح نہیں ہے‘‘۔پھر فرمایا’’اور حیاتِ روحانی سے مراد انسان کے وہ علمی اور عملی قویٰ ہیں جو روح القدس کی تائید سے زندہ ہوجاتے ہیں۔اور قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ جن احکام پر اللہ جلّشانہٗ انسان کو قائم کرنا چاہتا ہے وہ چھ سو ہیں۔ایسا ہی اس کے مقابل پر جبرائیل علیہ السلام کے پَر بھی چھ سو ہیں۔اور بیضۂ بشریت جب تک چھ سو حکم کو سر پر رکھ کر جبرائیل کے پروں کے نیچے نہ آوے اس میں فنافی اللہ ہونے کا بچہ پیدا نہیں ہوتا‘‘۔(یعنی مثال دی گئی ہے کہ انسان کا جو خول ہے، پیدائش کا جو انڈہ ہے، جب تک انسان ان چھ سو احکامات کو اپنے اوپر طاری نہ کرے، لاگو نہ کرے اُس وقت تک وہ فنافی اللہ نہیں ہوسکتا۔وہ بچہ پیدا نہیں ہوسکتا جس سے انسان اللہ تعالیٰ کے قریب ترین ہوجائے۔ فرمایا’’اور انسانی حقیقت اپنے اندر چھ سو بیضہ کی استعداد رکھتی ہے‘‘۔یہ نہیں ہے کہ کوئی مشکل چیز ہے۔انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے کہ اگر وہ چاہے اور کوشش کرے تو ان احکامات کو اپنے اوپر طاری کرنے کی طاقت رکھتی ہے، استعداد رکھتی ہے۔فرمایا’’پس جس شخص کا چھ سو بیضۂ استعداد جبرائیلؑ کے چھ سو پر کے نیچے آ گیا وہ انسان کامل اور یہ تولّد اس کا تولّدِ کامل اور یہ حیات حیاتِ کامل ہے‘‘۔یعنی یہ چیزیں حاصل ہوجائیں تو تبھی حقیقی روحانی پیدائش بھی ہوتی ہے اور حقیقی روحانی زندگی بھی ملتی ہے۔پس ان چھ سو احکامات کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش کرو۔فرمایا کہ’’اور غور کی نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ بیضۂ بشریت کے روحانی بچے جو روح القدس کی معرفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی برکت سے پیدا ہوئے وہ اپنی کمیّت اور کیفیت اور صورت اور نوع اور حالت میں تمام انبیاء کے بچوں سے اتم اور اکمل ہیں‘‘۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے انسان کے اندر جو یہ روحانی بچے پیدا ہوئے ہیں، جو روحانی صفات پیدا ہوئی ہیں وہ اپنی کمیّت کے حساب سے بھی، اپنی کیفیت کے حساب سے بھی، اپنی شکل صورت کے حساب سے بھی، اپنی نوع اور قسم کے حساب سے بھی، ہر حالت میں دوسرے انبیاء کے ذریعے سے جو روحانی انقلاب آیا اُس سے بہت بڑھ کر ہیں۔اور فرماتے ہیں’’اسی کی طرف اشارہ ہے جو اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ فرماتا ہے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ(آل عمران:111)یعنی تم سب اُمّتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے ہو‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 195 تا 197)

جب خیرِ اُمّت قرار دیا گیا، جیسا کہ اکثر ہم تقریروں میں’’خیرِ اُمّت‘‘ سنتے ہیں تو اس خیر اُمّت بننے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اندر وہ تمام روحانی انقلاب پیدا کرنے کی کوششیں کی جائیں، وہ حالتیں طاری کرنے کی کوشش کی جائیں جن کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا ذکر فرمایا۔قرآنِ کریم میں جن کا ذکر ہے۔اور پھر جب اس طرح اپنی اصلاح ہوگی، جب اس مقام پر انسان پہنچے گا تو پھر ہی دوسروں کی اصلاح کا کام کرسکتے ہیں۔اور یہ اصلاح کا کام پھر بارآور ہوتا ہے۔تبھی یہ پھل لگاتا ہے جب اس اسوہ رسول پر ہم چلنے کی کوشش کریں گے، اپنی زندگیاں اس کے مطابق ڈھالیں گے، اپنے جائزے ہر وقت لیتے رہیں گے، اپنی روحانی ترقی کی طرف قدم بڑھاتے رہیں گے یا بڑھانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔یہ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو احکامات دیئے ہیں ہم کہاں اور کن معاملات میں اور کس طرح اور کس حد تک اُن پر عمل کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔تو تبھی ہم اپنے اندر بھی انقلاب پیدا کریں گے۔تبھی ہم اسلام کا حقیقی پیغام بھی دنیا تک پہنچا سکیں گے۔پس بیشک گنہگار بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عبد بن سکتا ہے۔لیکن اسوہ رسول پر چلنے سے اور اس کے لئے کوشش کرنے سے اور اپنی تمام تر طاقتوں سے اس کی کوشش کرنے سے اس کے تمام گناہ معاف ہوسکتے ہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلو ہیں۔آپ کا اُسوہ ہے جس کی پیروی کا خدا تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اور جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمایا ہے کہ کس طرح اور کس حد تک انسان حاصل کرسکتا ہے۔اور اس اُسوہ پر چلنے سے پھر اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ملتی ہے جس سے بندہ اپنے پیار کرنے والے خدا کی آغوش میں آجاتا ہے۔

سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت، اُس کی شکرگزاری اور اس کی عبادت کے کیا نمونے آپؐ نے قائم فرمائے ہیں۔وہ عظیم نبی جو تمام دن حکومتی معاملات اور اپنے ماننے والوں کی اصلاح اور تربیت اور اُن کو روحانی ترقی کی راہیں دکھانے میں مصروف رہتا تھا۔عام دنوں میں بھی آپ کی مصروفیت ہوتی تھی اور جنگوں میں اور ہنگامی حالات میں تو دن کی مصروفیت کے ساتھ ساتھ آپ کی جسمانی مشقت کی بھی انتہا ہوجاتی تھی۔لیکن ہمیں نہ آپ کی دن کی عبادتوں میں اور نہ ہی رات کی عبادتوں میں کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔رات کو عبادت کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو پاؤں سوج جاتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر باب قولہ لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك...حدیث 4836)

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رات کو عبادت کرو۔آپ کی رات کی عبادت نصف رات سے بڑھ کر بھی تھی اور نصف رات کی بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْئًا وَّاَقْوَمُ قِیْلًا(المزمل:7) کہ رات کو جاگنا یقیناً نفس کو پاؤں تلے کچلنے کے لئے شدید اور قولی لحاظ سے زیادہ مضبوط ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دفعہ عرض کی کہ یا رسول اللہ!صلی اللہ علیہ وسلم۔آپ تو پہلے ہی خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں۔آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف میں کیوں ڈالتے ہیں؟فرمایا اے عائشہ!اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا۔(صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین واحکامھم باب اکثار الاعمال......حدیث 7125)

کہ اگر مَیں اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اتنے فضل فرمائے ہیں تو پھر کیا میرا یہ فرض نہیں بنتا کہ اس کا شکرگزار بندہ بن جاؤں۔شکر تو احسان کے مقابلے پر ہوا کرتا ہے۔اور آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کو یاد کرتے تھے اور شکر ادا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ نہ صرف ہمیں مسلمان بنایا بلکہ آپؐ کے غلامِ صادق کو آپؐ کا سلام پہنچانے کی توفیق بھی عطا فرمائی ہے۔یہی احسان اتنا بڑا ہے کہ اس کا ہم شکر ادا نہیں کرسکتے۔ایک احمدی اس کا بھی شکر ادا نہیں کرسکتا۔جو بھی کوشش ہو تب بھی ہم اس کا شکر ادا نہیں کرسکتے۔

پس ہر احمدی کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہم اپنی اپنی بساط اور استعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔رمضان میں جو نفلوں کی عادت ڈالی ہے تو یہ عارضی عادت نہ ہو اور ہمارے دنیوی مقاصد کے لئے نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی شکرگزاری کا اکثر حصہ اس میں ہو اور پھر اس عبادت کا اثر ہمارے قول وفعل کی سچائی پر بھی ظاہر ہو۔ہم خیرِ اُمّت بن کر جب دنیا کی اصلاح کی کوشش کریں گے تو ہماری باتوں میں بھی تبھی اثر ہوگا جب ہماری یہ حالت ہوگی۔جیسا کہ میں نے کہا یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اُسوہ ہے جو نفلوں کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ کس طرح رات کو عبادت کرتے تھے۔فرض نمازوں کی پابندی کا بھی آپ کو کتنا خیال تھا۔سخت شدید بیماری میں بھی جبکہ نمازیں بیٹھ کر اور لیٹ کر اور گھر میں پڑھنے کی اجازت ہے، آپ سہارے لے کر مسجد میں باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لاتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب انما جعل الامام لیؤتم بہ حدیث 687)

لیکن ان سب باتوں کے باوجود کہ عبادت کے بارے میں اتنی سختی ہے، اتنی شدت ہے، اور آپ نے عبادت کو اتنی اہمیت دی ہے۔لیکن عبادت کے بارے میں آپ کو تصنع اور بناوٹ پسند نہیں تھی۔جب آپؐ نے گھر میں رسّی لٹکی ہوئی دیکھی اور اُس کا مقصد پوچھا تو پتہ چلا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب عبادت کرتے کرتے تھک جاتی ہیں تو اس رسّی کے سہارے کھڑی ہوجاتی ہیں تو آپؐ نے یہ ناپسند فرمایا اور فرمایا جتنی دیر خوشی سے، بشاشت سے، آسانی سے عبادت ہوسکے کرو۔جب تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔

(صحیح البخاری کتاب التہجد باب مایکرہ من التشدید فی العبادۃ حدیث 1150)

آپؐ کو تو خدا تعالیٰ نے اتنی طاقت عطا فرمائی تھی کہ پاؤں متورم ہوجائیں تب بھی کھڑے رہیں لیکن دوسروں کے لئے آپ نے سہولت بھی دی ہے۔لیکن اس سہولت کا یہ مطلب بھی نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں کو عادت ہوجاتی ہے کہ صرف بیٹھ کر نمازیں پڑھتے ہیں۔بعضوں کو عادت ہے کہ صبح فجر کی نماز پر اُٹھے، بغیر وضو کے بستر پر ہی لیٹے لیٹے تیمم کیا اور بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ لی، یہ چیزیں بھی غلط ہیں۔اس طرح سے ناجائز فائدہ بھی نہیں اُٹھانا چاہئے کیونکہ پھر یہ عبادت نہیں ہے۔اپنی طاقتوں اور استعدادوں کو انتہا تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔اپنی طاقتوں کے مطابق ہر بندہ اندازہ لگائے، ہر شخص اندازہ لگائے اور جب یہ ہوگا تو تب ہی ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ مَیں اُسوۂ حسنہ پر چلنے کی کوشش کررہا ہوں۔عبادتوں اور شکرگزاری کے معیار ہم نے دیکھے جس کے نمونے آپ نے ہمارے سامنے قائم فرمائے، اور جو مَیں نے بیان کئے ہیں۔لیکن اس کے باوجود ایک موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کوئی شخص اپنے عملوں سے جنت میں داخل نہیں ہوگا۔تو حضرت ابوہریرۃؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا آپؐ بھی اپنے اعمال سے جنت میں داخل نہیں ہوں گے؟ آپؐ تو ساری ساری رات عبادت کرنے والے ہیں۔ایسی فنا کی حالت ہوتی ہے کہ پاؤں متورم ہوجاتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا۔ہاں مَیں بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ہاں خدا تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت ہی مجھے جنت میں داخل کرے گی۔

یہ کیا ہی خوف اور خشیت کی حالت ہے۔وہ لوگ جو ذرا ذرا سی نیکی پر اِتراتے پھرتے ہیں اُن کے لئے کس قدر خوف کا مقام ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مغفرت کی اور فضل کی چادر میں ڈھانپے رکھے اور ہمیں حقیقت

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200

Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266, 9437032266, 9438332026, 943738063

میں عبادت کا حق ادا کرنے کی توفیق دے اور عاجزی اور انکساری کی بھی توفیق دے۔

آپؐ نے فرمایا: ''اپنے کاموں میں نیکی اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں تلاش کرو''۔ فرمایا کہ ''کوئی شخص موت کی خواہش نہ کیا کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو نیکیوں میں بڑھے گا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہوگا اور اگر بد ہے تو توبہ کی توفیق مل جائے گی''۔

(صحیح البخاری کتاب المرضی باب تمنی المریض الموت حدیث 5673)

یہ توبہ کی توفیق بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے۔ اس کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے ورنہ دنیا میں اکثریت تو ایسے لوگوں کی ہے جو برائیوں میں مبتلا ہیں اور اس میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہ جو آپ نے فرمایا یہ مومنوں کے لئے فرمایا اور ان معمولی بدیوں کے بارے میں فرمایا کہ پھر اپنی کمزوریاں دور کرنے کی توفیق ملے گی۔ پس رمضان میں بھی انسان کوشش کرتا ہے کہ اپنی کمزوریاں دور کرے، بدیوں کو دور کرے، تو اس لئے بھی اس کوشش میں بڑھنا چاہئے اور پھر اس کو جاری بھی رکھنا چاہئے۔ آپ کا یہ فرمانا اُن لوگوں کے لئے ہے جو توبہ کی طرف توجہ کریں اور پھر توجہ کر کے نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں کہ موت تو مقدر ہے لیکن اُس وقت آئے جب اے اللہ! تو راضی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی صلاحیتوں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا صحیح استعمال نہ کرنا بھی گستاخی ہے۔ اور ان صلاحیتوں کا صحیح استعمال جو ہے وہ اب عبادت میں ہے۔ یا کہہ سکتے ہیں کہ ان صلاحیتوں کا صحیح استعمال جو ہے وہ بھی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو اعضاء دیئے ہیں، کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ ان سے نیکی کے کام کرنا بھی عبادت بن جاتا ہے۔ کانوں سے نیکی کی باتیں سننا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بناتا ہے۔ لیکن لوگوں کی غیبتیں اور چغلیاں سننا گناہ ہے۔ لیکن اگر کوئی اپنے کان اس لئے بند کر لے اور مستقل بند رکھے کہ میں برائی کی باتیں نہ سنوں تو یہ بھی اُن کا صحیح استعمال نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی گستاخی بن جاتی ہے۔ اسی طرح آنکھ ہے، زبان ہے، ہاتھ ہیں اور باقی اعضاء ہیں اُن کے استعمال کا بھی یہی حال ہے۔

آجکل ہم رمضان سے گزر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ سحری کھاؤ اور افطاری کرو۔ آپ نے اپنے عمل سے ہمیں یہ کر کے دکھایا کہ اگر کوئی سوائے مجبوری کے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر نہیں چلتا تو یہ بھی گستاخی اور گناہ ہے۔ بعض مجبوریاں ہو جاتی ہیں جب آدمی کو فوری طور پر افطاری بھی نہیں ملتی یا سحری نہیں کھائی جا سکتی۔ اور اگر پھر کوئی صحت کے باوجود روزہ نہیں رکھتا تو یہ بھی گستاخی اور گناہ ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا جو کسی بھی صورت میں مہیا ہیں، خدا تعالیٰ کے حکم سے فائدہ اُٹھانا اور جائز طریق سے فائدہ اُٹھانا نیکی بن جاتی ہے اور اُن کا ناجائز استعمال یا بے وقت استعمال گناہ ہے۔ اور یہی آپؐ نے ہمیں اپنے عمل سے کر کے دکھایا۔

آپ کا تحمل بھی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ شراب کی حرمت سے پہلے ایک صحابی نے نشہ میں آپ کو بہت کچھ کہہ دیا۔ آپ خاموشی سے سنتے رہے۔ اُسے کچھ نہیں کہا۔

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب المساقاۃ باب بیع الحطب و الکلأ حدیث 2375)

جب آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہت بھی عطا فرما دی۔ مدینہ آ گئے، حکومت بھی قائم ہو گئی تو اس وقت بھی اس تحمل کی اعلیٰ مثالیں ہمیں ملتی ہیں۔ دنیا میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ کسی کے پاس چار پیسے آ جائیں یا تھوڑا سا عہدہ مل جائے تو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا۔ طبیعت کے خلاف کوئی بات ہو جائے تو ناک منہ چڑھانے لگ جاتا ہے۔ لیکن آپ کا رویہ کیا ہوتا تھا؟ ایک مرتبہ ایک یہودی آیا اور آ کر آپؐ سے بحث شروع کر دی اور دورانِ بحث بار بار اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر بات کرتا تھا۔ وہ تو صرف اے محمد ہی کہتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آپؐ نہ صرف مدینہ کے حاکم تھے بلکہ ارد گرد اور دور تک آپ کی بادشاہت اور حکومت پھیل چکی تھی۔ صحابہ کو یہودی کا یہ طرزِ گفتگو پسند نہیں آیا کیونکہ صحابہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو 'یا رسول اللہ' کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔ اور جو غیر مسلم تھے وہ آپ کو آپ کی کنیت ابوالقاسم سے پکارتے تھے۔ تو یہودی کے اس طرح بار بار ''اے محمد'' کہنے پر صحابہ نے اُسے غصہ سے ٹوکا کہ اگر رسول اللہ نہیں کہہ سکتے تو آپ کی کنیت سے پکارو اور ابوالقاسم کہو۔ یہودی نے کہا کہ مَیں تو اسی نام سے بلاؤں گا جو آپ کے ماں باپ نے آپ کا رکھا ہے۔ اس پر آپؐ مسکرائے اور فرمایا یہ ٹھیک کہتا ہے میرے ماں باپ نے میرا نام محمد ہی رکھا ہے۔ اسی طرح اس کو مخاطب کرنے دو اور غصہ نہ کرو۔

(ماخوذ از صحیح مسلم کتاب الحیض باب بیان صفة منی الرجل و المرأة... حدیث 716)

بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ لوگ آپ کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہو جاتے۔ بسا اوقات آپ کے ضروری کاموں میں روک پیدا ہو رہی ہوتی، آپ کا وقت ضائع ہو رہا ہوتا لیکن بڑے صبر اور تحمل سے آپؐ اُن کی باتیں سنتے اور اُن کی حاجتیں پوری فرماتے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب قرب النبی ﷺ من الناس...... حدیث 6044)

انصاف کے معیار کا یہ حال تھا کہ اگر کسی نے جرم کیا ہے تو یہ نہیں دیکھنا کہ امیر ہے یا غریب ہے یا اعلیٰ خاندان کا ہے یا عام آدمی ہے۔ جب ایک امیر عورت نے کسی دوسرے کے مال کو ہتھیانے کی کوشش کی اور اُس پر قبضہ کیا تو اُس کو سزا ہوئی۔ تو ان کے جو قبائل تھے اُن میں سے بعضوں میں، خاص طور پر اُن لوگوں میں جو اس کے قریبی تھے، اس سے بڑی بے چینی پیدا ہو گئی کہ یہ بڑے خاندان کی عورت ہے، اس کو کیوں سزا ہوئی ہے؟ آپؐ کی خدمت میں اُسامہؓ کو سفارش کے لئے بھیجا گیا کہ اس کی سزا معاف کر دیں۔ آپ نے یہ سنا تو غصہ کا اظہار فرمایا۔ حالانکہ آپ وہ ہستی تھے جو سراپا شفقت اور عفو سے کام لینے والے تھے، خوش اخلاقی سے بات کرنے والے تھے اور آپؐ کو کبھی غصہ نہیں آتا تھا لیکن اس موقع پر آپؐ کو غصہ آیا کہ میرے پاس خدائی حکم کے مخالف سفارش کرنے آئے ہو۔ فرمایا پہلی قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ بڑوں کا لحاظ کرتی تھیں اور چھوٹوں پر ظلم کرتی تھیں۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ خدا کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ بھی جرم کرتی تو مَیں اُسے سزا دیئے بغیر نہ چھوڑتا۔ (صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب 52/54 حدیث 3475)

آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ انصاف مسلمانوں میں مفقود ہے اور یہی ان کے زوال کا سبب بن رہا ہے۔ پس ہمیں بھی بہت زیادہ اس بارے میں احتیاط کرنی چاہئے۔ ہمارے عہدیداروں کو بھی انصاف کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں اور ایسے معیار قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ یہ بہت خطرناک چیز ہے جو زوال کا باعث بنتی ہے۔

پھر دشمن سے انصاف کا قرآنی حکم ہے۔ تو اس کا کیا نمونہ دکھایا؟ اس کی بھی ایک مثال دیتا ہوں۔ آپؐ نے صحابہ کو مکّہ کی طرف کسی جگہ خبر رسانی کے لئے بھجوایا۔ جب یہ حرم کی حدود میں پہنچے تو وہاں ان کو کچھ آدمی مل گئے جو ان کو جانتے تھے یا ان کو شک ہوا کہ یہ لوگ مکّہ والوں کو جا کر خبر کر دیں گے۔ چنانچہ اس بنا پر اُن صحابہ نے اُن پر حملہ کر دیا اور اُن میں سے ایک کو قتل کر دیا۔ جب یہ صحابہ مدینہ واپس پہنچے تو پیچھے پیچھے مکہ والوں کی طرف سے بھی ایک وفد شکایت لے کر آ گیا کہ اس طرح حرم کی حدود میں انہوں نے قتل کیا ہے۔ اُن کو جواب دیا جا سکتا تھا کہ تم نے جو مسلمانوں پر اتنے ظلم کئے ہیں اور حرم کی حدود میں بھی جرم کئے ہیں وہ بھول گئے ہو؟ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، شاید ان لوگوں نے ان صحابہ کا اس وجہ سے مقابلہ نہ کیا ہو کہ حرم میں پناہ لے لیں گے اور ان کی جان محفوظ ہو جائے گی۔ ہمارے آدمیوں سے زیادتی ہوئی ہے۔ اور آپؐ نے ان کو فرمایا کہ ٹھیک ہے تمہیں اس کا خون بہا دیا جائے گا۔ چنانچہ عرب کے رواج کے مطابق اُن کا خون بہا ادا کیا گیا۔

(ماخوذ از السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 217 تا 221 باب سرایاہ ﷺ و بعوثه، سریة عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ... دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

پس یہ وہ انصاف کے معیار تھے جو مُنصفِ اعظم نے ہر جگہ قائم فرمائے۔

دوسروں کے جذبات کے احترام کی بھی انتہا دیکھیں۔ ایک یہودی آپ کے پاس شکایت کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا دل دکھایا ہے اور کہا ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ سے افضل بنایا ہے۔ اس بات کو سن کر یہودی نے کہا مجھے تکلیف پہنچی ہے۔ اب یہ حقیقت بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ قرآنِ کریم اس کی گواہی دیتا ہے۔ لیکن آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو بلا کر جب پوچھا اور انہوں نے بتایا کہ ابتدا اس شخص نے کی تھی اور کہا تھا کہ مَیں موسیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کو خدا نے تمام دنیا پر فضیلت دی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ پھر بھی ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ دوسروں کے جذبات کا احترام کرنا چاہئے۔

(ماخوذ از شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیة جزء 8 صفحه 288-287 النوع الأول فی ذکر آیات... مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت 1996ء)

پس یہ تھا دوسروں کے جذبات کا احترام۔

بنی نوع انسان کی خدمت کرنے والوں کا کس طرح آپ احترام فرماتے تھے، روایات میں آتا ہے جب طَئی قبیلے کے لوگوں نے مسلمانوں سے لڑائی کی اور ان میں سے کچھ لوگ گرفتار ہوئے تو اُن میں حاتم جو مشہور سخی عرب گزرا ہے اُس کی بیٹی بھی تھی۔ آپ کو جب علم ہوا تو اس سے حسنِ معاملہ کیا اور اس کی سفارش پر اُس کی قوم کی سزاؤں کو بھی معاف کر دیا۔

پس یہ تھا محسنِ انسانیت کا انسانیت کی خدمت کرنے والوں کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک۔

آپ نے عورتوں کی عزت و احترام کس طرح قائم فرمائی؟ عرب اپنے رواج کے مطابق عورتوں کو مار پیٹ دیا کرتے تھے، آپؐ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔ عورتیں خدا کی لونڈیاں ہیں، تمہاری لونڈیاں نہیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی الضرب النساء حدیث 2145)

ایک صحابی نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بیویوں کے ہم پر کیا حق ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا جو خدا تمہیں کھانے کے لئے دے اُسے کھلاؤ اور جو تمہیں پہننے کے لئے دے، اُسے پہناؤ۔ اور اُس کو تھپڑ نہ مارو اور اُسے گالیاں نہ دو اور اُسے گھر سے نہ نکالو۔

(ماخوذ از سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأة علی زوجها حدیث 2142)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202

09849128919, 08019590070

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

آجکل بھی اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں بعض شکایتیں آتی ہیں، ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہئے۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں۔ دوسری طرف ان حکموں کی خلاف ورزی بھی کر رہے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک میں سب سے بہتر ہے۔ اور مَیں تم سب سے بڑھ کر یہ حسنِ سلوک کرنے والا ہوں۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب فضل ازواج النبیﷺ حدیث 3895)

جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ آپ حکومتی اور تربیتی مصروفیات کی وجہ سے انتہائی معمور الاوقات تھے۔ عبادات کی مصروفیت تھی لیکن اس کے باوجود گھر کے کام کاج اور ذمہ داریوں کو باحسن انجام فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنا وقت آپ گھر میں ہوتے، گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب من کان فی حاجۃ اھلہ حدیث 676)

آپ کی دوسری ذمہ داریاں گھریلو کاموں میں حارج نہیں ہوتی تھیں۔ کپڑوں کو پیوند لگا لیتے تھے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 313 مسند عائشۃ رضی اللہ عنہا حدیث 25855)

بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 797 مسند ابو بصرۃ الغفاری رضی اللہ عنہ حدیث 27768)

اگر دیر سے گھر تشریف لاتے تو کھانا یا دودھ خود ہی تناول فرما لیتے تھے اور گھر والوں کو نہیں جگاتے تھے۔ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف و فضل ایثارہ حدیث 5362)

پس یہ اُن لوگوں کے لئے اسوہ حسنہ ہے جو سمجھتے ہیں کہ اگر ہم گھر کا کام کر لیں گے تو گناہ ہو جائے گا۔ اگر لیٹ گھر آئے ہیں تو بیوی کا فرض ہے کہ ضرور اُٹھ کے ہمیں کھانا گرم کر کے دے۔ اگر نہیں کریں گے تو گھر والوں پر ہمارا رعب جاتا رہے گا۔ جب تک ایسے لوگ بیویوں پر چیخم دھاڑ نہ کر لیں اُن کو چین نہیں آتا۔

بعض لوگ ایسے ہیں جن کے بارے میں شکایات آتی ہیں کہ باہر جماعتی کام بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کا باہر تو بڑا اچھا سلوک ہوتا ہے لیکن گھروں میں بیویوں پر ایسی سختیاں ہیں کہ جن کا سُن کے بھی انسان حیران رہ جاتا ہے کہ یہ انسان باہر کیا ہے اور اندر کیا ہے؟ یہ دو عملی ہے۔ پھر بعض مردوں کو اُن کے قریبی، بہنیں ہیں، مائیں ہیں، خراب کرنے والی ہوتی ہیں۔ اگر کسی مہمان کے لئے کوئی مرد چائے بنا کر لے آیا ہے تو کہا جاتا ہے کہ بیوی کا غلام ہو گیا یا یہ کیا ہو گیا؟ اس کی بیوی کیسی ہے کہ ہمارے بھائی سے یا بیٹے سے کام کروا رہی ہے۔ 'بیچارہ بھائی'، 'بیچارہ بیٹا' گھر کے کام کر رہا ہے اور یوں خاوندوں کا، لڑکوں کا دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ پھر بیویوں پر سختیاں شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ یہ کام کر کے 'بیچارے' نہیں ہیں۔ یہ تو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس پر عمل کر کے وہ ثواب کما رہے ہیں، اپنی عاقبت سنوار رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ 'بیچارے' تو یہ اُس وقت ہوں گے جب بیویوں پر ظلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں گے۔ جب اُن سے پوچھا جائے گا کہ کیا یہ اعلیٰ اخلاق تم نے ایمان کا دعویٰ کر کے اپنائے ہیں؟ یہ اظہار کیا ہے تم نے؟ ایک طرف یہ دعویٰ اور ایک طرف یہ اظہار؟ پس ایسے مردوں کو بھی اپنی فکر کرنی چاہئے۔

آپؐ کا بچوں سے محبت اور شفقت کا کیا نمونہ ہے؟ اس بارہ میں ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ اپنے بچوں اور ساتھ رہنے والے بچوں کے لئے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تُو بھی ان سے محبت کر۔ (صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبیﷺ باب ذکر اسامۃ بن زید حدیث 3735)

بچوں کو کبھی سزا نہیں دی، ہمیشہ محبت اور دعا کے ذریعہ سے تربیت کی۔ حضرت ابو ہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ جب بھی کوئی پہلا پھل آتا تو پھلوں میں برکت کی دعا کرتے اور پھر پہلے وہ پھل مجلس میں موجود سب سے چھوٹے بچے کو عنایت فرماتے۔

(صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ و دعاء النبیﷺ... حدیث 3334)

بچوں سے کھیلنے کا ذکر بھی روایات میں ملتا ہے۔ اکثر ماں باپ اپنے بچوں سے تو پیار کرتے ہیں لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو بچوں کو بلا وجہ سزا دیتے ہیں۔ ابھی چند دن پہلے ہی مجھے ایک نوجوان ملا جس نے کہا کہ مَیں ہر وقت خوفزدہ رہتا ہوں اور ڈپریشن کا مریض ہوں، (وہ نفسیاتی مریض بن گیا تھا۔) اس لئے کہ میرا باپ مجھے ہر وقت مارتا رہتا تھا۔ اور جب اُسے کسی نے پوچھا کہ کیوں بعض دفعہ بلا وجہ مارتے ہو تو کہتا ہے کہ بچوں پر رعب ڈالنے کے لئے ضروری ہے۔ تو یہ بھی بعض والدین کا حال ہے۔ ایسے بھی ظالم باپ ہوتے ہیں۔ بلکہ یہاں تو ہم دیکھتے ہیں کہ آجکل خبروں میں کچھ زیادہ ہی ایسے واقعات آنے لگ گئے ہیں کہ ایسے ماں باپ بھی ہیں جو اپنی ذاتی عیاشیوں کے لئے اپنے بچوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ پھر ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے بچوں کو تو پیار کر لیتے ہیں لیکن دوسروں کے بچے اُن کو برداشت نہیں ہوتے، اُن کو پیار نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ ہر بچہ کے ساتھ پیار اور شفقت کا تھا۔

ہمسایوں سے حسنِ سلوک کا اگر قرآنِ کریم میں حکم ہے تو اس کے بھی اعلیٰ نمونے آپ نے قائم فرمائے اور بار بار اپنے ماننے والوں کو اس کی نصیحت فرمائی ہے۔ ایک دفعہ آپ تشریف فرما تھے۔ فرمایا خدا کی قسم وہ ہرگز مومن نہیں، وہ ہرگز مومن نہیں ہے، وہ ہرگز مومن نہیں ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کون مومن نہیں ہے؟ فرمایا وہ جس کا ہمسایہ اُس کے ضرر اور بدسلوکی سے محفوظ نہیں ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب اثم من لا یأمن جارہ بوائقہ حدیث 6016)

پس یہ چند باتوں کا مَیں نے ذکر کیا ہے۔ رشتہ داروں سے حسنِ سلوک ہو یا تعاونِ باہمی کا معاملہ ہو یا چشم پوشی کا معاملہ ہو یا تجسس سے بچنے کا معاملہ ہو۔ نیک ظنی کا معاملہ ہو یا کسی بھی اعلیٰ اخلاق کا، آپؐ کے نمونے اور آپ کی نصائح ہمیں ہر جگہ ملتی ہیں۔ پس یہ عبدِ کامل تھا جس نے ہر معاملہ میں کامل نمونہ دکھا کر ایک انقلاب اُس زمانے کے جاہل لوگوں میں پیدا کر دیا اور اُنہیں باخدا انسان بنا دیا۔ پس آج بھی اگر ہم نے ان برکات سے فائدہ اُٹھانا ہے جو آپ کی امت میں آنے سے وابستہ ہیں اور عبد بننے کا حق ادا کرنا ہے تو اپنے آپ کو اس اسوہ پر چلانا ہوگا تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن کر ہم اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکیں۔ اس لئے آج بھی اور رمضان کے جو بقیہ دو تین دن ہیں اُن میں بھی دعائیں کریں کہ دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے اور زندگی بھر دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی مومن بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر ہم چلنے والے ہوں۔

آخر میں مَیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات رکھتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ "خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو حکم کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے پر چلیں اور آپ کے ہر قول اور فعل کی پیروی کریں۔ چنانچہ فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب: 22)۔ پھر فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 32)۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال عیب سے خالی نہ تھے تو کیوں ہم پر واجب کیا کہ ہم آپؐ کے نمونے پر چلیں"۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد 2 نمبر 6 صفحہ 246-245 بابت ماہ جون 1903ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور طرزِ عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بناوے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 32)۔ یعنی محبوبِ الٰہی بننے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جاوے۔ سچی اتباع آپؐ کے اخلاق فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہوتا ہے"۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 62۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: "نجات اپنی کوشش سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوا کرتی ہے۔ اس فضل کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ نے جو اپنا قانون ٹھہرایا ہوا ہے وہ اُسے کبھی باطل نہیں کرتا۔ وہ قانون یہ ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 32) اور وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران: 86)"۔ ملفوظات جلد 2 صفحہ 518۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

یعنی پہلے یہ اعلان کروایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اور دوسری آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی اسلام کے سوا کسی دین کو اختیار کرنا چاہتا ہے پس وہ کبھی اُس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اسلام ہی ایک دین ہے جس پر چلنا چاہئے۔ اور اسلام کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ رمضان ہمیں اس بات کا صحیح ادراک دلا کر رخصت ہو اور آئندہ آنے والے رمضان تک ہم اس اُسوہ پر چلتے ہوئے نئی منزلیں طے کرنے والے بن جائیں۔

❁ ❁ ❁

کیا آپ نے اس ماہ اصلاحی کمیٹی کا اجلاس منعقد کر کے
اس کی رپورٹ دفتر اصلاح وارشاد میں بھجوادی ہے
(نظارت اصلاح و ارشاد قادیان)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
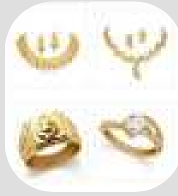
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی بیعت کے بعض واقعات کا تذکرہ۔

یہ واقعات ان خاندانوں کے لئے بھی اہم ہیں جن کے یہ بزرگ تھے اور قابل تقلید نمونے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ہر آنے والے احمدی کے ایمان میں ترقی اور استقامت کا نمونہ ہیں۔ اس ذریعہ سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا بھی پتہ چلتا ہے جو ہمارے ایمان کو جلا بخشتا ہے۔

مکرم ہاشم سعید صاحب آف یوکے کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24/اگست 2012ء بمطابق 24 ظہور 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 7 ستمبر 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج مَیں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بیعت کے واقعات پیش کروں گا۔ خاص طور پر عرب احمدیوں کی طرف سے اس بات کا اکثر مطالبہ اور اظہار ہوتا ہے کہ ہمیں صحابہ کے واقعات سنائیں کیونکہ اُن کے ہر واقعہ کے ساتھ ہمیں جہاں صحابہ کے اخلاص و وفا اور قربانیوں اور احمدیت قبول کرنے کے بعد مشکل حالات سے گزرنے کا پتہ چلتا ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مجلس کی صحبت بھی میسر آ جاتی ہے۔ کسی بھی عنوان کے تحت کوئی بھی واقعہ ہو، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت کے اعلیٰ پہلو سامنے آ جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مجالس کی کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔ ہمارے سامنے یہ صحابہ بھی اس زمانے میں نمونہ ہیں، کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) کے براہِ راست اور حقیقی مصداق ہیں۔ اس زمانے میں ان لوگوں نے ہمارے لئے روحانی منازل کو طے کرنے کے راستے اپنا نمونہ قائم کرکے آسان کئے ہیں، یا پیش کئے ہیں۔

پس یہ واقعات اُن خاندانوں کے لئے بھی اہم ہیں جن کے یہ بزرگ تھے اور قابلِ تقلید نمونہ ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ہر آنے والے احمدی کے ایمان میں ترقی اور استقامت کا نمونہ ہیں۔ اس لئے نومبائعین بھی خاص طور پر اس کا مطالبہ کرتے ہیں اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا اس ذریعہ سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت کا بھی پتہ چلتا ہے جو ہمارے ایمان کو جِلا بخشتا ہے۔

پہلی روایت حضرت نظام الدین صاحبؓ کی ہے۔ یہ پہلے بھی ایک دفعہ اَور رنگ میں بیان ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ ہم اہلحدیث اپنے آپ کو متقی اور ہر ایک حرام اور جھوٹ سے پرہیز کرنے والا خیال کرتے تھے۔ ایک دفعہ مارچ کا مہینہ تھا۔ غالباً 1902ء کا ذکر ہے۔ ہم چند اہلحدیث جہلم سے لاہور بدیں غرض روانہ ہوئے کہ چل کر انجمن حمایت اسلام لاہور کا جلسہ دیکھیں جو سال کے سال ہوا کرتا تھا۔ ہم لاہور پہنچ کر جلسہ گاہ جا رہے تھے کہ پنڈال کے باہر دیوار کے ساتھ ایک مولوی صاحب کھڑے ہوئے وعظ فرما رہے تھے۔ ایک ہاتھ میں قرآنِ مجید تھا، دوسرے ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے اشتہارات بانٹ رہے تھے اور منہ سے یہ کہتے جاتے تھے کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑھی ہو گیا ہے اس لئے کہ نبیوں کی ہتک کرتا تھا اور خود کو عیسیٰ کہتا تھا۔ اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی قسم اُٹھا کر یہی الفاظ مذکورہ بالا دہراتا جاتا تھا۔ کہتے ہیں ہم یہ سن کر حیران ہو گئے اور اپنے دل میں کبھی وہم بھی نہ گزرا تھا کہ کوئی شخص اس قدر بھی جرأت کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر جھوٹ بولتا ہے اور قرآنِ مجید اُٹھا کر جھوٹ بولتا ہے۔ کہتے ہیں ہم تین آدمی تھے۔ مَیں نے اس سے اشتہار لے لیا اور پڑھنے لگا۔ اس پر بھی یہی مضمون تھا کہ نعوذ باللہ مرزا کوڑھی ہو گیا، نبیوں کی ہتک کرتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ چلو قادیان چلیں۔ (اللہ تعالیٰ نے ان کو سیدھے راستے پر لانا تھا، بیعت کا موقع دینا تھا، تو یہ مولوی کا اعلان ہی تھا جو ان کے لئے قادیان جانے کا ذریعہ بن گیا) تاکہ مرزا صاحب کا حال آنکھوں سے دیکھ کر اپنے شہر کے مرزائیوں کو کہیں گے جو ہر روز ہمارے ساتھ گفتگو کرتے رہتے ہیں اور جو اعتراض ہمارے علماء کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تمہارے چودھویں صدی کے علماء جھوٹ بولتے ہیں۔ (یعنی احمدی یہ کہتے ہیں۔) ہمارا بیان تو چشمدید ہو گا اور پھر ہم اس طرح احمدیوں کو خوب جھوٹا کریں گے۔ (کہتے ہیں) میرے ساتھیوں نے پہلے تو انکار کیا مگر میرے زور دینے پر پھر راضی ہو گئے۔ ہم تینوں لاہور سے سوار ہوئے۔ بٹالہ گئے اور وہاں سے عصر اور شام کے درمیان قادیان پہنچ گئے۔ مہمان خانہ میں گئے، مغرب کی نماز کا وقت قریب تھا تو مَیں نے کسی سے پوچھا کہ مرزا صاحب جہاں نماز پڑھتے ہیں وہ جگہ ہمیں بتاؤ کہ ہم اُن کے پاس کھڑے ہو کر اُن کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایک شخص شاید وہی تھا جس سے ہم نے پوچھا تھا میرے ساتھ ہو لیا اور وہ جگہ بتائی جہاں حضور کھڑے ہو کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ چونکہ وقت قریب ہی تھا مَیں وہیں بیٹھ گیا جہاں حضور نے میرے ساتھ داہنے ہاتھ آ کر کھڑا ہونا تھا، باقی دونوں دوست میرے داہنے ہاتھ کی طرف بیٹھ گئے۔ یہ مسجد حضور کے گھر کے ساتھ ہی تھی جس کو اب مسجد مبارک کہتے ہیں۔ یہ اُس وقت اتنی چھوٹی ہوتی تھی کہ بمشکل اس میں چھ یا سات صفیں لمبائی میں کھڑی ہو سکتی تھیں (یعنی چھ سات صفیں بنتی تھیں) اور ایک صف میں قریباً چھ آدمی سے زیادہ نہیں کھڑے ہو سکتے تھے، یعنی پینتیس چالیس آدمی کی جگہ تھی۔ کہتے ہیں چند منٹ کے بعد مغرب کی اذان ہوئی اور پھر چند منٹ بعد حضرت اقدس تشریف لے آئے۔ ہمارے قریب ہی دروازہ تھا اس میں سے حضور نکل کر میرے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آگے کھڑے ہو گئے۔ مؤذن نے تکبیر شروع کر دی۔ تکبیر کے ختم ہونے تک مَیں نے حضور کے پاؤں سے لے کر سر تک سب اعضاء کو دیکھا۔ حتی کہ سرِ مبارک کے بالوں اور ریش مبارک کے بالوں پر جب میری نگاہ پڑی تو میرے دل کی کیفیت اور ہو گئی۔ مَیں نے دل میں کہا کہ الٰہی! اس شکل اور صورت کا انسان میں نے آج تک کبھی نہیں دیکھا۔ بال کیا تھے؟ جیسے سونے کی تاریں تھیں اور آنکھیں خوابیدہ، گویا ایک مکمل حیا کا نمونہ پیش کر رہی تھیں۔ ہاتھ اور پیروں کی خوبصورتی علیحدہ دل کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ اسی عالم میں محو تھا کہ الٰہی یہ وہی انسان ہے جس کو ہمارے مولوی جھوٹا اور نبیوں کی ہتک کرنے والا بتاتے ہیں۔ میں اسی خیال میں غرق تھا کہ امام نے اللہ اکبر کہا اور نماز شروع ہو گئی۔ گو مَیں نماز میں تھا مگر جب تک سلام پھرا مَیں اس حیرانی میں رہا کہ الٰہی! وہ ہمارا مولوی جس کی داڑھی بڑھی ہوئی اور شرعی طور پر لبیں تراشی ہوئیں، قرآنِ مجید کو ہاتھ میں لئے ہوئے قسمیں کھا رہا ہے اور سخت توہین آمیز الفاظ میں حضور کا نام لے لے کر کہہ رہا ہے کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑھی ہو گیا۔ اسی خیال نے میرے دل پر شبہ اور شکوک کا ایک اور دریا پیدا کر دیا۔ کبھی تو دل کہتا کہ قرآن اٹھا کر اور خدا کی قسم کھا کر بیان کرنے والا کبھی جھوٹ کہہ سکتا ہے؟ (یعنی ایسا تصور ہی نہیں تھا کہ اُن کے مولوی کیا کچھ کہہ سکتے ہیں۔) شاید یہ شخص جو نماز میں کھڑا ہے مرزا نہ ہو کوئی اَور ہو۔ نئے آدمیوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایسا کیا جاتا ہو۔ اور پھر جس وقت حضور کی صاف اور سادہ نورانی شکل سامنے آئی تو دل کہتا کہ کہیں وہ قسم اُٹھانے والا دشمنی کی وجہ سے جھوٹ نہ بول رہا ہو کہ لوگ سن کر قادیان کی طرف نہ جائیں۔ خیر نماز ہو گئی۔ حضور شاہ نشین پر بیٹھ گئے۔ اول تو آواز دی کہ مفتی صاحب ہیں تو آگے آ جاویں۔ جب مفتی صاحب آگے آئے تو پھر حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب کہاں ہیں؟ میں نے دیکھا کہ مولوی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولوی نور الدین صاحب سب سے آخری صف میں سے اُٹھ کر تشریف لائے۔ حضور نے باتیں شروع کر دیں جو طاعون کے بارے میں تھیں۔ فرمایا ہم نے پہلے ہی لوگوں کو بتا دیا تھا کہ مَیں نے فرشتوں کو پنجاب میں سیاہ رنگ کے پودے لگاتے دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا یہ طاعون کے درخت ہیں جو آئندہ موسم میں پنجاب میں ظاہر ہونے والے ہیں۔ مگر لوگوں نے اس پر تمسخر کیا اور کہا کہ طاعون ہمیشہ سمندر کے کناروں تک رہی، اندر ملک میں وہ کبھی نہیں آئی۔ مگر اب دیکھو کہ وہ پنجاب کے بعض شہروں میں پھوٹ پڑی ہے۔ غرض عشاء تک حضور باتیں کرتے رہے۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد حضور اندر تشریف لے گئے۔ ہم بھی آ کر سو رہے۔ آپس میں باتیں کرتے رہے کہ یہ کیا بھید ہے؟

ہمارا مولوی تو قرآن اُٹھا کر اور خدا کی قسم کھا کر کہتا تھا اور یہاں معاملہ برعکس نکلا۔ خیر صبح ہم لوگ اٹھے تو ارادہ یہ ہوا کہ مولوی نورالدین صاحب سچ بولیں گے، ان سے دریافت کرتے ہیں کہ یہی مرزا صاحب ہیں یا کوئی اَور۔ جب اُن کے مطب میں گئے تو ایک مولوی صاحب نے اعتراض پیش کیا کہ پہلے جتنے نبی ولی گزرے ہیں وہ تو کئی کئی فاقوں کے بعد بالکل سادہ غذا کھاتے تھے اور مرزا صاحب سنا ہے کہ پلاؤ زردہ بھی کھاتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے ان کو جواباً کہا کہ مولوی صاحب! مَیں نے قرآنِ مجید میں زردہ اور پلاؤ کو حلال ہی پڑھا ہے۔ اگر آپ نے کہیں دیکھا ہے کہ حرام ہے تو بتا دیں۔ اس مولوی نے تھوڑی دیر جو سکوت کیا تو مَیں نے جھٹ وہ اشتہار نکال کر مولوی صاحب کے آگے رکھا کہ ہمارا ایک مولوی قَسم بھی قرآن کی اُٹھا کر کہتا تھا کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑھی ہو گئے ہیں اور ہم کو جو بتایا گیا ہے کہ یہی مرزا صاحب ہیں وہ تو تندرست ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہی مرزا صاحب ہیں جن کو ہم نے نماز میں دیکھا ہے یا کوئی اَور۔ تو خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے بھی جھٹ جیب میں ہاتھ ڈال کر وہی اشتہار نکال کر بتلایا کہ دیکھو ہم کو تمہارے مولویوں نے یہ اشتہار روانہ کیا ہے۔ اب یہ مرزا ہے اور وہ تمہارے مولوی جس نے قرآن ہاتھ میں پکڑ کر جھوٹ بولا۔ جس کو چاہو سچا مان لو۔ بس پھر کیا تھا میرے آنسو نکل گئے۔ مَیں نے دل میں کہا کہ کمبخت اب بھی تُو بیعت نہ کرے گا۔ واقعی یہ مولوی زمانے کے دجّال ہیں۔ ہم تینوں نے ظہر کے وقت حضور کی خدمت میں عرض کی کہ ہم کو بیعت میں لے لیں۔ حضور نے کہا جلدی مت کرو۔ کچھ دن ٹھہرو۔ ایسا نہ ہو کہ پھر مولوی تم کو پھسلاویں اور تم زیادہ گناہگار ہو جاؤ۔ مَیں نے رو رو کر عرض کی کہ حضور! مَیں تو اب کبھی پھسلنے کا نہیں۔ خیر دوسرے روز ہم تینوں نے بیعت کر لی اور گھر واپس آ گئے۔ (ماخوذ از رجسٹرز روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 5 صفحہ 45 تا 49۔ روایت حضرت نظام الدین ٹیلر صاحب رضی اللہ عنہ)

حضرت میاں عبدالعزیز صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ”جب 1891ء میں میری تبدیلی حلقہ سیکھواں میں ہوئی اور میاں جمال الدین صاحب اور میاں امام الدین صاحب و میاں خیر دین صاحب سے واقفیت ہوئی تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کا ذکر کیا تو چونکہ میرے دل میں حضور کی نسبت کوئی بغض اور عداوت نہ تھا، مَیں نے اُن کے کہنے کو بُرا نہ منایا۔ صرف یہ خیال آیا کہ مولوی لوگ کیوں ایسا کہتے ہیں؟ اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ خاکسار کے آباؤ اجداد اکثر مولوی لوگوں سے بوجہ اپنے دیندار ہونے کے محبت رکھا کرتے تھے اور یہی وجہ خاکسار کی بھی مولویوں سے ان کی بات ماننے کی تھی۔ کہتے ہیں انہوں نے (یعنی میاں امام دین وغیرہ نے) جب مجھے کتاب ازالہ اوہام دیکھنے کو دی تو مَیں نے کتاب دیکھنے سے پہلے دعا کی کہ خداوندا! مَیں بالکل نادان اور بےعلم ہوں۔ تیرے علم میں جو حق ہے اُس پر میرے دل کو قائم کر دے۔ یہ دعا ایسی جلد قبول ہوئی کہ جب مَیں نے ازالہ اوہام کو پڑھنا شروع کیا تو اس قدر دل کو اطمینان اور تسلی شروع ہوئی کہ حضور کی صداقت میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہا اور زیادہ سے زیادہ ایمان بڑھتا گیا۔ اور جب پھر مَیں پہلی بار قادیان میں حضور کی زیارت کو میاں خیرالدین کے ساتھ آیا اور حضور کی زیارت کی تو میرے دل نے ایسی اطمینان اور تسلی کی شہادت دی کہ یہ شکل جھوٹ بولنے والی اور فریب والی نظر نہیں آتی۔ چنانچہ اُس وقت مَیں نے میاں خیرالدین صاحب کو کہا کہ اوّل تو مَیں نے حضور کی نسبت کوئی لفظ بےادبی اور گستاخی کا کبھی نہیں کہا اور اگر خدا نخواستہ کبھی ایسا ہو گیا ہو تو مَیں توبہ کرتا ہوں۔ یہ شکل جھوٹ بولنے والے کی نہیں“۔

(رجسٹرز روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 5 صفحہ 69۔ روایت حضرت میاں عبدالعزیز صاحب رضی اللہ عنہ)

اور یہی پھر ان کی بیعت کا ذریعہ بن گئی۔ اصل چیز یہی نیک نیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جائے اور اسی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا ارشاد فرمایا ہے کہ میری کتابیں نیک نیتی سے پڑھو۔ پڑھتے تو یہ مولوی لوگ بھی ہیں لیکن اعتراض کرنے کے لئے اور ان کے ذہنوں میں سوائے گندی ذہنیت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ جب قرآن کریم بھی یہ دعویٰ کرتا ہے، اعلان کرتا ہے کہ اس کی سمجھ پاک ہونے والوں کو ہی آئے گی تو پھر باقی اور کسی کتاب کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ بہرحال ان مولویوں کا یہ حال جو آج سے سو سال پہلے یا ڈیڑھ سو سال پہلے یا ہمیشہ سے تھا وہ آج بھی ہے۔

حضرت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”میری عمر قریباً اٹھارہ یا انیس برس کی تھی جبکہ دسمبر 1903ء میں خواب میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔ اس سے پہلے مَیں نے حضور کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ تم کس کے مرید ہو؟ مَیں نے عرض کیا کہ جناب! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید ہوں۔ اس کے بعد مجھے آئینہ کمالاتِ اسلام اور تریاق القلوب پڑھنے کا اتفاق ہوا جن کے مطالعہ سے میری طبیعت کا رجوع سلسلہ احمدیہ کی طرف ہوا۔ 1906ء میں مَیں نے استخارہ کیا۔ گوجرہ ضلع لائل پور میں میری ملازمت تھی۔ صبح کی نماز کے بعد مجھے کشفی طور پر عین بیداری کی حالت میں سیڑھیاں دکھائی گئیں۔ ہر ایک سیڑھی پر بورڈ لگا ہوا تھا۔ آخری سیڑھی کے درمیان سرخ زمین پر سفید لفظوں میں ایک بورڈ نظر آیا جس پر موٹے حروف میں لکھا ہوا تھا۔ ”مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود“۔ (کہتے ہیں) ستمبر 1907ء میں رعیہ ضلع سیالکوٹ میں اپنے سُسر کو ملنے گیا جہاں وہ جمعدار تحصیل تھے، میری ملاقات مکرمی حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحوم انچارج ہسپتال رعیہ سے ہوئی۔ اُن کے ہمراہ میں قادیان گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظہر کی نماز کے وقت زیارت کی۔ جو حلیہ حضور کا 1903ء کی خواب میں مَیں نے دیکھا تھا، وہ حلیہ اُس وقت تھا اور کپڑے بھی ویسے تھے“۔ پس یہ چیز پھر بیعت کا باعث بن گئی۔

(رجسٹرز روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 1 صفحہ 33۔ روایت حضرت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ)

حضرت ملک عمر خطاب صاحب رضی اللہ عنہ سکنہ خوشاب بیان کرتے ہیں کہ ”خاکسار جب سنِ بلوغت کو پہنچا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ مامور من اللہ سننے میں آیا۔ شوق پیدا ہوا کہ جس قدر جلدی ہو سکے خدمت میں پہنچ کر بیعت کا شرف حاصل کرے۔ بفضلِ ایزدی سال 1905ء میں اپنے دلی ارادے کے ماتحت قادیان پہنچا۔ ایک چھوٹی سی بستی اور کچی دیواروں کا مہمان خانہ اور چند طالبعلموں کا درس جس کی تدریس مولانا حضرت حکیم نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کر رہے تھے، نظر سے گزرے۔ یہ قادیان کا نقشہ کھینچ رہے ہیں۔ چھوٹی بستی ہے، کچی دیواروں کا مہمان خانہ ہے، چند طالبعلم ہیں اور اُس وقت حضرت مسیح موعود کا دعویٰ پہنچا۔ (کہتے ہیں اس قدر دعویٰ اور موجودہ بستی پر حیرانگی کا ہونا ممکنات سے تھا۔ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس قدر بڑا دعویٰ ہے اور بستی کی یہ حالت ہے۔ اس پر حیرانگی ہوئی۔ یہ تو ظاہر ہے حیرانگی ہونی تھی کیونکہ یقین نہیں آ سکتا تھا۔ لیکن کہتے ہیں) مگر باوجود اس کے قلب صداقت پر شاہد تھا۔ ساری چیزیں دیکھنے کے باوجود اس بات پر یقین ہو رہا تھا کہ یہ جو دعویٰ ہے وہ ضرور سچا ہے۔ کہتے ہیں کہ لبیک کہتے ہوئے بغیر ملنے مولوی صاحب موصوف کے جو ہم وطن تھے (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے) ایک عریضہ حضور کی خدمت میں اندر بھیجا۔ اُس میں عرض ہوا کہ حضور باہر تشریف لائیں، بیعت کرنی ہے۔ (یہ لکھا کہ حضور باہر تشریف لائیں۔ مَیں نے بیعت کرنی ہے) اور آج ہی واپس جانا ہے۔ حضور نے تحریری جواب بھیجا کہ وسمہ لگایا ہوا ہے۔ ابھی ایک بجے اذان ہو گی۔ مسجد مبارک میں آ جاؤں گا۔ اسی اثنا میں دو شخص قوم سکھ مہمان خانے میں دوڑتے ہوئے آ گئے۔ وہاں سوائے خاکسار کے اور کوئی نہ تھا۔ کہنے لگے حجام کو جلدی بلوا دیں۔ کیس کٹوانے ہیں۔ یعنی اپنے بال کٹوانے ہیں اور بیعت کرنی ہے۔ خاکسار نے ناواقفی کا اظہار کیا۔ حجام کا ملنا بہت مشکل تھا۔ اس آمد کی اطلاع بھی حضور کو خاکسار نے بذریعہ عریضہ بھیجی۔ حضور نے اس پر بھی مندرجہ بالا جواب دیا۔ خاکسار نے اُن کی گھبراہٹ کی نسبت دریافت کیا تو انہوں نے بتلایا کہ ہم دونوں بھائی قادیان کے نزدیک رہنے والے ہیں اور چھاؤنی میاں میر فوج میں ملازم ہیں۔ باپ کے بیمار ہونے پر گھر آئے۔ اُن کو سخت تکلیف ہو رہی تھی۔ سکھ قوم کے ایک بزرگ نے ہمارے باپ کو کہا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھو تا کہ تمہاری جان بحق ہو۔ ہمارے باپ نے ایسا ہی کیا اور جان بحق ہو گئے۔ ہم پر اس کا یہ اثر ہوا کہ بجائے اخیر وقت کے پہلے اس کلمہ کو پڑھ لینا چاہئے۔ مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہوا تھا۔ دوسرے دن (ان سکھوں نے) مستورات کو اپنے ارادے کے ساتھ ملانے کے لئے کہا۔ مگر انہوں نے شور مچا دیا۔ قوم سکھ جمع ہو گئی۔ ہم نے اُن سے قادیان کی طرف فرار اختیار کیا۔ وہ ڈانگ سوٹا لئے ہمارے تعاقب کو آ رہے ہیں۔ جلدی کی ضرورت ہے۔ (خیر کہتے ہیں) اس اثنا میں اذان ہو گئی۔ خاکسار مع ان کے مسجد مبارک پہنچا۔ چھوٹی سی مسجد اس قدر بھری ہوئی تھی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ (یہ دونوں سکھ بھائیوں کا واقعہ انہوں نے بیان کیا ہے اس کے بارہ میں مَیں نے کہا ہے کہ تحقیق کر کے پتہ کریں یہ کون تھے اور پھر احمدی ہوئے بھی کہ نہیں، بہرحال انہوں نے اپنے واقعہ میں یہ لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب ہم مسجد پہنچے ہیں تو کہیں جگہ نہیں تھی۔) جوتیوں میں حیران کھڑا ہو گیا۔ واقفیت بھی کسی سے نہ تھی۔ معاً حضرت صاحب نے محراب والا دروازہ کھولا اور لوگ کھڑے ہو گئے۔ خاکسار لوگوں کی ٹانگوں سے گزرتا ہوا حضور کے آگے جا کھڑا ہوا۔ حضور بیٹھ گئے۔ خاکسار حضور کے آگے بیٹھ گیا۔ حضور نے پوچھا تم کون ہو؟ عرض کیا بیعت کے لئے آیا ہوں۔ عریضہ خاکسار نے بھیجا تھا۔ مولوی صاحب نے دیگر لوگوں کے لئے جو خاکسار سے پہلے بیعت کے لئے بیٹھے تھے، بیعت کرنے کو عرض کی۔ حضور نے خاکسار کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ پر رکھ لیا اور فرمایا کہ اس بچے پر ہاتھ رکھو۔ چنانچہ حضور کے حکم کے مطابق سب نے خاکسار کی پشت پر ہاتھ رکھا۔ بیعت ہوئی۔ حضور نے دعا کی۔ پھر نماز ہوئی۔

(رجسٹرز روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 3 صفحہ 53 تا 55۔ روایت حضرت ملک عمر خطاب صاحب رضی اللہ عنہ)

حضرت رحمت اللہ صاحب رضی اللہ عنہ احمدی پنشنر بیان کرتے ہیں کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند ماہ لدھیانہ میں قیام فرمایا۔ میری عمر اُس وقت قریباً سترہ اٹھارہ برس کی ہو گی اور طالبعلمی کا زمانہ تھا۔ مَیں حضور کی خدمتِ اقدس میں گاہے بگاہے حاضر ہوتا۔ مجھے وہ نور جو حضور کے چہرہ مبارک پر ٹپک رہا تھا نظر آیا جس کے سبب سے میرا قلب مجھے مجبور کرتا کہ یہ جھوٹوں کا منہ نہیں ہے، مگر گرد و نواح کے مولوی لوگ مجھے شک میں ڈالتے۔ اسی اثنا میں حضور کا مباحثہ مولوی محمد حسین بٹالوی سے لدھیانہ میں ہوا جس میں مَیں شامل تھا۔ اس کے بعد خدا نے میری ہدایت کے لئے ازالہ اوہام کے ہر دو حصے بھیجے۔ وہ سراسر نور و ہدایت سے لبریز تھے۔ خدا جانتا ہے کہ مَیں اکثر اوقات تمام رات نہیں سویا۔ اگر کتاب پر سر رکھ کر غنودگی ہو گئی تو ہو گئی، ورنہ کتاب پڑھتا رہا اور روتا رہا کہ خدایا یہ کیا معاملہ ہے کہ مولوی لوگ کیوں قرآنِ شریف کو چھوڑتے ہیں، (تقویٰ ہو تو پھر انسان اس حالت میں کتاب پڑھتا ہے) کہتے ہیں خدا جانتا ہے کہ میرے دل میں شعلہ عشق بڑھتا گیا۔ مَیں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو لکھا کہ حضرت مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تیس آیات سے ثابت کرتے ہیں۔ آپ براہ مہربانی حیات کے متعلق جو آیات اور احادیث ہیں تحریر فرما دیں، اور ساتھ جو تیس آیات قرآنی جو حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں کی تردید فرما کر میرے پاس بھجوا دیں، میں شائع کروا دوں گا۔ جواب آیا کہ آپ عیسیٰ کی حیات و ممات کے متعلق حضرت مرزا صاحب یا اُس کے مریدوں سے بحث مت کریں کیونکہ اکثر آیات وفات ملتی ہیں، یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ اس امر پر بحث کرو کہ مرزا صاحب کس طرح مسیح موعود ہیں؟ (اس پر بحث نہ کرو کہ

عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے یا زندہ ہیں، اس پر بحث کرو کہ مرزا صاحب کس طرح مسیح موعود ہیں؟ کیونکہ قرآنِ کریم تو وفاتِ مسیح کی تائید کرتا ہے۔ کہتے ہیں مَیں نے) جواب میں عرض کیا کہ اگر حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں تو حضرت مرزا صاحب صادق ہیں۔ جواب ملا کہ آپ پر مرزا صاحب کا اثر ہو گیا ہے، مَیں دعا کروں گا۔ (کہتے ہیں) جواب میں مَیں نے عرض کیا کہ آپ اپنے لئے دعا کریں۔ آخر مَیں آستانہ الوہیت پر گرا اور میرا قلب پانی ہو کر بہہ نکلا۔ گو یا مَیں نے عرش کے پائے کو ہلا دیا۔ (عرض کی) خدایا مجھے تیری خوشنودی درکار ہے۔ مَیں تیرے لئے ہر ایک عزت کو نثار کرنے کو تیار ہوں اور ہر ایک ذلت کو قبول کروں گا۔ تو مجھ پر رحم فرما۔ تھوڑے ہی عرصے میں مَیں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ بوقتِ صبح قریباً چار بجے پچیس دسمبر 1893ء بروز سوموار جناب سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ تفصیل اس خواب کی یہ ہے کہ خاکسار موضع بیرمی میں نماز عصر کا وضو کر رہا تھا (یہ خواب کی تفصیل بتا رہے ہیں)۔ کسی نے آ کر مجھے کہا کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہوئے ہیں اور اسی ملک میں رہیں گے۔ مَیں نے کہا کہاں؟ اُس نے کہا یہ خیمہ جات حضور کے ہیں۔ میں جلد نماز ادا کر کے گیا۔ حضور چند اصحاب میں تشریف فرما تھے۔ بعد سلام علیکم مجھے مصافحہ کا شرف بخشا گیا۔ میں باادب بیٹھ گیا۔ حضور، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عربی میں تقریر فرما رہے تھے۔ خاکسار اپنی طاقت کے موافق سمجھتا تھا اور پھر اردو بولتے تھے۔ فرمایا میں صادق ہوں۔ میری تکذیب نہ کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ مَیں نے کہا اٰمَنَّا وَ صَدَّقنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ تمام گاؤں مسلمانوں کا تھا مگر کوئی نزدیک نہیں آتا تھا۔ مَیں (خواب میں) حیران تھا کہ خدایا یہ کیا ماجرا ہے۔ آج مسلمانوں کے قربان ہونے کا دن تھا، گو یا حضور کا ابتدائی زمانہ تھا، گو مجھے اطلاع دی گئی کہ حضور اسی ملک میں تشریف رکھیں گے مگر حضور نے کوچ کا حکم دیا۔ میں نے رو کر عرض کی کہ حضور جاتے ہیں۔ مَیں کس طرح مل سکتا ہوں؟ میرے شانہ پر حضور نے اپنا دستِ مبارک رکھ کر فرمایا۔ گھبراؤ نہیں ہم خود تم کو ملیں گے۔ اس خواب کی تفہیم ہوئی کہ حضرت مرزا صاحب رسولِ عربی ہیں۔ مجھے فعلی رنگ میں سمجھایا گیا۔ مَیں نے بیعت کا خط لکھ دیا مگر بتاریخ 23/دسمبر 1898ء بروز منگل قادیان حاضر ہو کر بعد نماز مغرب بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ خدا کے فضل نے مجھے وہ استقامت عطا فرمائی کہ کوئی مصائب مجھے تزلزل میں نہیں ڈال سکے اور یہ سب حضور کی صحبت کا طفیل تھا جو بار بار حاصل ہوئی اور ان ہاتھوں کو حضور کی مٹھیاں بھرنے کا یعنی دبانے کا فخر ہے۔ گو مجھے اعلان ہونے پر رنگا رنگ کے مصائب پہنچے مگر خدا نے مجھے محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ اس نقصان سے بڑھ کر انعام عنایت کئے اور میرے والد اور بھائی اور قریبی رشتہ دار احمدی ہو گئے، الحمد للہ۔ لکھتے ہیں کہ اگر طوالت کا خوف نہ ہو تو مَیں چند واقعے اور تحریر کرتا اور یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ درود تاج احمدی ہونے کے بعد بھی پڑھا کرتا تھا۔ یہ بھی درود کی ایک قِسم ہے۔ انہوں نے جو مختلف جو دُرود بنائے ہوئے ہیں۔ میرے استاد مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی میرے بعد احمدی ہو گئے تھے۔ مجھے منع فرماتے تھے کہ شرک ہے۔ مت پڑھا کرو۔ مَیں نے کہا کہ مسیح موعود سے کہلا دو پھر چھوڑ دوں گا۔ اتفاقاً کسی جلسہ سالانہ پر خاکسار اور مولوی صاحب بھی موجود تھے۔ حضور ہوا خوری کے لئے، سیر کے لئے نکلے، مولوی صاحب نے اس موقع پر عرض کیا کہ حضور! منشی رحمت اللہ صاحب درود تاج پڑھتے ہیں، مَیں نے منع کیا کہ یہ شرک ہے۔ حضور نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا ہے؟ درود تاج پڑھو۔ (مجھے بتاؤ یہ کونسا درود ہے جو تم پڑھتے ہو؟) مَیں نے پڑھ کر سنایا۔ فرمایا اس میں تو شرک نہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اس میں یہ الفاظ ہیں۔ دَافِعُ الْبَلَآئِ وَ الْوَبَآئِ وَ الْقَحْطِ وَ الْمَرَضِ وَ الْاَلَم۔ تو حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو لوگوں نے سمجھا نہیں۔ اس میں کیا شک ہے کہ حضور کا نام دَافِعُ الْبَلَآئِ وَ الْوَبَآئِ ہے۔ بہت لمبی تقریر فرمائی۔ مولوی صاحب خوش ہو گئے اور فائدہ عام کے لئے تحریر کیا گیا۔ (پھر بعد میں مضمون لکھا) (رجسٹرز روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 3 صفحہ 58 تا 60۔ روایت حضرت رحمت اللہ صاحبؓ)

حضرت سید محمود عالم صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1903ء میں میرے بڑے بھائی سید محبوب عالم پٹنہ شہر میں کسی طرف جا رہے تھے کہ دو شخص یہ کہتے ہوئے گزر گئے کہ پنجاب میں کسی شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بھائی صاحب کو بچپن سے قرآنِ شریف سے محبت ہے۔ اس لئے یہ سن کر حیران سے رہ گئے کہ پوچھوں تو کس سے پوچھوں کہ دعویٰ کیا ہے؟ کہنے والے تو چلے گئے۔ شاید اسٹیشن ماسٹر کو معلوم ہو۔ چنانچہ اُن کا خیال درست نکلا۔ (سٹیشن ماسٹر کے پاس گئے۔) نام پتہ وغیرہ دریافت کر کے مکان پر آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک خط لکھا کہ مجھے آپ کے حالات معلوم نہیں۔ صرف نام سنا ہے۔ اگر براہِ کرم اپنی تصانیف بھیج دیا کریں تو پڑھ کر واپس کر دیا کروں گا۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتابیں بھجواتے رہے اور بھائی صاحب پڑھ پڑھ کر واپس کرتے رہے۔ لوگوں نے اُسی وقت سے مخالفت شروع کر دی مگر بھائی صاحب نے استقلال سے کام لیا اور کچھ عرصہ بعد بیعت کر لی۔ مَیں نے بھی کچھ عرصے بعد بھائی صاحب کے ذریعے کتابیں پڑھیں اور بیعت کر لی۔ احمدیت سے کچھ عرصہ پہلے یعنی احمدیت قبول کرنے سے پہلے مَیں شہر سے گھر گیا۔ اور اتفاق سے والد صاحب کے ساتھ سو یا۔ خواب میں والد صاحب کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تیرا یہ لڑکا جو تیرے ساتھ سو یا ہوا ہے۔ بہت بڑا وکیل ہوگا۔ لیکن جب احمدی ہو گیا تو اُس وقت والد صاحب سے کہا کہ آپ کے خواب کی تعبیر میرا احمدی ہونا تھا۔ (تب مَیں نے والد صاحب کو کہا۔ آپ نے جو خواب میں بڑا آدمی دیکھا تھا یہ اس طرح پوری ہوئی ہے۔) کہتے ہیں کہ ابھی دو سال کی متواتر اور خطرناک بیماری سے (کچھ عرصہ بعد یہ بیمار ہو گئے اور بڑا لمبا عرصہ دو سال کے قریب بیماری چلی، اور خطرناک بیماری تھی۔ کہتے ہیں) پوری طرح صحت یاب بھی نہیں ہوا تھا کہ قادیان جانے کا شوق بلکہ جنون پیدا ہوا۔

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی	زخم و مرہم براہِ یار تو یکساں کردی

(کہ محبت نے ایسے آثار نمایاں کئے ہیں کہ یار کی محبت میں زخم اور مرہم برابر ہو گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ) بھائی صاحب نے اصرار کیا کہ قادیان میں خزانہ نہیں رکھا ہوا۔ (جب مَیں نے قادیان جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ وہاں خزانہ نہیں ہے اس لئے اگر تم نے جانا ہی ہے تو) کم از کم میٹرک کا امتحان پاس کر کے جانا تا کہ وہاں تکلیف نہ ہو۔ والدین غیر احمدی تھے، اُن سے تو کوئی امید نہیں تھی۔ الغرض کسی نے زادِ راہ نہیں دیا۔ نہ بھائی مانا نہ والدین سے لے سکا۔ بیماری کی وجہ سے میرا جسم بہت ہی کمزور اور ضعیف ہو رہا تھا۔ مجھ میں دو چار میل بھی چلنے کی طاقت نہ تھی۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک میل چلنے کی بھی طاقت نہ تھی مگر خدا تعالیٰ نے دل میں جوش ڈالا اور پیدل سفر کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اُس وقت میں پٹنہ میں تھا۔ چلتے وقت لوگوں نے مشورہ دیا کہ والدین سے مل کر جاؤ۔ میں نے انکار کر دیا کہ ممکن ہے والدہ کی آہ و فریاد سے میری ثباتِ قدمی جاتی رہے اور قادیان جانے کا ارادہ ترک کر دوں۔ بہر حال چلا اور چلا۔ چلتے وقت ایک کارڈ حضرت مسیح موعودؑ کو لکھ دیا کہ میرے لئے دعا کی جائے۔ میرے حالاتِ سفر یہ ہیں۔ (پیسہ پاس نہیں، کمزور صحت لیکن مَیں نے سفر کا ارادہ کر لیا۔) مَیں بہت کمزور اور نحیف ہوں اور ایک کارڈ بھائی صاحب کو لکھا کیونکہ اس وقت وہ دوسری جگہ پر تھے کہ میں جا رہا ہوں۔ اگر قادیان پہنچا تو خط لکھوں گا۔ اور اگر راستے میں مر گیا تو میری نعش کا کسی کو بھی پتہ نہ لگے گا۔ (کہتے ہیں) مَیں نے سفر کے لئے احتیاطی پہلو اختیار کر لئے تھے۔ ریلوے لائن کا نقشہ رکھ لیا تھا۔ جلدی جلدی چند درسی کتب فروخت کر کے کچھ پیسے رکھ لئے تھے۔ (کہتے ہیں) مَیں کمزور بہت تھا اور مسافت دور کی تھی۔ اس لئے پچاس ساٹھ میل تک ریل کا سفر کیا تا کہ اگر صحت کی کمزوری کی وجہ سے مَیں نے کمزوری دکھائی تو لَوٹنے کی ہمت نہ ہو۔ (کیونکہ پھر ساٹھ ستر میل کا فاصلہ ہو چکا ہو گا اور لَوٹنے کی ہمت نہیں ہو گی۔ پھر بجائے واپس آنے کے آگے ہی آگے چلتا رہوں گا۔ (کہتے ہیں) مَیں اس سفر میں تیس تیس میل روزانہ چلتا رہا۔ جہاں رات ہوتی ٹھہر جاتا، کبھی سٹیشن پر اور کبھی گمٹیوں میں۔ پاؤں کے دونوں تلوے زخمی ہو گئے تھے۔ (یہ دعا کرتا تھا) خدایا آبرو رکھیو میرے پاؤں کے چھالوں کی۔ جب رات بسر کرنے کے لئے کسی جگہ ٹھہرتا تو شدتِ درد کی وجہ سے پاؤں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا تھا۔ صبح ہوتی نماز پڑھتا اور چلنے کے لئے قدم اُٹھاتا تو پاؤں اپنی جگہ سے ہلتے نہیں تھے۔ با ہزار دشواری انہیں حرکت دیتا اور ابتدا میں بہت آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا اور چند منٹ بعد اپنی پوری رفتار میں آ جاتا۔ پاؤں جوتا پہننے کے قابل نہیں رہے تھے کیونکہ چھالوں سے پُر تھے بلکہ چمڑہ اُتر کر صرف گوشت رہ گیا تھا (لیکن قادیان جانے کا شوق تھا اس لئے چلتے چلے جا رہے تھے۔ کہتے ہیں) کہ اس لئے کبھی روڑے اور کبھی ٹھیکریاں چبھ چبھ کر بدن کو لرزا دیتی تھیں۔ کبھی ریل کی پٹڑی پر چلتا اور کبھی عام شاہراہ پر اُتر آتا۔ بڑے بڑے ڈراؤنے راستوں سے گزرنا پڑا۔ ہزاروں کی تعداد میں بندروں اور سیاہ منہ والے لنگوروں سے واسطہ پڑا جن کا خوفناک منظر دل کو ہلا دیتا۔ علی گڑھ شہر سے گزرا مگر مجھے خبر نہیں کہ کیسا ہے؟ (گزر تو گیا اُس شہر سے لیکن مجھے نہیں پتہ کیسا ہے کیونکہ میرا مقصد تو صرف ایک تھا اور مَیں چلتا چلا جا رہا تھا۔) اور کالج وغیرہ کی عمارتیں کیسی ہیں؟ البتہ چلتے چلتے دائیں بازو پر کچھ فاصلے پر سفید عمارتیں نظر آئیں اور پاس سے گزرنے والے سے پوچھا کہ یہ عمارت کیسی ہے؟ اور اُس کے یہ کہنے پر کہ کالج کی عمارت ہے، آگے چل پڑا۔ دہلی شہر سے گزرا اور ایک منٹ کے لئے بھی وہاں نہ ٹھہرا کیونکہ میرا مقصود کچھ اور تھا۔ وہاں کے بزرگوں کی زیارت میرا مقصود نہ تھا۔ اس لئے مَیں ایک سیکنڈ کے لئے بھی اپنے مقصود سے باہر نہیں ہونا چاہتا تھا۔ زخمی پیروں کے ساتھ قادیان پہنچا اور مہمان خانے میں ٹھہرا۔ چند منٹ کے بعد حضرت حافظ حامد علی صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دودھ کا ایک گلاس دیا۔ میری جیب میں پیسے نہیں تھے۔ اس لئے لینے سے انکار کر دیا۔ آخر اُن کے کہنے پر کہ خرچ سے نہ ڈریں۔ آپ کو پیسے نہیں دینے پڑیں گے۔ (دودھ پی لیں)۔ دودھ پی لیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک کہ قادیان میں سب سے پہلی غذا دودھ ملی۔ میری موجودگی میں بہت سے لوگ آئے مگر کسی کو بھی دودھ کا گلاس نہیں دیا گیا (صرف مجھے ہی دودھ کا گلاس پیش کیا گیا۔ کہتے ہیں) مَیں اسی روز سے اب تک ہر چیز کا ناواقف ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ سے ملا۔ حضورؑ حالات دریافت کرتے رہے۔ لوگ بیعت کرنے لگے تو حضورؑ نے خود ہی مجھے بھی بیعت کے لئے کہا۔ مَیں اُس وقت حضورؑ کے پاؤں دبا رہا تھا۔ یہی ایک جنون تھا جو کام آ گیا ورنہ آج صحابیوں کی فہرست میں میرا نام کس طرح آتا؟

اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی اَللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ...... تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ۔ (پھر آگے بیان کرتے ہیں کہ) خلیفۂ اوّلؓ نے زخموں کا علاج کیا اور حافظ روشن علی صاحب مرحوم کو تعلیم کے لئے مقرر کر دیا اور بعد میں خود تعلیم دیتے رہے۔ (پیروں کے جو زخم تھے اُن کا علاج حضرت خلیفہ اولؓ نے کیا اور حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ اور خلیفۃ المسیح الاولؓ پھر تعلیم دیتے رہے۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ مئی 1908ء میں یہ قادیان کے ہو رہے۔) مئی 1908ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور تشریف لے گئے اور بعد میں حضرت خلیفہ اولؓ کو بھی بلوایا تو حضرت خلیفہ اوّلؓ مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت میں آپ کے دائیں بازو میں کھڑا تھا۔ لاہور سے جنازے کے ساتھ قادیان آیا۔ جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باغ میں لوگوں سے بیعت لی۔ مَیں اُس وقت چار پائی پر آپ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ حضرت خلیفۂ اولؓ

نے اُس وقت جوتقریر کی اور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے رورو کر جو معافی مانگی وہ میرے دماغ میں اب تک گونج رہا ہے۔ بیعت کے بعد نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ پھر باغ والے مکان میں حضرت کا تابوت زیارت کے لئے رکھا گیا اور چہرے سے کپڑا اتار دیا گیا۔ لوگ مغربی دروازے سے گزر کر زیارت کرتے ہوئے مشرقی دروازے سے نکل جاتے۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 4 صفحہ 25 تا 28۔ روایت حضرت سید محمود عالم صاحبؓ)

تو یہ ان بزرگوں کے چند واقعات تھے جنہوں نے ایک تڑپ اور لگن سے آنے والے مسیح موعود کو مانا۔ سید محمود عالم صاحبؓ کا جو واقعہ ہے یہ بھی دراصل حدیث میں جو آیا ہے ناں کہ گھسٹتے ہوئے گھٹنوں کے بل بھی چل کے جانا پڑے تو جانا، اُسی کی ایک شکل بنتی ہے۔ کس قدر تکلیف اُٹھائی ہے لیکن ایک عزم تھا جس سے وہ چلتے رہے اور آخر کار اپنی منزل مقصود تک پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات کو بلند فرماتا چلا جائے اور ہمیں بھی اپنے ایمان و ایقان میں ترقی عطا فرمائے۔ اور عامۃ المسلمین کے بھی سینے کھولے کہ وہ مسیح موعود کو پہچاننے والے ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں اور یہ جو آفات آجکل ان پر ٹوٹی پڑ رہی ہیں ان سے بھی بچنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

اب مَیں ایک افسوسناک اطلاع بتاؤں گا۔ مکرم محمد ہاشم سعید صاحب جو یہاں کے پرانے احمدی تھے، اُن کی گزشتہ دنوں سعودی عرب میں وفات ہوگئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (حضور نے دریافت فرمایا: ان کا جنازہ آ گیا ہے) آج ہی اُن کا جنازہ پہنچا ہے۔ ابھی یہاں آیا ہے تو اَب نماز جمعہ کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اُن کی نمازِ جنازہ پڑھاؤں گا۔ یہاں آتے جاتے تھے۔ بہت زیادہ سفر کرتے تھے۔ 11 راگست کو یہاں سے گئے ہیں اور سعودی عرب ائر پورٹ پر اترے ہیں تو وہاں اُن کو دل کی تکلیف شروع ہوئی ہے۔ سیدھے کلینک چلے گئے اور وہیں اچانک ہارٹ اٹیک ہوا اور وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 2000ء میں آپ سعودی عرب منتقل ہوئے تھے۔ اُس سے پہلے آپ یہیں تھے۔ اور متواتر کئی سال تک آپ کو وہاں بھی مختلف اہم جماعتی خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ جماعت کے جو روٹین کے خدمات کے عہدے ہیں وہ آپ کے پاس رہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی مَیں اُن سے وہاں بعض اہم جماعتی کام لیتا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے بڑے احسن طریقے پر سب کام سرانجام دیئے۔ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان میں بہت صلاحیتیں تھیں۔ انتظامی امور میں بڑا ادرک رکھتے تھے۔ تکنیکی پیچیدگیاں جو تھیں ان کے بارے میں علم تھا۔ اُن کا دینی علم بھی بڑا تھا۔ بلکہ کہنا چاہئے زندگی کے ہر شعبہ میں ان کی ذہانت اور مہارت قابل ستایش تھی۔ لیکن انتہائی منکسر المزاج، ملنسار، شفیق، دھیمے لہجے میں بات کرنے والے عاجز انسان تھے۔ بڑے ہمدرد اور مخلص تھے اور ہر ایک سے اُن کا اخلاص کا تعلق تھا۔ چندہ جات اور مالی تحریکات میں بڑا بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے والے تھے۔ کسی کو ذرا سی بھی تکلیف میں دیکھتے تھے تو بے چین ہو جاتے تھے اور جب تک مدد نہ کر لیتے چین نہیں آتا تھا۔ ان کا لندن میں گھر ہے۔ ان کے ایک واقفِ زندگی ہمسائے نے مجھے بتایا کہ یہاں لکڑی کی پارٹیشنز ہوتی ہیں تو آندھی طوفان سے ان کی بیچ کی دیوار گر گئی تو ایک دن وہ خود ہی آئے، انہوں نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں مَیں خود ہی آ کے ٹھیک کروا دوں گا۔ اُس نے سفر پر جانا تھا تو دو دن بعد خود ہی دیوار ٹھیک کروا دی۔ بہرحال انتہائی مخلص، نافع الناس وجود تھے۔ خلافت کے شیدائی، نظامِ جماعت کی بقا اور خدمت کے لئے عملاً ہر وقت تیار۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ اور ایک بیٹی ہیں۔ بعضوں نے لکھا ہے۔ مثلاً یہاں عربی ڈیسک میں ہمارے عکرمہ صاحب میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے بھی مجھے لکھا کہ جماعت کے اموال و نفوس کا بہت خیال رکھنے والے صاحبِ بصیرت انسان تھے اور یہ حقیقت ہے۔ جماعتی لحاظ سے ملک کے اندرونی اور بیرونی حالات پر آپ کی بڑی گہری نظر تھی اور بڑے بہادر انسان تھے۔ خدا کی راہ میں کسی بھی کام کی انجام دہی کے لئے کسی چیز کی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے۔ بہت کریم، بااخلاق، بہادر اور مہربان تھے۔ یہ لکھتے ہیں کہ نو احمدیوں کے لئے مہربان باپ کی طرح تھے اور یہ واقعی حقیقت ہے۔ مجھے کئی نو احمدی بھی لکھتے رہے ہیں۔ آپ بسا اوقات نو احمدیوں کو ملنے اور خلافت سے ان کا تعلق جوڑنے کے لئے پانچ پانچ سو میل تک سفر کرتے تھے۔ آپ کو حج اور عمرہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کرتہ آپ کے پاس تھا۔ انہوں نے حج یا عمرہ کے دوران اس کو پہنا اور خانہ کعبہ کے ساتھ اس کو مَس کیا۔ ان کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ میرا ان کا بتیس سال کا ساتھ رہا لیکن سارے عرصہ میں مَیں نے ان کو ایک منٹ بھی ضائع کرتے ہوئے نہیں پایا۔ ایک نہایت شفیق، ہر ایک سے محبت کرنے والے، اسلام احمدیت کے سچے خادم، خلافت سے بے انتہا عقیدت اور اس پر جاں نثار کرنے والے، دعا گو اور ایک سچے انسان تھے۔ اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی نہایت منظم با اصول اور وقت کی پابندی کے ساتھ گزاری۔ چالیس سال سے زائد عرصے سے 1/9 حصہ کے موصی تھے۔ کہتی ہیں کہ مجھے کہا کرتے تھے کہ زندگی میں میرے لئے سب سے پہلے خلافت، پھر فیملی اور اُس کے بعد دوسری چیزیں آتی ہیں۔ انہوں نے ہاشم صاحب کی ڈائری اُن کی وفات کے بعد دیکھی تو اس میں ان کی چند خوابیں بھی لکھی ہوئی تھیں۔ ایک خواب میں وہ لکھتے ہیں کہ ایک رات چار مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ جس میں پہلی مرتبہ آپؐ کا چہرہ آفتاب کی طرح چمک رہا تھا۔ آپ نے ہاتھ میں ایک انگوٹھی پہنی ہوئی تھی جس میں سے نہایت روشن شعاعیں نکل رہی تھیں۔ آپ تکیے کا سہارا لے کر بیٹھے کچھ پڑھ رہے تھے اور اسی انگوٹھی سے بہت تیز شعاعیں نکل رہی تھیں۔ پھر دوسری خواب وہاں لکھی ہے کہ مَیں ایک مکان میں ہوں جس میں گویا حضرت امّاں جانؓ رہائش پذیر ہیں۔ وہ مجھے بہت پیار اور شفقت سے ملتی ہیں۔ نہایت لطف و کرم سے خوش آمدید بھی کہتی ہیں۔ (حضرت امّاں جانؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیگم ہیں) دن کا اوّل حصہ مَیں اُن کے ساتھ گزارتا ہوں۔ اس سارے عرصے میں حضرت اماں جان مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے بیشمار واقعات اور حالات سناتی ہیں۔ اس کے بعد جب خواب میں ہی پانچ چھ گھنٹے گزر گئے تو مَیں حضرت امّاں جانؓ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکان پر پہنچ جاتا ہوں اور سارا دن وہاں ان کے ساتھ گزارتا ہوں۔ اس دوران حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے بیشمار واقعات سنائے اور بعض مقدمات کے بارے میں فرمایا کہ جب یہ بات ہوئی تو خدا نے مجھے یہ الہام کیا اور یہ وحی کی۔ اور پھر وحی کے نزول کا طریق اور سارا حال سنایا۔ اور وحی کے الفاظ بھی بتائے۔ پھر اس خواب میں ہی شام کو مَیں وہاں سے رخصت ہوا۔ خواب میں یہ گفتگو الفاظ کے رنگ میں نہیں اور نہ ہی کوئی شکل نظر آئی بلکہ ایک احساس کی شکل میں ہوئی۔

اسی طرح انہوں نے مجھے خواب میں دیکھا۔ مجھے کہتے ہیں کہ مَیں فوت ہو گیا ہوں اور آپ نے میرا جنازہ پڑھا ہے۔ اس پر مَیں نے اُنہیں کہا کہ ہاں یہ سچ ہے۔ جاؤ اور اب کھانا کھاؤ۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ میری آنکھ کھل گئی۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں جنت الفردوس میں اپنی مہمانی سے نوازے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا ایک لمبا عرصہ یہاں یوکے میں رہے ہیں۔ جماعتی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ پہلے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے باوجودیکہ مختلف جگہوں پر ان کو اچھی ملازمتوں کی پیشکش ہوتی رہی ہے ان کو انگلستان سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی تھی کہ یہیں انگلستان میں رہیں۔ پڑھے لکھے بھی تھے۔ اپنے کام میں بھی ماہر تھے لیکن پھر آپ کو 2000ء میں اجازت دے دی تھی، لیکن باوجود اس کے کہ پڑھے لکھے تھے، اپنے فن میں بھی مہارت تھی لیکن کبھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ مَیں بہت پڑھا لکھا ہوں تا کہ تکبر پیدا نہ ہو۔ میرا ان سے پہلا رابطہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات پر جنازے سے پہلے ہوا۔ جب مَیں پاکستان سے یہاں آیا ہوں تو ایک ایسا شخص جو نہایت عاجزی سے مختلف اعلانات کے مضمون بنا کر لا رہا تھا۔ کیونکہ اُس وقت کام ہو رہے تھے اعلان شائع کرنے تھے، ایم ٹی اے پر دینے تھے۔ جب بھی ان کو کہا کہ اس فقرہ کو اس طرح کر دیں یا یہ یہ لفظ مناسب ہے تو بغیر کسی چوں چرا کے فوراً تبدیلی کر دیتے تھے۔ کبھی یہ نہیں کہا کہ مَیں تمام عمر یہاں گزار چکا ہوں، پڑھا لکھا ہوں اور مجھے زبان میں بھی مہارت ہے اس لئے میرا مضمون ہی بہتر ہے۔ جس طرح کہا گیا اُس طرح تبدیلی کر دی۔ ان کی عاجزی بھی ہر ایک کے لئے ایک نمونہ تھی۔ ان کا خدمت کا جذبہ بھی ہر ایک کے لئے نمونہ تھا۔ خلافت کی اطاعت اور محبت بھی مثالی تھی اور ایک نمونہ تھی۔ جب ریٹائر ہونے لگے تو اس سے پہلے انہوں نے مجھے کہا کہ یہ نوکری تو مَیں کر رہا ہوں لیکن بہت عرصہ سے میری یہ خواہش ہے کہ مَیں وقف کروں اور حقیقت بھی یہی تھی۔ کئی مرتبہ پہلے بھی مجھے کہہ چکے تھے کہ مَیں اپنے آپ کو وقف کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن مَیں اُن کو ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ آپ اس وقت جہاں ہیں وہاں آپ کی ضرورت ہے اور اپنے آپ کو وقف ہی سمجھیں۔ بلکہ جس طرح یہ کام کر رہے تھے ایک واقفِ زندگی سے بڑھ کر کر رہے تھے۔ ہر سال یہ مجھے یاد دہانی بھی کرواتے رہتے تھے۔ اب ان کی ریٹائرمنٹ بھی ہو گئی تھی۔ پھر دوبارہ بھی ان کو کنٹریکٹ مل گیا تھا۔ مَیں نے یہی کہا کہ جب تک ملازمت ہے وہیں رہیں۔ وہیں آپ کی ضرورت ہے۔ بڑی جرأت اور حکمت سے ماشاء اللہ تمام کام سرانجام دیتے تھے۔ بیعتوں پر ان کی خوشی دیدنی ہوتی تھی۔ ان کے ذریعہ سے کئی بیعتیں بھی وہاں ہوئیں۔ مڈل ایسٹ کے ملکوں کے درمیان یہ رابطے کا کام بھی ادا کرتے رہے۔ حساب دانی اور اکاؤنٹس کے ماہر تھے۔ اس لحاظ سے بھی ان کی وجہ سے مجھے وہاں جماعتوں کے حساب کتاب کی کوئی فکر نہیں ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے اہم کام اور اہم مسائل کو حل کرنے کے بارے میں جب بھی ان کو بھیجا گیا، انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے وہ تمام کام کئے۔ جب بھی یہاں آتے اور اکثر آتے رہتے تھے۔ آتے ہی یہ نہیں کہ تھکے ہوئے ہیں تو آرام کر لیں، مسجد پہنچ جاتے تھے اور جتنے دن یہاں رہتے تمام نمازیں مسجد فضل میں ادا کرتے، اس لئے انہوں نے گھر بھی یہاں قریب لیا ہوا تھا۔ خلاصہ یہ کہ یہ خلافت کے اُن مددگاروں میں سے تھے جو حقیقی سلطانِ نصیر ہوتے ہیں۔ ان کے رخصت ہونے سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے تقویٰ شعار اور کام کرنے والے کارکن ہمیشہ خلافت کو عطا فرماتا رہے۔ اپنے پیار کرنے والے خدا پہ بھروسہ ہے کہ ان جیسے لاکھوں سلطانِ نصیر عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند تر فرماتا چلا جائے اور اُن کو اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے۔ ان کی خدمات کی تفصیل اور ان کی سیرت کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ اُن کے جاننے والے امید ہے ان کے بارہ میں لکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ یوکے جماعت کو بھی ان جیسے بے نفس کارکن عطا فرمائے اور ان کی بیوی اور بیٹی کا حامی و ناصر ہو۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور نے فرمایا:

ایم ٹی اے والوں کی اطلاع تھی کہ یہ ٹرانسمشن ایک بج کے اکیس منٹ سے، ایک بج کے چالیس منٹ تک بیس منٹ صحیح نہیں رہی، تو جو خطبہ نہیں دیکھ سکے وہ پھر Repeat دیکھ لیں۔

❀❀❀

فلسفہ حج اور قربانی ۔ عید الاضحیہ

سید شمشاد احمد ناصر ۔ امریکہ

حج اسلام کا ایک بہت ہی اہم رکن ہے حج قرآنی ارشاد کی روشنی میں اُن لوگوں پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں۔ ویسے تو ہر مومن کے دِل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ بیت اللہ کی زیارت کرے اور اپنے رب العزت کے حضور وہاں پہنچ کر مناجات کرے اور اپنے گناہوں کی بخشش کیلئے دعائیں کرے۔ روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دے لیکن ہر شخص کیلئے جانا ممکن نہیں ہے مگر ہمارا خدا بڑا ہی رحیم وکریم خدا ہے۔ بڑا بے نیاز ہے اس کے رسول مقبول ﷺ نے یہ فرما دیا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ پس خوشخبری ہو اُن مومنوں کو جن کے دِل میں وہاں جانے کی تڑپ ہے۔ مگر حالات کی مجبوری کی وجہ سے وہ وہاں نہیں جاسکتے، انہیں خدا اُن کی پاک نیتوں کا ثواب عطا فرمادے گا اور کسی لحاظ سے بھی انہیں محروم نہیں رکھے گا۔ انشاء اللہ۔

حج اسلامی کلینڈر کے آخری مہینہ یعنی ذوالحجہ میں ادا کیا جاتا ہے۔ آج کی تحریر میں حج کے فلسفہ اور اہمیت پر روشنی ڈالی جائے گی **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم**۔ ذوالحجہ کے پہلے دس دِن احادیث نبویہ کی روشنی میں بڑے اہمیت کے دن ہیں چنانچہ ایک روایت کے مطابق اِن دس دنوں میں بجالائے گئے اعمال خدا تعالیٰ کے نزدیک دوسرے دنوں میں کئے گئے اعمال کی نسبت زیادہ محبوب ہیں بلکہ ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان بھی ملتا ہے کہ اِن دنوں میں کئے گئے نیک اعمال خدا تعالیٰ کے ہاں بہت عظمت رکھتے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کو بہت محبوب اور پسندیدہ بھی ہیں۔ اس لئے ان ایام میں کثرت کے ساتھ تکبیر وتہلیل اور خدا تعالیٰ کی حمد بیان کرو۔

صحابہ کرام ؓ تو اِن دنوں میں علیحدگی میں بھی۔ اور پبلک جگہوں پر بھی کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی۔ نوافل اور بلند آواز سے تکبیریں کہتے تھے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں مسلمان اس وقت مکہ میں فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے پہنچ چکے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں اپنی محبت ڈال دے۔ اُن کے دلوں میں غریبوں اور ناداروں کے ساتھ مساویانہ سلوک کرنے کی تحریک پیدا کرے۔ حج کے دنوں میں جو دعائیں وہ خلوص نیت اور خلوص دِل سے کر رہے ہیں وہ قبول فرمائے اور حقیقت میں جب وہ حج کرکے واپس آجائیں تو وہ اپنے نفس کو، اپنی انا کو مار چکے ہوں۔ اور جس طرح انہوں نے وہاں پر جانوروں کی قربانیاں کی ہیں بالکل اسی طرح اپنے نفس اور اپنی خواہشات کو خدا کی خاطر قربان کرنے والے ہوں اور بنی نوع انسان سے ہمدردی اور غم خواری کرکے اُن کے دکھوں کا مداوا کرنے والے ہوں۔ اور صحیح معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور فرمودات اور آپ کی سنت پر بعد از حج بھی عمل کرنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین۔

حج کا فلسفہ اور مقصد:

حج کا فلسفہ اور مقصد اور حج کرنے سے جو سبق حاصل ہوتا ہے وہ خود قرآن کریم نے بیان فرما دیا ہے چنانچہ یہاں پر اُن آیات کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے پورا کرو:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۗ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

(البقرة:۱۹۶)

یعنی خدائی حکم سمجھ کر بجالاؤ اور تمہارے مدنظر خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا۔ اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہو۔ اپنے آپ کو حاجی کہلوانا یا لوگوں میں اپنی عزت اور واہ واہ کرنے کے لئے نہ ہو۔ اس میں دکھاوا بالکل نہ ہو ورنہ حج کا ثواب ختم۔

۲۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ ○ (البقرة:۱۹۸)

ترجمہ: حج کے مہینے سب کے جانے بوجھے ہوئے مہینے ہیں۔ پس جو شخص ان میں حج کا ارادہ پختہ کرے اُسے یاد رہے کہ حج کے ایام میں نہ تو کوئی شہوت کی بات نہ کوئی نافرمانی اور نہ کسی قسم کا جھگڑا کرنا جائز ہوگا۔ پس اگر ان مبارک ایام میں نافرمانی اور جھگڑا نہیں کرنا تو اس سے یہ سبق ملتا ہے ہمیشہ ہی نافرمانیوں اور جھگڑوں سے بچنا ہے۔ ان مبارک ایام سے یہ سبق ضرور لینا چاہیئے۔

۳۔ تیسرا سبق یا فلسفہ یہ ہے جو خدا تعالیٰ نے فرمایا اور یہ آیت اور اس کا سیاق وسباق بھی حج والی آیات کے ساتھ یا حج کے احکامات کے ساتھ ہی مل رہا ہے اور وہ یہ ہے۔ **وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى** (۲:۱۹۸) ''زادِراہ ساتھ لو اور یاد رکھو! بہتر زادِراہ تقویٰ ہے' اور اے عقلمندو رتقویٰ اختیار کرو'

پس ہر مومن اور ہر مسلمان کی زادراہ تقویٰ ہونی چاہیئے۔ حج میں بھی حج کیلئے بھی اور بعد میں بھی۔ یہ تو نہیں کہ حج کے موقعہ پر تو تقویٰ سے کام لیا بعد میں انسان تقویٰ سے خالی ہوجائے پھر حج کس کام کا؟ حج سے یہی تو فائدہ اُٹھایا جائے اور حج کے اس فلسفہ کو اور مقصد کو مدنظر رکھا جائے کہ ہمارے دِل میں خدا تعالیٰ کا کس قدر خوف ہے۔ خدا تعالیٰ کے احکامات کو صحیح طور پر بجالانے کی کسقدر تڑپ اور لگن ہے کہاں تک ہم مرضی مولیٰ کو اپنی خواہشات پر ترجیح دے رہے ہیں۔ پس اسی کا نام تقویٰ ہے کہ ہر کام کو کرتے ہوئے یہ مدنظر ہو کہ اس کام سے اللہ تعالیٰ خوش ہوگا یا ناراض ہوگا۔ اسی کا نام تقویٰ ہے کہ بچتے رہو ان راہوں سے جن سے خدا خوش نہیں ہوتا۔

چوتھا سبق حج سے متعلق قرآن کریم میں یہ بیان ہوا ہے کہ فرمایا:

''اعلیٰ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم گھروں میں اُن کے پچھواڑے سے داخل ہو بلکہ کامل اور نیک وہ شخص ہے جو تقویٰ اختیار کرے۔ اور تم گھروں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہوا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہوجاؤ'' سورۃ البقرہ آیت ۱۹۰ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں حج کے ساتھ یہ ذکر فرمایا ہے کہ کامیابی ہمیشہ سیدھے طور پر کسی کام کو کرنے سے حاصل ہوتی ہے اگر تم ایسا نہیں کرتے یعنی کسی کام کو کرنے کیلئے صحیح راستہ اور صحیح طریق استعمال نہیں کرتے اور دروازوں سے داخل ہونے کی بجائے دیواریں پھاند کر اندر داخل ہونا چاہتے ہو تو تم کبھی بھی حقیقی کامیابی حاصل نہیں کرسکتے۔ اور منزل مراد تک نہیں پہنچ سکتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہر کام کے لئے صحیح طریق اختیار کیا جائے اور وہ راستے وہی ہیں جو خدائے ذوالجلال والاکرام نے قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں اور جن راستوں کو ہمارے ہادی کامل آنحضرت ﷺ نے اختیار فرمایا ہے اور جو ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہیں۔

پانچواں سبق حج سے اتفاق واتحاد کا ملتا ہے۔ جو لوگ حج پر گئے ہیں اور اب چلے گئے ہیں۔ یا جن لوگوں کو جانا تو نصیب نہیں ہوا مگر لوگوں سے ضرور سنا ہوگا اور اگر وہ بھی نہیں تو ٹی وی پر حج کے مناظر ضرور دیکھے ہوں گے کہ حج کے موقعہ پر بیت اللہ شریف میں تمام اطراف سے تمام دنیا تمام ملکوں تمام قوموں سے ہزاروں زبانیں بولنے والے مختلف رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں جو نہ ایک دوسرے کو جانتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن خدائے واحد کے نام پر یہاں سب اکٹھے ہوتے ہیں اور اتفاق واتحاد کا ایک عجیب روح پرور منظر دیکھنے میں آتا ہے۔ پس حج سے واپس آکر بھی اپنے دلوں کو پاک صاف کرتے ہوئے نفرت، حسد، تعصب کو دور کرکے ایک ہونا چاہیئے۔ آج کے دور میں مسلمانوں کو خصوصاً تفرقوں نے کمزور کردیا ہے اور اخوت ومحبت بڑھانے کی بجائے نفرتوں کی دیواریں کھڑی کر رہے ہیں۔ انسانیت سے پیار بالکل ختم ہے نفسانفسی کا عالم ہے۔ صرف ''میں'' سے پیار ہے۔ تکبر ونخوت میں بڑھ رہے ہیں۔ اس وقت جو حال ہے مسلمانوں کا، کیا اس کے بیان کی کچھ گنجائش ہے؟۔

کاش ایسے مسلمان ایک دوسرے کی عزت کرنا سیکھیں، انسانیت کا احترام کرنا سیکھیں۔ اُن کے دلوں میں محبت و الفت اور مواخات پیدا ہو۔ یہی سبق سکھانے کیلئے تو رسول خدا ﷺ تشریف لائے تھے۔

کب پیٹ کے دھندوں سے مسلم کو بھلا فرصت
ہے دین کی کیا حالت یہ اس کی بلا جانے
جو جاننے کی باتیں تھیں اُن کو بھلایا ہے
جب پوچھیں سبب کیا ہے کہتے ہیں خدا جانے
ہوتی نہ اگر روشن وہ شمع رُخ انور
کیوں جمع یہاں ہوتے سب دنیا کے پروانے
(کلام محمود)

حج اور قربانی کا ایک اور ضروری اہم نکتہ یا فلسفہ

حج کرنے سے جو ثواب حاصل ہوتا ہے وہ بھی ہمارے پیارے ہادی کامل رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ یہ اس کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اگر اسے یہ نصیب ہو جائے اور ایک دفعہ جب گناہوں سے پاک صاف ہو جائے تو وہاں ہی سے یہ عہد کر کے نکلے کہ آئندہ تاوفات وہ خدا تعالیٰ کے حضور لرزاں و ترساں رہے گا اور نہ کسی کے حقوق مارے گا نہ کسی پر زیادتی کرے گا۔ بلکہ اس راہ ہدایت پر پوری طرح عمل کرے گا کہ

''ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ۔۔۔ اور اُسی کے ہو جاؤ اور اُسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کیلئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیوں کہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔۔۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیوں کہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیوں کہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔۔۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو

(باقی صفحہ ۲۱ ملاحظہ فرمائیں)

عیدالاضحیہ
احکام۔سبق۔مسائل

(سید آفتاب احمد نیر۔ اُستاد جامعہ احمدیہ قادیان)

اللہ تعالیٰ محسن حقیقی کے عظیم احسانوں میں سے یہ بھی احسان ہے کہ وہ بڑا بندہ نواز ہے اور بندوں سے شدید محبت رکھتا ہے۔ ان کو نقصان سے بچانے کیلئے بہتر سے بہتر انتظام بھی فرماتا ہے۔ اپنے قرب کی حلاوت کا سبق دیتا ہے پھر اپنا قرب عطا بھی کرتا ہے۔ آداب اور سلیقے بھی بتاتا ہے۔ بندوں کو اشرف المخلوقات قرار دیتا ہے۔ بندوں کیلئے دیگر تمام مخلوقات کو مسخر کر دیا ہے اور ان کی خدمت پر لگا دیا ہے پھر انعام و اکرام سے اس جہان کے علاوہ اگلے جہان میں نوازتا ہے۔ ایک جہان اگر دارالعمل ہے تو دوسرا جہان دارالجزا۔ اول الذکر یعنی دارالعمل میں بھی ایک روحانی لذت اندرونی کیفیت کے طور پر عطا کرتا رہتا ہے۔ مثلاً بظاہر اللہ تعالیٰ کا ایک مومن بندہ اس دارالعمل میں ظالم کے ہاتھوں شہید ہو جاتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ شہید ہو چکنے کے بعد بھی یہ خواہش رکھتا ہے کہ اگر ہو سکے تو پھر دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آئے اور شہادت کا درجہ پانے کی کوشش کرے۔ تاہم اس دارالعمل میں بھی اللہ اُسے محروم نہیں رکھتا۔ اُس کی دی ہوئی مادی نعمتوں کو استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے تا کہ وہ عید منائے۔

حقیقی خوشی چونکہ خدا تعالیٰ کی خاطر ایثار و قربانی سے حاصل ہوتی ہے اور قربانی کا حکم بھی اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے مگر نادان انسان اس معاملہ میں بھی کبھی افراط تو کبھی تفریط سے کام لیتا ہے۔ مثلاً قربانی کے جانور کے تعلق سے نہایت حقیر چیز کو پیش کرتا ہے۔ یا کبھی ایسی سختی کرتا ہے مثلاً جانور کے غیر ضروری اعضاء کان، سینگ یا دُم وغیرہ کٹے ہوں تو اُسے پیش نہیں کرتا خواہ وہ کتنا ہی فربہ ہو۔ چنانچہ افراط و تفریط کی ان غلط فہمیوں کی اصلاح کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’قربانی کے جانور کیلئے یہ شرط ہے کہ بکرے وغیرہ دو سال کے ہوں دُنبہ اس سے چھوٹا بھی قربانی میں دیا جا سکتا ہے۔ قربانی کے جانور میں نقص نہیں ہونا چاہیئے۔ لنگڑا نہ ہو، بیمار نہ ہو، سینگ ٹوٹ نہ گیا ہو۔ یعنی سینگ بالکل ہی ٹوٹا نہ ہو۔ اگر خول اُوپر سے اُتر گیا ہو اور اس کا مغز سلامت ہو تو وہ ہو سکتا ہے کان کٹا نہ ہو لیکن اگر کان زیادہ کٹا نہ ہو تو جائز ہے‘‘۔

(خطبات محمود جلد دوم صفحہ ۷۳ مطبوعہ ربوہ)

قربانی کے جانور کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اس کی کمیت کے تعلق سے بھی احکام یوں بیان فرمائے ہیں۔

’’اس عید کے احکام یہ ہیں کہ ہر ایک خاندان کی طرف سے ایک بکرے کی قربانی ہو سکتی ہے۔ اگر کسی میں وسعت ہو تو ہر ایک شخص بھی کر سکتا ہے ورنہ ایک خاندان کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے۔ یہاں خاندان سے دور و نزدیک کے رشتے مراد نہیں بلکہ خاندان کے معنے ایک شخص کے بیوی بچے ہیں۔ اگر کسی شخص کے لڑکے الگ الگ ہیں اور اپنا علیحدہ کماتے ہیں تو ان پر علیحدہ قربانی فرض ہے۔ اگر بیویاں آسودہ ہوں اور اپنے خاوندوں سے علیحدہ ان کے ذرائع آمد ہوں تو وہ علیحدہ قربانی کر سکتی ہیں ورنہ ایک قربانی کافی ہے۔ بکرے کی قربانی ایک آدمی کیلئے ہے اور گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات آدمی شامل ہو سکتے ہیں‘‘۔ (خطبات محمود جلد دوم صفحہ ۷۲ مطبوعہ ربوہ)

گوشت کی تقسیم کے تعلق سے فرمایا:

’’قربانیوں کے گوشت کے متعلق یہ ہے کہ یہ صدقہ نہیں ہوتا چاہیئے کہ خود کھائیں۔ دوستوں کو دیں چاہیں تو سکھا بھی لیں امیر غریبوں کو دیں۔ غریب امیروں کو کہ اس سے محبت بڑھتی ہے‘‘۔

(خطبات محمود جلد دوم صفحہ ۷۳ مطبوعہ ربوہ)

قربانی کی عید میں جو اسباق دیئے گئے ہیں وہ دراصل انفاق فی سبیل اللہ .... مما رزقنھم اور لن تنالوا البر کے مضمون میں شامل ہیں۔

قربانی کے جانور کی حیثیت اور کیفیت کے تعلق سے وضاحت کے بعد اس کے پیچھے جو روح قائم ہے اور جو سبق ہمیں ملتا ہے وہ خود اپنے آپ کو واقفِ زندگی کے طور پر پیش کرنا ہے۔ (حضرت اسماعیلؑ اور اُن کے والدین کی مانند) اس مضمون کی وسعت کا احاطہ تو یہاں ممکن نہیں ہے تاہم ایک اور غلطی کا ازالہ بھی کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ میں ہے۔

’’بعض لوگ کہتے ہیں کہ کسی غریب کو اچھا کپڑا دینے کا کیا فائدہ اس کی بجائے اگر دس غریبوں کو کھدر کے کپڑے بنوا دیئے جائیں تو زیادہ اچھا ہوگا۔ یا مثلاً ایک شخص کو پلاؤ کھلانے کی بجائے دس کو آٹا دے دیا جائے تو یہ بہتر ہے لیکن یہ ان کی غلطی ہے۔ اسلام فطرت کی گہرائی کو دیکھتا ہے اسلام جانتا ہے کہ غرباء روزانہ امراء کو اچھا کھانا کھاتے اور اچھے کپڑے پہنتے دیکھتے ہیں اور خود بھی چاہتے ہیں کہ ایسے ہی کپڑے پہنیں اور ویسے ہی کھانے کھائیں۔ اسلئے ایسی ہی صورت ہونی چاہیئے۔ کہ ان کو اس امر کے مواقع حاصل ہو سکیں اسلام لوگوں کو خشک فلسفی نہیں بناتا بلکہ لوگوں کے دلوں کے خیالات پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ ہمارے ملک میں ایک قصہ مشہور ہے جسے ہم بھی بچپن میں بہت خوشی سے سنا کرتے تھے۔ قصہ یہ تھا کہ کوئی لکڑ ہارا تھا جو بادشاہ کے باورچی خانہ کے لئے لکڑیاں لایا کرتا تھا۔ ایک دن جب وہ لکڑیاں لیکر آیا تو کھانے کو بگھار لگایا جا رہا تھا۔ اس پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ وہ برداشت نہ کر سکا اور باورچی سے کہنے لگا کہ کیا اس کھانے میں سے مجھے کچھ دے سکتے ہو۔ اس نے کہا یہ بڑا قیمتی کھانا ہے تمہیں کس طرح دیا جا سکتا ہے۔ کہتے تھے اشرفیوں کا بگھار لگاتے تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ کس طرح لگاتے تھے۔ لکڑ ہارے نے پوچھا یہ کتنا قیمتی ہے؟ اُسے بتایا گیا کہ تمہاری چھ ماہ کی لکڑیوں کی قیمت کے مساوی ہے۔ اس پر وہ لکڑیاں ڈالنے لگا۔ پہلے روزانہ ایک بوجھ لایا کرتا تھا پھر دو بوجھ لانے لگا۔ ایک بوجھ کھانے کی قیمت میں دیتا اور ایک بوجھ کی قیمت سے گذارہ چلاتا۔ آخر چھ ماہ کے بعد اُسے وہ کھانا دیا گیا۔ جب وہ اُسے لیکر گھر گیا تو کسی فقیر نے اس کے دروازہ پر جا کر کھانا مانگا۔ لکڑ ہارے کی بیوی نے کہا یہی کھانا اسے دے دو کیونکہ ہم تو چھ ماہ لکڑیاں ڈال کر یہ پھر بھی لے سکتے ہیں لیکن یہ اس طرح بھی نہیں لے سکتا۔ لکڑ ہارے نے وہ کھانا فقیر کو دے دیا‘‘۔

(فضائل القرآن صفحہ ۱۵۹۔۱۵۸ طبع اوّل ربوہ)

❁❁❁

❁❁❁❁❁❁

نظم

اللہ کے پیاروں کو تم کیسے برا سمجھے
خاک ایسی سمجھ پر ہے سمجھے بھی تو کیا سمجھے

شاگرد نے جو پایا اُستاد کے دولت ہے
احمدؑ کو محمدؐ سے تم کیسے جُدا سمجھے

دُشمن کو بھی جو مومن کہتا نہیں وہ باتیں
تم اپنے کرم فرما کے حق میں روا سمجھے

جو چال چلے ٹیڑھی جو بات کہی اُلٹی
بیماری اگر آئی تم اس کو شفا سمجھے

لعنت کو پکڑ بیٹھے انعام سمجھ کر تم
حق نے جو رِدا بھیجی تم اس کو ردیٰ سمجھے

کیوں قعرِ مذلت میں گرتے نہ چلے جاتے
تم بُوم کے سائے کو جب ظلِ ہُما سمجھے

اِنصاف کی کیا اس سے اُمید کرے کوئی
بے داد کو جو ظالم آئینِ وفا سمجھے

غفلت تری اے مسلم کب تک چلی جائے گی
یا فرض کو تو مجھے یا تجھ سے خدا سمجھے

(کلام محمود)

ضروری اعلان بعد تصحیح بسلسلہ تقسیم نظارت اصلاح وارشاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آمدہ ارشاد زیر مکتوب QND-1404/8-4-12 جسے زیر 16/10-04-12 خ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ریکارڈ کیا گیا ہے، کے تحت نظارت اصلاح وارشاد کے کاموں میں مزید بہتری لانے کیلئے اس نظارت کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ:

اس نظارت کے تحت جنوبی ہند کے درج ذیل صوبہ جات کئے گئے ہیں۔ آندھرا، کرناٹک، گووا، تامل ناڈو، کیرلہ، انڈیمان، لکش دیپ، اُڑیسہ، چھتیس گڑھ، مہاراشٹر، گجرات، بنگال، آسام، میگھالیہ، دہلی ۱۵ صوبہ جات اور قادیان اس نظارت کے ناظر مکرم مولانا منیر احمد خادم صاحب اور نائب ناظر مکرم مولانا عبدالوکیل نیاز صاحب ہیں۔

(۲) نظارت اصلاح وارشاد برائے شمالی ہند:۔

اس نظارت کے تحت درج ذیل ۱۰ صوبہ جات کیے گئے ہیں۔ جموں و کشمیر، ہماچل، پنجاب، (ماسوائے قادیان) اترا کھنڈ، ہریانہ، راجستھان، اتر پردیش، مدھیہ پردیش، بہار اور جھارکھنڈ۔ اس نظارت کے ایڈیشنل ناظر مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب اور نائب ناظر مکرم مولانا تنویر احمد خادم صاحب ہیں۔

❁۔ شعبہ رشتہ ناطہ، شعبہ جلسہ گاہ، شعبہ مجلس شوریٰ، شعبہ امتحان دینی نصاب کارکنان جیسے مشترکہ شعبے نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ میں ہی رہیں گے۔

زونل امراء کرام، عہدیداران جماعت، جملہ مبلغین و معلمین کرام اس تقسیم کے مطابق متعلقہ نظارت سے رابطہ کیا کریں۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

قبل ازیں جو اعلان اس سلسلہ میں شائع کیا گیا ہے اس میں سہواً چند نام چھوٹ گئے تھے جس پر ادارہ معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

توہین رسالت کی سزا

جمیل الرحمن بٹ (پاکستان)

قسط: دوم۔ آخری

مسئلہ کے حل کے صحیح طریق

آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ صاحبِ قاب قو سین، سید الرسل، خاتم النبیین، رحمت للعالمین، سراج منیر اور قیامت تک کے لئے تمام بنی نوع انسان کے لئے اللہ کے رسول اور فرستادہ ہیں۔ آپؐ کی عظمت کا بیان ممکن نہیں کہ آپ اس کائنات کی پیدائش کا باعث ہیں۔ آپؐ کے بارے میں بار بار یہ بیان اور اس کا چرچا کہ کسی حقیر، ناچیز اور لاشے مرد یا عورت نے ملک کے کسی گاؤں یا قصبہ میں اس عظیم الشان وجود کی توہین کردی ہے کیسی عجیب اور انہونی بات ہے۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔ لوگ تو چاند کی توہین کی کوشش بھی کرتے ہیں لیکن کیا یہ ممکن ہے؟ یا ایسی حرکت خود چاند پر تھوکنے والے کے چہرے کو آلودہ کرتی ہے؟

قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے کہ ایسی باتیں کرنے والوں سے اعراض کیا جائے۔ یہ اعراض ایسی فضول باتوں کے ساتھ کہنے والوں کی بھی نفی ہے اور اس سے ان کی اہمیت جاتی رہتی ہے اور بات کرنے والا خود ہی خجل ہو کر اسے ترک کر دیتا ہے۔

قرآن کریم میں یہ ارشاد ہے کہ یقیناً بھلائی برائی کو دور کر دیتی ہے (ھود 115:11) بظاہر اس آیت کے تابع توہین رسالت کے حوالے سے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا یہ ارشاد خوب ہے کہ 'وہ مذمم کہہ کر مجھے لعنت ملامت کرتے ہیں حالانکہ میرا نام محمدؐ ہے'۔

(بخاری کتاب المناقب)

یہ ارشاد مومنوں کو یہ درس دیتا ہے کہ جب مخالف نادانی اور شرارت سے آپؐ کی توہین کی کوشش کریں تو اس کا جواب آنحضور ﷺ کی سیرت مبارکہ کا بیان ہے جس کا علم مخالف کو آپ کی تعریف پر مجبور کر دے گا۔ پس مخالفین کے دلوں میں چھائے اندھیروں کو دور کرنے کے لئے سیرت محمدیہ کی روشنی کو بکثرت عام کرنا اور لاعلموں کو آپؐ کی روشن ترین سیرت سے آگاہ کرنا اس مسئلہ کا ایک حقیقی اور مستقل حل ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ امن و سلامتی کے پیغامبر تھے۔ آپ کو مجبوراً دشمنوں کے حملوں کے جواب میں جنگی کارروائی کرنی پڑی ورنہ آپ نے کسی کے خلاف از خود تلوار نہیں اٹھائی۔ آپ کی پیش خبری کے عین مطابق ظاہر ہونے والے امام مہدی اور مسیح موعود نے یَضَعُ الْحَرْب کی خبر کے مطابق آج تلوار کے جہاد کے التوا اور دنیا کو قلم سے فتح کرنے کا اعلان فرمایا۔ یہ خدائی فیصلہ تھا اور اس پر عمل دنیا کے امن و سکون کا ضامن۔ اور یہی وہ طریق تھا کہ جو آنحضرت ﷺ پر بے جا الزام تراشی کرنے والوں کا منہ بند کر کے توہین رسالت کا سلسلہ مسدود کر سکتا تھا۔ لیکن افسوس اس آسمانی فیصلہ کی خلاف ورزی کی گئی اور جنگ کی راہ اپنائی گئی جس نے تشدد، خودکش حملوں، بم دھماکوں اور قتل و غارت کا بازار گرم کر کے دشمنوں کو اسلام، مسلمانوں اور پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف زبان درازی اور توہین پر اکسایا۔ اس راستہ کو ترک کرنا بھی توہین رسالت کی ان کوششوں کے خاتمہ کی راہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا توہین رسالت کرنے والوں سے اعراض

قرآنی تعلیم کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دور میں آنحضرت ﷺ کی توہین کرنے والوں سے اعراض کا طریق رکھا۔ ایک آریہ پنڈت لیکھرام جو آنحضورؐ کے خلاف دشنام دہی کرتا تھا ایک سفر میں آپ کو ملا اور دو بار آپ کو سلام کیا لیکن آپ نے جواب نہ دیا اور بعد میں فرمایا 'ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کہتا ہے'۔

آریوں کی منعقدہ ایک مجلس میں جس میں آپ کے ساتھیوں کو دعوت دے کر بلایا گیا تھا مقررین نے آنحضور ﷺ کے بارہ میں نازیبا کلمات کہے۔ آپ کو علم ہوا تو آپ اپنے ساتھیوں پر سخت ناراض ہوئے کہ ایسی مجلس سے کیوں فوراً اُٹھ کر نہیں آئے۔ اس بارہ میں آپ کے دلی احساسات کا درج ذیل تحریر سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے:

جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو برے الفاظ میں یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔

(پیغام صلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 458)

حضرت مسیح موعودؑ کا توہین رسالت کا غم اپنی جان پر لینا

توہین رسالت کی ہر ناپاک کوشش مومنوں کے دل کو شدید صدمہ پہنچاتی ہے۔ اس صدمہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح اپنی جان پر لیا، وہ آپ کی درج ذیل تحریروں سے خوب روشن ہے اور سب مومنوں کے لئے ایسے حالات میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

1۔ ''اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو وَاللّٰہِ ثُمَّ وَاللّٰہِ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دُکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول ﷺ کی کی گئی، دُکھا''۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 52)

اسی طرح فرمایا:۔

2۔ ''میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھے نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک ﷺ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو حضرت خیر البشر ﷺ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم! اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش''۔

(ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15)

توہین رسالت کی روک تھام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گرانقدر مساعی

1۔ انگریزی حکومت کے دوران جب پادریوں نے برصغیر میں عیسائیت کے پھیلاؤ کے لئے خصوصی مہم شروع کی تو دیگر حربوں کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کے خلاف من گھڑت اور غیر مستند اسلامی کتب میں سے کمزور روایات کی بنیاد پر طعن و تشنیع کا بازار گرم کر دیا۔ موقع دیکھ کر آریہ اور ہندو پنڈت بھی میدان میں کود پڑے۔ یہ صورتحال حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں یوں تھی۔

''ہمارے مذہبی مخالف صرف بے اصل روایات اور بے بنیاد قصوں پر بھروسہ کر کے جو ہماری کتب مسلمہ اور مقبولہ کی رو سے ہرگز ثابت نہیں ہیں بلکہ منافقوں کی مفتریات ہیں ہمارا دل دکھاتے ہیں اور ایسی باتوں سے ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ کی ہتک کرتے ہیں اور گالیوں تک نوبت پہنچاتے ہیں جن کا ہماری معتبر کتابوں میں نام و نشان نہیں۔''

(آریہ دھرم بحوالہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 84)

1۔ اگر مخالفین کو اس بات کا پابند کیا جا سکتا کہ وہ اپنے اعتراضات صحاح ستہ اور دیگر مستند کتابوں تک محدود رکھیں تو توہین رسالت کے اس سیلاب کی روک تھام ممکن ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے 22 ستمبر 1895ء کو 704 افراد کے دستخطوں کے ساتھ ایک نوٹس دیا اور وائسرائے ہند سے درخواست کی کہ تعزیرات ہند کی دفعہ 298 جس کے تحت سوچ بچار کر مذہب کی نسبت کسی شخص کا دل دکھانے کی نیت سے کوئی بات کہنا یا کوئی آواز نکالنا قابل تعزیر جرم تھا میں توسیع کرتے ہوئے یہ قانون پاس کرے کہ آئندہ مذہبی مباحثات میں ہر فرقہ پابند ہوگا کہ:

اول: وہ ایسا اعتراض کسی دوسرے فرقہ پر نہ کرے جو خود اس کی الہامی کتاب یا پیشوا پر وارد ہوتا ہو۔

دوم: دوسرے فرقہ کی صرف انہی کتابوں پر اعتراض کرے جو اس کے نزدیک مُسلَّم ہوں۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 538-539)

یہ برصغیر میں توہین رسالت کی روک تھام کے لئے پہلی بنیادی کوشش تھی۔

2۔ 1897ء میں ایک عیسائی نے ایک اور اشتعال انگیز کتاب ''امہات المومنین'' شائع کی۔ تو 24؍ فروری 1898ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی گزشتہ تحریک کو دہرایا اور ایک مزید تجویز دیتے ہوئے فرمایا:

'میرے نزدیک ایسی فتنہ انگیز تحریروں کو روکنے کے لئے بہتر طریق یہ ہے کہ گورنمنٹ عالیہ یا تو یہ تدبیر کرے کہ ہر ایک فریق مخالف کو ہدایت فرما دے کہ وہ اپنے حملہ کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے اور صرف ان کتب کی بنا پر اعتراض کرے جو فریق مقابل کی مُسلَّم اور مقبول ہوں اور اعتراض بھی وہ کرے جو اپنی مُسلَّم کتابوں پر وارد نہ ہو سکے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ یہ نہیں کر سکتی تو یہ تدبیر عمل میں لاوے کہ یہ قانون صادر فرما دے کہ ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اور دوسرے فریق پر ہرگز حملہ نہ کرے۔'

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 17 مطبوعہ 1986ء)

3۔ آنحضرت ﷺ کی سچائی اور آپ کی پاکیزہ زندگی پر کئے جانے والے تمام ناپاک اعتراضات کا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں شافی جواب تحریر فرمایا ہے۔ بعض مخالفین کی افتاد طبع کے پیش نظر آپ نے الزامی جواب بھی دیئے ہیں۔ آپ کا یہ علم کلام اس باب میں گویا حرف آخر ہے اور اس موضوع پر معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ۔

4۔ حضرت مسیح موعودؑ نے صرف دشمنان اسلام کے آنحضرت ﷺ پر ناپاک اعتراضات کے جوابات ہی نہیں دیئے۔ آپ نے اپنی تحریرات و ملفوظات میں حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے حسن کو خوب نکھار کر دنیا کے سامنے پیش کیا اور ایک ایسی جماعت قائم فرمائی جو آپ کے بعد خلافت اسلامیہ احمدیہ کے زیر

قیادت ساری دنیا میں آنحضرتؐ کی عزت وعظمت کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔

توہین رسالت کو روکنے کے لئے جماعت احمدیہ کی مزید ٹھوس مساعی

1۔ 1927ء کے آخر میں ایک دریدہ دہن آریہ نے کتاب رنگیلا رسول شائع کی اور امرتسر کے ایک ہندو رسالہ ورتمان نے ایک بے حد دلآزار مضمون لکھا۔ تو جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اس پر جہاں اپنے مومنانہ ردّعمل کا اظہار فرمایا وہیں مومنوں کی رہنمائی بھی کی اور حکومت کو بھی اس قسم کے واقعات کی روک تھام کے لئے فوری کارروائی کی طرف توجہ دلائی۔ آپ کی اس مساعی کا عام طور پر خیر مقدم کیا گیا۔ ایسا ایک تبصرہ درج ذیل ہے۔

" جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں آپ ہی کی تحریک سے ورتمان پر مقدمہ چلایا گیا۔ آپ ہی کی جماعت نے رنگیلا رسول کے معاملہ کو آگے بڑھایا۔ سرفروشی کی اور جیل جانے سے خوف نہیں کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب کو انصاف وعدل کی طرف مائل کیا "

(اخبار مشرق گورکھپور 23 ستمبر 1927ء)

2۔ مقدمہ ورتمان کے فیصلہ سے قانون کا ناقص ہونا ظاہر ہوگیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ناموس پیشوایانِ مذہب کے تحفظ کے لئے ایک نیا مسودہ قانون تجویز کیا اور شملہ میں صائب الرائے لیڈروں سے اس پر تبادلہ خیالات کے بعد اسے شائع کیا۔ ہندوستان ٹائمز نے اسے نہایت اہم اور ضروری قرار دیا۔ آپ کی اس جدوجہد کے نتیجہ میں آپ کی شملہ سے واپسی کے نو دن بعد حکومت ہند ایک نیا قانون پیش کرنے پر رضامند ہوگئی اور بالآخر اسمبلی نے ایک نئی دفعہ کا اضافہ منظور کرلیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 613)

1927ء میں انڈین پینل کوڈ میں شامل کی جانے والی یہ دفعہ A-295 تھی جو اب تک موجود ہے۔

3۔ قرآن وحدیث کی رہنمائی میں اس مسئلہ کے حل کے لئے آپ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کو عام کرنا تجویز کیا اور فرمایا:

"لوگوں کو آپؐ پر حملہ کرنے کی جرأت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ آپ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں یا اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں دوسرے لوگ ناواقف ہیں اور اس کا ایک ہی علاج ہے جو یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دیئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپؐ کے حالات زندگی اور آپؐ کی پاکیزگی سے آگاہ ہوجائے اور کسی کو آپؐ کے متعلق زبان درازی کرنے کی جرأت نہ رہے۔"

(الفضل قادیان 4 مئی 1928ء)

اس مقصد کے لئے آپ نے ایک مقررہ تاریخ پر ملک بھر میں سیرت النبی ﷺ کے علمی اور ہمہ گیر جلسوں کا انعقاد کروایا۔ اخبار پیشوا دہلی نے خبر دی۔

"17/جون کو قادیانی جماعت کے زیر اہتمام تمام ہندوستان میں فخر کائنات کی سیرت پر ہندوستان کے ہر خیال اور طبقہ کے باشندوں نے لیکچر دیئے۔"

(اخبار پیشوا دہلی 8/جولائی 1928ء)

توہین رسالت کی مذموم بیرونی کوشش

جن دلوں پر قفل لگے ہوں اور آنکھیں روشن نہ ہوں وہ اپنی بدقسمتی سے آنحضرت ﷺ کے عظیم مقام اور مرتبہ سے لاعلم رہ کر آپؐ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے دور کے ایسے بدنصیبوں کی پیروی میں بعد میں بھی ایسے لوگوں نے ان مذموم کوششوں کو جاری رکھا۔ برصغیر میں انگریزوں کے دور میں عیسائی پادریوں اور آریوں نے ان حملوں میں اور بھی شدت کردی اور رنگیلا رسول اور امہات المومنین جیسی بدنام زمانہ کتابیں لکھی گئیں اور آج سلمان رشدی اور کارٹون بنانے والوں نے اس راہ پر چل کر اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

جوابی ردّعمل

آنحضرت ﷺ کی محبت اور تعلق کے سبب ایسے واقعہ پر دکھے دلوں کے ساتھ ملک بھر میں احتجاج کی لہر دوڑ جاتی ہے اور جلسے جلوس تقریروں اور نعروں کے ذریعہ غم وغصہ کا اظہار ہوتا ہے۔ ہڑتالیں کی جاتی ہیں کاروبار بند کئے جاتے ہیں اور اپنے ہی لوگوں کی جائیدادیں اور املاک توڑی پھوڑی اور جلائی جاتی ہیں۔ متعلقہ ملک کے بائیکاٹ اور مجرم کو سزائے موت کے مطالبات ہوتے ہیں۔ چند دن میڈیا پر بھی یہی چرچا رہتا ہے۔ سیاسی اور مذہبی لیڈر خوب بیان دیتے ہیں اور پھر خاموشی ہوجاتی ہے تاوقتیکہ پھر کوئی واقعہ ہو۔ یہ جذباتی ردّعمل صرف جوش کا اظہار ہے اور اس سے مسلمان خود اپنا نقصان کر رہے ہوتے ہیں جس سے بالواسطہ دشمن کو ہی فائدہ ہوتا ہے۔ پھر یہ مسئلہ کا حل نہیں کیونکہ برائی کو مٹانے کے لئے یہ ردعمل اس طریق کے مطابق نہیں جو قرآن وسنت میں بتایا گیا ہے

"ہم سب توہین رسالت کے مجرم"

15 سال پہلے ماہنامہ حکایت لاہور میں مذکورہ بالا عنوان کے تحت ایک طویل مضمون میں لکھا گیا:۔

'بڑوں کا حکم نہ ماننا اور ان کی پند ونصیحت کو نظر انداز کرنا ان کی گستاخی اور توہین ہے۔۔۔۔۔۔ اپنے ملک میں سیاست میں، معاشرت میں، دینی حلقوں میں، سرکاری شعبوں میں، قومی سطح پر، انفرادی زندگی میں، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا وہ کون سا حکم ہے جس کی ہم پرواہ کر رہے ہیں؟ **اللہ کی بتائی ہوئی راہ سے بے راہ روی! رسول اللہ ﷺ کی رہبری سے سرکشی! یہ ہے گستاخی رسولؐ اور یہ ہے توہین رسالتؐ**'۔

(ماہانہ حکایت لاہور اکتوبر 1996ء)

مضمون میں کسی حکم کی نشاندہی نہیں کی گئی لیکن درج ذیل ایسے تین بڑے ارشاد اکثر افراد کے علم میں ہیں:

i- آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا (ایک زمانہ آئے گا) ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین ہوں گے ان میں سے فتنے اٹھیں گے اور انہی میں لوٹ جائیں گے۔

(مشکوۃ کتاب العلم صفحہ 38 وکنز العمال 43/6)

مگر اب عوام نے ان علماء کو نہ صرف اپنا دینی بلکہ سیاسی رہنما بنا رکھا ہے۔

ii- آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب تم مہدی کو پاؤ تو اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف کے تودوں پر سے گزر کر جانا پڑے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 30)

نیز فرمایا: جس شخص کو مسیح موعود سے ملنا نصیب ہو وہ انہیں میرا اسلام پہنچادے۔ (درِمنثور 2/405)

مگر عوام نے اس منصب کے دعویدار کی صداقت کو پرکھے بغیر اسے ردّ کر دیا اور اس کے انکار کو اپنے ایمان کی شرط بنالیا۔

iii- آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ 'میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی لیکن ایک فرقہ کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے'۔

(ترمذی کتاب الایمان)

پاکستان کی قومی اسمبلی نے 1974ء میں اس سے بالکل اُلٹ فیصلہ کیا کہ 72 درست ہیں اور ایک غلط۔

اجتماعی توہین؟

یہاں یہ پہلو بھی قابل ذکر ہے کہ جس طرح نافرمان بیٹے اپنی حرکتوں کی وجہ سے اپنے والد کی بدنامی کا باعث ہوتے ہیں اس وقت آنحضرت ﷺ کے نام لیوا جس طرز زندگی کو اپنائے ہوئے ہیں وہ اس تعلیم اور طریق کے مطابق نہیں جو آپؐ نے عطا فرمایا۔ آپ نے امن وآشتی کی تعلیم دی۔ آپؐ نے مذہبی رواداری کی عظیم مثالیں قائم فرمائیں۔ آپؐ نے تعاون اور امداد باہمی کا درس دیا جبکہ آج آپؐ کے نام پر ملک میں فساد، دہشتگردی، خودکش حملوں کے ذریعہ بے گناہ انسانوں کی موت کا سامان عام ہے۔ تعصب اور تنگ نظری کا چلن ہے، رواداری کا فقدان ہے اور عقیدہ کا اختلاف اہلیت پر مقدم اور حق چھین لینا جائز قرار پایا ہے۔ آپؐ نے ہر مومن مرد وعورت کو حصول علم کا حکم دیا جبکہ ملک میں جہالت عام ہے۔ آپؐ نے انصاف کی تعلیم دی اور قرآن نے فرمایا کہ کسی قوم کی دشمنی بھی ناانصافی کا باعث نہیں ہونی چاہئے جبکہ ملک میں انصاف ناپید ہے۔ بسا اوقات انصاف کے متلاشی اس تلاش کو اگلی نسل کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ غربت انسان کو کفر کے قریب کر دیتی ہے اور ملک کی 40 فیصد آبادی غربت کی آخری سطح سے بھی نیچے زندگی گزار رہی ہے اور انہیں تین وقت کی روٹی بھی میسر نہیں۔ باقی ضروریات زندگی تو ایک خواب ہی ہیں۔

کیا آنحضرت ﷺ کے نام لیواؤں کی یہ جہالت، ناانصافی اور غربت آپؐ کی توہین نہیں؟

راہ محبت

توہین رسالت کے واقعات پر غم وغصہ کا اظہار اور جان لینے اور دینے کی باتیں اس محبت کے سبب ہوتی ہیں جو مومن اپنے دل میں اپنے پیارے رسول ﷺ سے رکھتے ہیں۔ لیکن اس طرح محبت کے اظہار میں کئی پہلو تشنہ عمل رہ جاتے ہیں۔ محبت تو اپنے آپ کو محبوب کے رنگ میں ڈھالنے کا نام ہے۔ انہی معنوں میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا عبد بننے کے لئے تخلیق فرمایا اور اسے اللہ کا رنگ اپنانے کا حکم دیا کہ وہ ان صفات حسنہ کا پرتو اپنے وجود میں پیدا کرے اور روحانی ترقی کرتا جائے۔ آنحضرت ﷺ اس سفر کے وہ مسافر تھے جو قرب الٰہی کی انتہائی بلندیوں تک پہنچے اور صفات الٰہیہ کے مظہر اتم ٹھہرے۔ ہم جو آپؐ کے نام لیوا ہیں اور آپ سے محبت رکھتے ہیں ہمارے لئے یہی راستہ ہے کہ ہم اس محبت کے اظہار میں آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور اسوہ حسنہ کو اپنائیں اور انہیں اپنی زندگی میں جاری کر کے خود بھی روحانی ترقی حاصل کریں اور توہین رسالت کی ہر بے جا کوشش پر اسی محبت کے ناطے آپ پر بکثرت درود پڑھ کر اپنے درد ورنج کو بھلانے کی کوشش کریں تا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ پر رحمتوں کی بارشیں فرمائے اور دشمن کی ہفوات مٹی میں مل جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ہمارے لئے نشان راہ ہے۔

"تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔"

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

اللہ کرے کہ ہم اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد ﷺ سے اپنی محبت کا عملی اظہار کرنے کی توفیق پائیں تا کہ ہمارے وجود نورِ محمدی سے روشنی پائیں اور ہم اس روشنی سے محروم انسانیت کو بھی راستہ دکھانے والے ہوں اور ہمارا شمار دنیا کو امن وسلامتی دینے والوں میں ہو نہ کہ اس کے برخلاف۔ آمین

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

(درثمین)

ضروری تصحیح

۔ بدر ۱۳/ستمبر ۲۰۱۲ صفحہ اوّل میں محترمہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ کی وفات کی خبر دی گئی ہے۔ اس کے بقیہ صفحہ ۷ کالم ایک پر سہواً "بقیہ: صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی وفات" لکھا گیا ہے۔ جبکہ یہ "بقیہ: صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ کی وفات ہے" احباب اس کی درستی کرلیں۔ ادارہ بدر اس کیلئے معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

توہین رسالت ﷺ پر
احباب جماعت احمدیہ بھارت کا ردعمل

سرور کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سیرت طیبہ پر حالیہ دنوں گھناؤنی فلم بنا کر حملہ کیا گیا ہے۔ تمام احمدی مسلمانوں کے دل اس ذلیل گری ہوئی حرکت سے پارہ پارہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی محبت ہر احمدی کی روح کی غذا ہے۔ آپؐ کی سیرت پر ہوئے اس ناپاک حملہ کی تردید میں بہت سے مضامین موصول ہوئے ہیں۔ احباب جماعت کی ترجمانی کرتے ہوئے چند نمائندہ مضامین قارئین بدر کے لئے پیش خدمت ہیں۔ (مدیر)

❁ محمد ایوب ساجد مینجر بدر لکھتے ہیں:۔

حضرت سید الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی شان اقدس میں کسی طرح کی گستاخی کرنا عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی فرد سے یا قوم سے آپ ﷺ کی ذات اقدس میں بداخلاقی اور بدتمیزی کا ناپاک اظہار ہوا، اللہ تعالیٰ کے عذاب نے اس کو دنیا سے ہی نیست و نابود کر دیا۔ بحیثیت ایک مسلمان کے ہمارے دل پارہ پارہ ہیں لیکن خدائی وعدہ پر کامل ایمان ہے کہ ضرور کفر دنیا سے مٹ جائے گا اور شانِ محمدی ﷺ اپنے مقدس نور سے دنیا کو منور کرے گی۔ انشاء اللہ۔

مذاہب عالم کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ہر فیصلہ آسمان پر ہوتا ہے اور ہر فتح آسمان سے آتی ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ زمین و آسمان کے فرشتے جس پاک رسول پر درود بھیجتے ہیں زمینی کیڑوں کی بے ہودہ گوئی سے اس کی شانِ اقدس میں کوئی فرق آئے ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے کہ جہاں وہ اس بے ہودہ گوئی پر کراہت اور غم غصہ کا اظہار کرے وہاں پہلے سے بڑھ کر فرشتوں کی آواز سے اپنی آواز ملا کر محمد مصطفیٰ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجے اللہ تعالیٰ ساری جماعت کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁ مولوی ایاز رشید عادل صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں: مسلمانوں پر دو طرفہ حملے شروع ہو چکے ہیں ایک تو امریکہ اور اس کے حلیفوں نے مسلم ممالک کو ایک ایک کر کے نشانہ بنانا شروع کیا ہے تو دوسری طرف یورپ کے متعصب پادریوں اور بعض دانشور کہلانے والوں نے اسلام پر اور آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر ناپاک حملے کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں تو ہمیں ہمارے پیارے موجودہ امام سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سمجھایا ہے کہ تمام دنیا کے احمدی تبلیغ اسلام کے جہاد میں تیزی لائیں اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم دنیا میں ایک طرف قرآن مجید کی روشنی میں ان ناپاک اعتراضات کے جواب دیں تو دوسری طرف آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کے حسین پہلوؤں کو دُنیا کے سامنے رکھیں اور دُنیا کے سامنے یہ واضح کریں کہ جو تعلیمات آنحضرت ﷺ نے دی ہیں اور جن پر آپ نے اپنی حیات طیبہ میں عمل کر کے دکھایا ہے اس کی پیروی میں بنی نوع انسان کی نجات وابستہ ہے۔

❁ شمیم احمد غوری اُستاد جامعہ احمدیہ قادیان لکھتے ہیں: آج کل مسلم ملکوں میں خصوصاً دین اسلام کو ماننے والوں میں یہ شور برپا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سیرت پر توہین آمیز فلم بنائی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ سے عشق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلام مخالف طاقتوں کے خلاف نعرے بازی کی جا رہی ہے ملکوں کے جھنڈوں کو نظر آتش کیا جا رہا ہے۔ اپنے ہی ملک کی املاک کو ضائع کیا جا رہا ہے۔ سڑکوں پر ٹائروں کو جلا کر پولیس پر پتھراؤ کے ذریعہ اور کئی جگہ قومی تعطیل کے ذریعہ اپنے عشق رسول کو ظاہر کیا جا رہا ہے۔ افسوس صد افسوس۔ مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ رسول جو امن کی تعلیم لیکر آیا جس نے ساری زندگی امن و آشتی کی تعلیم کو پھیلایا آج اُسی کے نام پر مسلمانان دین اُسی کی تعلیمات کے خلاف کارگزاریاں کر رہے ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسی کاروائیوں سے کیا فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔ کیا اس طرح کے احتجاجوں سے آنحضرت ﷺ کا مقام دنیا کی نظر میں بڑھ جائے گا؟ ہرگز نہیں۔

آنحضرت ﷺ کی توہین کا جواب دینا ضروری ہے لیکن یہ طریق جو آج مسلمانوں کی طرف سے اپنائے جا رہے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کر ہم آپ ﷺ کا دفاع کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ امن کی تعلیم کو دُنیا میں لیکر آئے آپ کی امن کی تعلیم کو دنیا میں پھیلا کر آپ کی توہین کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ایسے لغو و بے فائدہ احتجاجوں کو ترک کر کے ایک جھنڈے تلے جمع ہوں ایک قیادت میں آنحضرت ﷺ کی توہین کا جواب آپ ﷺ کے دین کی اشاعت کے ذریعہ دیں آپ ﷺ کی سیرت پاک کو دُنیا میں پھیلائیں اور ان مغربی اقوام کے دلوں میں جو اسلام مخالف عنصر ترقی کر رہا ہے اس کو ختم کرنے کی کوشش کریں امن کے ذریعہ کریں نہ کہ غلط قسم کے احتجاج کے ذریعہ۔ یہ امن و صلح کا احتجاج ہی اصل احتجاج ہوگا اگر ہم آنحضرت ﷺ سے سچا عشق کرنے کے دعویدار ہیں۔ سڑکوں پر نکل کر پتھراؤ کرنے سے اور اپنے ہی ملک کی املاک کو نقصان پہنچانے سے ہم اسلام کی خدمت نہیں کریں گے بلکہ اسلام دشمنوں کی مدد کریں گے۔ اللہ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا کرے۔ آمین۔

❁❁❁

خلافت خامسہ کے مبارک عہد میں مرکزی سطح پر جاری ہونے والا اردو ماہنامہ
''موازنۂ مذاہب''

خلافت خامسہ کے مبارک عہد میں مرکزی سطح پر جاری ہونے والے رسائل میں سے ایک اہم رسالہ ''ماہنامہ موازنۂ مذاہب'' ہے جو دسمبر 2011ء سے ہر ماہ باقاعدگی سے یوکے سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ ماہوار رسالہ اردو زبان میں ہے اور اس کے ایڈیٹر سلسلہ احمدیہ کے ممتاز و متبحر، جید عالم مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر ہیں۔ آپ سپین اور امریکہ میں امیر و مشنری انچارج کے طور پر خدمات بجا لاتے رہے ہیں۔ اسی طرح مرکز میں بھی ممتاز عہدوں پر کام کرنے کے علاوہ ایک لمبا عرصہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں حدیث اور موازنۂ مذاہب کے پروفیسر کے طور پر اور پھر پرنسپل کی حیثیت سے بھی خدمت کی سعادت حاصل رہی ہے۔ اور ان دنوں حضور انور ایدہ اللہ کے ارشاد کے مطابق ریسرچ سیل، صلیب سیل اور نور فاؤنڈیشن کے نگران کی حیثیت سے اہم خدمات انجام دینے کی توفیق پا رہے ہیں۔

ماہنامہ موازنۂ مذاہب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ایک علمی و تحقیقی رسالہ ہے جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ایک عرصہ سے اردو زبان میں جماعتی طور پر ایسے رسالہ کی ضرورت محسوس ہوتی تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اس رسالہ کے ذریعہ پوری ہو رہی ہے۔

92 صفحات پر مشتمل یہ رسالہ مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر کی زیر ادارت تیار ہوتا ہے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ایڈیشنل وکالت تصنیف لندن رقیم پریس اسلام آباد سے اس کی طباعت کا اہتمام کرتی ہے جبکہ ایڈیشنل وکالت اشاعت لندن اس کی ترسیل کا کام انجام دیتی ہے۔

اس رسالہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات عالیہ کے علاوہ اب تک دیگر مختلف سکالرز کے جو مضامین شائع ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے عنوانات درج ذیل ہیں۔

احادیث نبویہ مبارکہ کا مقدس مقام۔ تحقیقی مقالہ: پادری وہیری کے قرآن مجید پر اعتراضات اور ان کا جواب، تحقیقی مقالہ: نقوش گم کردہ۔ حضرت عیسیٰ ناصری علیہ السلام کی حقیقی شباہت کی تلاش۔ سیرت نگاری اور سیرت و سوانح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ بنیادی مأخذ۔ تعارف کتاب: تاریخ ہندوستان۔ عربی زبان کا مقام دنیا کی دوسری زبانوں میں۔ چرچ کی سات بڑی غلطیاں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا شعور نبوت۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت و سوانح پر لکھی جانے والی کتب اور مقالہ جات مطبوعہ و غیر مطبوعہ۔ تعارف کتاب: The Ahmadiyya Movement, A History and Prospective۔ افغانیوں کا بنی اسرائیل ہونے کا دعویٰ تاریخی اور اثریاتی حقائق کی روشنی میں۔ تبتی انجیل۔ تعارف کتاب: A new life of Jesus۔ اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق۔ Quranic Archaelogy: مصر کے آثار قدیمہ سے قرآن کی صداقت کا ایک ثبوت۔ تعارف کتب: واقعات کشمیر تاریخ کشمیر اعظمی۔ ٹیورین کی چادر پر تصویر کیسے آئی؟۔ مرہم الحوارین (Ointment of Jesus)۔ براعظم آسٹریلیا کے قدیم مذاہب۔ تعارف کتاب: وقائع سیر و سیاحت۔ تعارف کتاب: جان ڈیون پورٹ کی کتاب An Apology for Muhammad and the Koran۔ پرانے عہد نامہ کا عمومی تعارف اور استثناء کی کتاب پر ایک نظر۔ آغاز کائنات اور مذاہب عالم۔ چودہ صدیوں کی تاریخ اسلام میں لکھی جانے والی ایک لاجواب کتاب ''براہین احمدیہ''۔ پروفیسر وگلری کی کتاب An Interpretation of Islam کا تعارف۔ Crow: A very misunderstood Bird۔ ولادت مسیح کے قرآنی بیان کی عظمت۔ The Jesus Gatherer۔ تحریف انجیل۔ کشمیر میں بنی اسرائیل کی آبادی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قیام کی تاریخی حقیقت۔

ان عنوانات سے قارئین اس رسالہ کی بلند پایہ علمی و تحقیقی حیثیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ان میں بعض موضوعات پر کئی اقساط میں مضمون شائع ہوئے ہیں۔

رسالہ کے حصول کے لئے اس کے پبلشر سے حسب ذیل ایڈریس پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

I. Wakalat-e-Tasneef
Islamabad
2 - Sheephatch Lane
Tilford, Farnham
Surrey, GU10 2AQ. UK

اگر آپ اس رسالہ کے لئے اپنے علمی و تحقیقی مضامین یا آراء بھجوانا چاہیں تو حسب ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ کریں۔

muwazna@gmail.com

❁❁❁

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی 2012ء

ہم احمدی مسلمان ایمان رکھتے ہیں کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو اسلام کی سچی تعلیمات کی طرف ہدایت دینے کیلئے بھیجا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر اسلام پر اٹھنے والے تمام اعتراضات رفع کئے اور اس کی اصل اور حقیقی تعلیم پیش کی۔ احمدی مسلمان انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان تعلیمات کو پھیلاتے رہیں گے۔

اگر کوئی اسلام کی تعلیمات کا اصل نمونہ اور مثال دیکھنا چاہتا ہے تو اسے احمدی جماعت کی طرف دیکھنا چاہئے۔

جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کے دوسرے روز غیر احمدی اور غیر مسلم جرمن مہمانوں کے ساتھ منعقدہ اجلاس میں اسلام کی عالمگیر تعلیم امن و انصاف کے حوالہ سے حضور انور کا بصیرت افروز خطاب

قسط: ششم

(رپورٹ مرتبہ: عبد الماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

بقیہ: 2؍ جون 2012ء بروز ہفتہ

جرمن مہمانوں سے ملاقات

پروگرام کے مطابق چار بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن مہمانوں کے ایک پروگرام میں شرکت کے لئے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ اس پروگرام میں جرمنی کے مختلف شہروں سے آنے والے 410 غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں کے علاوہ، بلغاریہ، البانیہ، مالٹا، تیونس، کوسووو، مراکش، سپین، اٹلی، آئس لینڈ، میسیڈونیا، سلووینیا، تاجکستان، بوزنیا، ہنگری، ترکی، ایران، فرانس، بنگلہ دیش اور لتھوانیا سے آنے والے وفود بھی شامل تھے۔

جماعت کے تعارف اور سوال و جواب کے حوالہ سے یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر اس پروگرام کا آخری سیشن تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ کے ساتھ شروع ہوا۔ بعد ازاں چار بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہمانوں سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جرمنی کے دوسرے روز غیر احمدی و غیر مسلم جرمن مہمانوں سے خطاب

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی میں تمام غیر احمدی مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں جو یہاں جرمنی میں ہماری جماعت کے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کے لئے آئے ہیں اور میں آپ سب کا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ آپ اس تقریب جو کہ غیر احمدی مہمانوں کے لئے منعقد کی گئی ہے کو رونق بخش رہے ہیں۔ یہ شمولیت مذہب سے آپ کے لگاؤ کی نشاندہی کرتی ہے اور یہ خاص طور پر اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ آجکل کے دَور میں بہت کم ایسے افراد ہیں جو مذہب میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ اگرچہ جرمنی ملک ایک عیسائی قوم کے طور پر جانا جاتا ہے، جہاں آبادی کی ایک کثیر تعداد عیسائیت سے تعلق رکھتی ہے تاہم اعداد و شمار کے مطابق صرف 13 فیصد کے لگ بھگ افراد ہی باقاعدگی سے چرچ جاتے ہیں یا عملی طور پر مذہب کی پیروی کرتے ہیں۔ اصل میں یہ عدد بھی آہستہ آہستہ کم ہو رہا ہے اور اسی طرح عملی طور پر مذہب سے لگاؤ بھی بہت ہی کم ہے۔ یقیناً دور حاضر میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد ہے جو خدا تعالیٰ کے وجود کو کلیۃً ردّ کر چکی ہے۔ اس صورتحال میں آپ کی ایک خالصۃً مذہبی تقریب میں شرکت اور اسلام کو جاننے کے لئے آپ کی کوشش نہ صرف آپ کی مذہب میں دلچسپی ظاہر کرتی ہے بلکہ آپ کی برداشت اور وسیع النظری کی بھی آئینہ دار ہے۔

ان چند الفاظ کے بعد مَیں اپنی تقریر کے مرکزی حصہ کی طرف آتا ہوں اور آپ کو اسلام کی حقیقی تعلیمات کے بارے میں بتاتا ہوں۔ جیسا کہ آپ نے یقینی طور پر اپنے احمدی دوستوں سے سنا ہوگا کہ ہم جو احمدی مسلمان ہیں یہ اسلام کا ایک فرقہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ اگرچہ تمام مذاہب اصل میں خدا تعالیٰ کے نبی کے ہاتھوں شروع ہوئے لیکن ان میں وقت کے ساتھ ساتھ گراوٹ آتی گئی۔ اس طرح اس مذہب کے پیروکاروں کی اکثریت مذہب کی اصلی اور بنیادی تعلیمات سے دُور ہوتی گئی۔ اس اخلاقی گراوٹ کو دیکھتے ہوئے اور اس تاریک دور کو ختم کرنے کے لئے اور دنیا کو روشنی سے منور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنے چنیدہ نمائندوں کو بھیجتا ہے تا وہ انسانوں کی راہنمائی کریں۔ یہ چنیدہ یا تو پہلے سے بہتر یا نئی تعلیمات دے کر بھیجا جاتا ہے یا پھر گزشتہ نبی کی حقیقی تعلیمات کو دوبارہ سے زندہ اور نافذ کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس کی ایک واضح مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، جب خدا تعالیٰ نے انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تقریباً 1400 سال بعد بھیجا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہ تعلیمات جو حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے، اپنی حقیقی اور اصل شکل میں ازسرنو پیش کیں اور جو بھٹکے ہوئے تھے ان کی راہنمائی کی۔ اس لئے یہ ہمیشہ سے ہی الٰہی سنت ہے اور اس پر خدا تعالیٰ نے کوئی مہر نہیں لگا دی اور نہ ہی اس سلسلہ کو ختم کیا ہے۔ درحقیقت ہم یقین رکھتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ نے یہ دیکھا کہ بنی نوع انسان ترقی کے اس معیار پر پہنچ چکا ہے جہاں وہ اس قابل ہے کہ بہترین اور مکمل شریعت کو قبول کر سکے اور اس کی تفہیم حاصل کر سکے تو اس وقت خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی شکل میں مکمل ضابطۂ حیات دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ قرآن کریم خود بیان کرتا ہے کہ اس کی تعلیمات کے ذریعے مذہب اپنے کمال اور نقطۂ عروج کو پہنچ گیا۔ سورۃ الحجر آیت 10 میں اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ: ’’یقیناً ہم ہی نے یہ ذکر اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں‘‘۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کا متن آج بھی بعینہٖ وہی ہے جو کہ 1400 سال قبل تھا۔ یہ وہی متن ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا تھا۔ قرآن خدا تعالیٰ کا سچا کلام ہے کیونکہ جب بھی قرآن کریم کا کچھ حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ (رضوان اللہ علیہم) کے سامنے وہ پڑھ کر سناتے اور وہ صحابہ ان الفاظ کو اسی طرح جس طرح نازل کیا گیا تھا زبانی یاد کر لیتے اور ضبط تحریر میں لے آتے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی عالم، مجدد یا ولی نے یہ ہمت کی ہو یا خواہش کی ہو کہ قرآن کریم کے اصل متن میں کوئی تبدیلی کرے۔ تاہم بدقسمتی سے چند ناقدین ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے مستند ہونے پر سوال اٹھائے ہیں۔ ابھی حال ہی میں اس مسئلہ پر ایک کتاب لکھی گئی ہے جس میں مصنف نے کہا ہے کہ قرآن کریم کے حتمی متن پر تو مسلمان 1924ء میں آکر متفق ہوئے ہیں۔ جبکہ یہ بالکل غلط اور اسلام اور قرآن کریم کے خلاف ایک جھوٹا پروپیگنڈا ہے۔ دنیا کے مختلف علاقوں میں متعدد قدیم لائبریریاں موجود ہیں جہاں آپ قرآن کریم کے صدیوں پرانے نسخے دیکھ سکتے ہیں۔ اگر آپ ان نسخہ جات کو آج کے قرآن سے ملائیں تو آپ دیکھیں گے کہ قرآن کریم کا ایک لفظ یا نقطہ بھی ایسا نہیں جو تبدیل کیا گیا ہو یا کسی بھی طور سے مختلف ہو۔ قرآن کریم کے اپنی اصل شکل میں ہونے کے بارے میں بہت سے مستشرقین اور تاریخ دانوں نے بھی تحریر کیا ہے اور کھل کر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ اس بات میں کوئی بھی شک نہیں کہ قرآن کریم اپنی اسی حالت میں موجود ہے جس حالت میں نازل ہوا تھا اور یہ ایک عظیم امتیاز ہے جو اسے حاصل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے تو اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ سچی اور حقیقی تعلیمات جو اس میں بیان ہیں وہ ہمیشہ غالب رہیں گی اور ان کی حفاظت کی جائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کبھی بھی ایسا وقت آئے کہ لوگ اس کی تعلیم اور تفاسیر کو بگاڑ دیں اور سیاق و سباق سے ہٹ کر ان سے غلط مفہوم نکالیں تب اللہ تعالیٰ خود کارروائی کرے گا اور اپنا نمائندہ بھیجے گا جو دنیا کو پھر سے قرآن کریم کی اعلیٰ اور خوبصورت تعلیم پیش کر کے منور کرے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جیسا کہ مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ وقت کے ساتھ ساتھ ہر مذہب گراوٹ کا شکار ہوتا ہے اور اس کے پیروکار اصل تعلیمات سے دور جا پڑتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل میں اسلام کے تنزل کے بارے میں پیشگوئی فرمائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ نام نہاد مسلمان علماء تو موجود ہوں گے لیکن ان کی حالت ناپاک اور اسلام کی اصل تعلیم سے بالکل برعکس ہوگی۔ ایسے لوگ مذہب کی بجائے دنیاوی اور مادی خواہشات کو بہت زیادہ ترجیح دیں گے۔ ایسے وقت میں اگرچہ قرآن کے الفاظ یہی ہوں گے لیکن بہت ہی کم ایسے ہوں گے جو اسے سمجھیں گے اور اس کی اصل تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے۔ مساجد اپنا اصل مقصد یعنی خالصۃً خدا تعالیٰ کی عبادت کو پورا کرنے والی نہ ہوں گی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ جب ایسے حالات ہوں گے تو اللہ تعالیٰ مسیح محمدی کو نازل کرے گا جیسا کہ اس نے موسیٰؑ کے مسیحؑ کو نازل کیا تھا۔ وہ مسیح موعود جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کو ہدایت دینے کے لئے آنا ہے، وہ ایک طرف تو غیر مسلموں پر اسلام کی روشن تعلیم آشکار کرے گا اور دوسری طرف مسلمانوں کو بھی ان کے مذہب کی اصل تعلیمات سمجھائے گا۔ مسیح موعودؑ قرآن کریم کی حقیقی تعلیم اور اس کے معانی پیش کرے گا اور مسلمانوں کے تمام بٹے ہوئے فرقوں کو متحد کرنے کے لئے کوشاں رہے گا۔ لہٰذا اس کا کام یہ ہوگا کہ وہ حقیقی اسلام نافذ کرے تا دنیا ایسی جنت کا گہوارہ بن سکے جہاں امن، محبت اور پیار ہو۔ جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ جب انسان اپنی ترقی کے اس مقام کو پہنچ گیا جہاں وہ ایک مکمل پیغام اور تعلیم کو سمجھے اور اس پر عمل کرنے کے قابل ہو گیا، جب انسان اپنی ترقی کی آخری منزل کو پہنچ گیا تو اس دور میں ایسے نبی بھجوانے کی ضرورت نہ رہی جو کہ بعض ممالک یا علاقوں سے مخصوص ہوں۔ اس کی بجائے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ وقت آچکا ہے کہ کامل شریعت دے کر ایک ہی عالمگیر نبی کو بھیجا جائے جس کا فیض ہمیشہ جاری رہے۔ اس

وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ پر قرآن کریم نازل فرمایا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے عالمگیر نبی ہونے کے تعلق میں مخاطب ہوکر فرماتا ہے کہ :تُو کہہ دے کہ اے انسانو! یقینا میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔(سورۃ الاعراف آیت 159)

پھر ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔
(سورۃ الانبیاء آیت 108)

جب ایک شخص کو تمام لوگوں کے لئے رحمت کا باعث بنا کر بھیجا گیا ہو تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ یا اس کے سچے پیروکار کبھی بھی کسی شخص کے نقصان یا تکلیف کا باعث بنیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس تناظر میں ایک اعتراض جو اسلام پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتاً تمام بنی نوع انسان کے لئے رحمت تھے اور اگر اسلام انتہا پسندی کی تعلیم نہیں دیتا تو پھر ہم اسلام کے ابتدائی دور میں اور اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں جنگیں ہوتی کیوں دیکھتے ہیں۔ اور اگر اسلام امن کی تعلیم دیتا ہے تو ایسا کیوں ہے کہ آجکل کے دور میں نام نہاد دہشت گرد اور انتہا پسند مسلم تنظیمیں اتنی ظالم ہوتی جارہی ہیں کہ جتنی کبھی بھی نہ رہی ہوں گی اور اس کے باوجود وہ مسلسل اپنے نظریہ اور حرکات کا جواز نکالتے ہوئے انہیں اسلامی تعلیمات اور قرآن کریم کی تعلیم قرار دیتے ہیں۔

ان سوالات کا جواب دینے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کے ابتدائی دَور کی تاریخ سمجھیں اور اس کا علم حاصل کریں اور اس سلسلہ میں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے کئی سو سال بعد آنے والے جانبدار اور غیر منصف مؤرخین کی تحریرات نہیں لینی چاہئیں۔ بلکہ ہمیں ایسے مسلمان مؤرخین سے رجوع کرنا چاہئے اور ان کی کتب کا تجزیہ کرنا چاہئے جو اپنی تحقیق میں اصل اور مستند ذرائع بروئے کار لائے ہیں۔ یقینا ابتدائی اسلام کے متعلق ایسے مؤرخین کی تحریرات کی تائید اور تصدیق بعد میں آنے والے انصاف پسند اور مثبت سوچ رکھنے والے مصنفین نے بھی کی ہے۔ اس لئے ابتدائی اسلام کے اصل حالات جاننے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی تاریخ کے سب سے زیادہ مستند اور حقیقی ذرائع سے استفادہ کیا جائے۔ جب ایسے ذرائع دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں بہت سے مسلمان اپنے ایمان کی وجہ سے کفار کے ہاتھوں انتہائی ستائے گئے، ظلم کا نشانہ بنائے گئے اور دردناک اور وحشیانہ طریق پر مارے پیٹے گئے۔ مرد، خواتین، بچے سب کے سب خوفناک مظالم کا نشانہ بنائے گئے۔ مثال کے طور پر کچھ مسلمانوں کو دہکتے کوئلوں پر ننگے جسم لٹا دیا جاتا جبکہ دیگر کو تپتی ریت پر اس طور پر لٹایا جاتا کہ ان کے جسموں پر بھاری پتھر رکھے ہوتے تھے۔ پھر بعض ایسے بھی مسلمان تھے جن کی ٹانگیں درمیان سے چیر دی جاتیں جس سے ان کے جسم واقعتاً دو ٹکڑے ہو جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے خاندان اور تمام مومنین کو معاشرتی بائیکاٹ پر مجبور کرتے ہوئے اڑھائی سال تک ایک گھاٹی میں محصور کر دیا گیا جس کے باعث انہیں اشیائے خورونوش اور دیگر ضروریات زندگی تک بھی رسائی نہ ہوتی اور کئی کئی روز انہیں بھوکے، پیاسے رہنا پڑتا۔ مسلمان بچے اس نہ ختم ہونے والی تکلیف سے ناامیدی سے روتے بلکتے رہتے۔ لیکن کفار کو ذرہ بھر بھی رحم اور ترس نہ آتا۔ ایسے مظالم اور محرومیوں کو برداشت کرتے کرتے بعض اوقات مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان مظالم کے خلاف کھڑے ہونے اور بزور بازو کفار کا ہاتھ روکنے کے لئے اجازت طلب کرتے۔ لیکن ہر موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ایسا کرنے سے منع فرماتے اور صبر کی تلقین کرتے۔ جب ایک شخص اس حالت کو پہنچ جائے کہ اسے یقین ہوجائے کہ اس کی موت ناگزیر ہے تو طبعی طور پر انسان چپ چاپ مرنے کی بجائے مخالف سے لڑکر اسے ماردینے کو فوقیت دیتا ہے۔ اس کے باوجود جیسا کہ میں بتاچکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایسے موقع پر اپنے صحابہ کو ایسے سنگین حالات کا سامنا کرتے ہوئے بھی صبر و تحمل کی تلقین فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخالفین اسلام پر جوابی کارروائی کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ایک مشہور اٹالین مستشرق Laura Veccia Vaglieri ان حالات کے بارے میں تحریر کرتے ہوئے ان الفاظ میں تصدیق کرتی ہے: ’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی قریش کی تضحیک اور مظالم پر صبر کرنے والا‘‘۔

سالہا سال کی اس اذیت اور حق تلفی کے بعد مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے مکہ سے ہجرت کرلی اور کچھ عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اپنے صحابہؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ لیکن کفار مکہ نے ہجرت کے بعد بھی مسلمانوں کو چین کی زندگی بسر نہ کرنے دی اور ابھی دو سال بھی نہ گزرے تھے کہ کفار نے مدینہ کا رخ کیا اور مسلمانوں پر ایک شرانگیز حملہ کردیا۔ کفار کے عزائم تھے کہ مسلمانوں کا ایک ہی دفعہ ہمیشہ کے لئے صفایا کر دیا جائے۔ کفار کا لشکر بہت بڑا اور طاقتور تھا اور ان کے پاس اسلحہ اور دیگر سامان حرب کا ایک وسیع ذخیرہ تھا۔ اس کے مقابل پر مسلمان صرف چند نفوس پر مشتمل تھے اور ان کے پاس اسلحہ و دیگر وسائل نہ ہونے کے برابر تھے۔ تاہم وسائل کے اتنے بڑے فرق کے باوجود یہ وہ وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے پہلی مرتبہ مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور مخالفین کی دشمنی اور ظلم کے خلاف اپنا دفاع کریں۔ اس اجازت کو قرآن کریم سورۃ حج آیت 41,40 میں بیان کیا گیا ہے: ’’ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جارہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے اور یقینا اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (یعنی) وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع ان میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے اور یقینا اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقینا اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس لئے ہم واضح طور پر یہ دیکھتے ہیں کہ بالآخر جب مسلمانوں کو مخالفین کے مقابلہ پر اپنے دفاع کی اجازت دی گئی تو یہ صرف بعض سنگین حالات کی موجودگی پر دی گئی تھی اور اس اجازت پر بھی بعض شرائط لاگو ہوتی ہیں جو ان آیات سے ظاہر ہیں جن کا میں نے حوالہ دیا ہے۔ اول تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ظلم تمام حدود سے تجاوز کر چکا تھا اور مسلمانوں کو اپنے گھروں سے نکال دیا گیا تھا۔ انہیں ہجرت کے بعد بھی چین سے نہ جینے دیا گیا بلکہ مخالفین نے بے رحمی سے ان کو کلیۃً مٹا دینے کی خواہش میں ان کا تعاقب کیا۔ وہ مسلمان جن کو اس ظلم کا نشانہ بنایا جارہا تھا ان کا قصور صرف اتنا تھا کہ وہ خدائے واحد و یگانہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ آیات مزید یہ بھی واضح کرتی ہیں کہ یہ اجازت صرف مسلمانوں کی حفاظت کرنے کی غرض سے نہ دی گئی تھی بلکہ اس غرض سے تھی کہ ہر مذہب کے پیروکاروں کو تحفظ دیا جائے۔ **تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین نے اپنے اپنے ادوار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعلیم کا نفاذ کیا اور ہمیشہ قرآن کریم کی تعلیم کو اپنا راہنما اصول بنایا اور ان میں سے کسی ایک نے بھی خود جنگ کی ابتدا نہ کی بلکہ ہمیشہ اپنے دفاع میں جنگیں لڑیں۔** جہاں تک بعد کی جنگوں کا تعلق ہے جو مسلمان بادشاہوں اور حاکموں کی طرف سے لڑی گئیں تو اس بارے میں حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے صرف چند ہی مذہبی جنگیں تھیں، باقی جنگیں تو سیاسی اختلاف اور سیاسی مقاصد کے لئے لڑی گئی تھیں۔ **آجکل کے دور میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مذہبی جنگوں کی بجائے سیاسی جنگیں لڑی جارہی ہیں۔** اس میں کوئی شک نہیں کہ دہشت گرد اور انتہا پسند تنظیموں میں اضافہ ہو رہا ہے جو اپنی قابل نفرت حرکات کا جواز نکالنے کے لئے اسلام سے تعلق جتلاتے ہیں۔ مزید یہ بھی کہ متفرق اسلامی ممالک میں فسادات اور بدنظمی بڑھ رہی ہے اور پھر بعض اسلامی حکومتیں بھی ایسی ہیں جن کے خیالات کی سمت اور رویے ہی غیر منصفانہ ہیں۔ لیکن اگر یہ تمام تنظیمیں بھی اپنا تعلق اسلام سے ظاہر کریں پھر بھی حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کسی کو بھی مذہب کی حقیقی تعلیمات سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ یہ ہمارا اعتقاد ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ ہر مذہب میں ہی کمزوریاں اور بدعات راہ پکڑ جاتی ہیں، چاہے وہ اس کی تعلیمات میں ہوں یا اس مذہب کے پیروکاروں کے اعمال میں اور اسی طرح یہ کمزوریاں اور غلط اعمال مسلمانوں میں بھی آگئے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہم احمدی مسلمان ایمان رکھتے ہیں کہ بانی جماعت احمدیہ حضرت غلام احمد قادیانی وہی مسیح ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو اسلام کی سچی تعلیمات کی طرف ہدایت دینے کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر اسلام پر اٹھنے والے تمام اعتراضات رفع کئے اور اس کی اصل اور حسین تعلیم پیش کی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے مسلمانوں کے لئے یہ بھی دعویٰ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم پیشگوئی کا مصداق بنا کر اللہ تعالیٰ نے انہیں مسیح و مہدی بنا کر بھیجا ہے۔ اس طرح انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ان پر ایمان لانا ضروری ہے تا وہ لوگوں کی اسلام کی حقیقی تعلیم کی طرف راہنمائی کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح طور پر وہ مقاصد بھی بیان کئے جن کے لئے انہیں مبعوث کیا گیا تھا۔ سب سے پہلے انہوں نے یہ بیان کیا کہ انہیں اس غرض سے بھیجا گیا ہے کہ وہ انسان کو خدا کے قریب کریں تا لوگ خدا تعالیٰ کی ان بیشمار نعمتوں پر خدا کے حقیقی شکرگزار ہوں جو خدا تعالیٰ نے محض اپنی شفقت اور رحم کی وجہ سے انسان پر نازل کیں۔ انہوں نے بارہا یہ بات بیان کی کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا واحد راستہ خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا کہ اب مذہبی جنگوں کا دور ختم ہو چکا ہے کیونکہ مخالفینِ اسلام اب کسی بھی ظاہری جنگ کے ذریعے مسلمانوں سے برسرپیکار نہیں رہے۔ بلکہ اس دور میں مخالفین نے اسلام کو نابود کرنے کے لئے تلوار کی بجائے جو متفرق مواصلاتی ذرائع میسر تھے انہیں بروئے کار لاتے ہوئے اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈے کئے اور جھوٹ پھیلائے۔ اس لئے انہوں نے فرمایا کہ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح اور مثالی تعلیمات پیش کرے۔ آجکل کے جدید دور میں اسلام کے مخالفین کو ردّ کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اب اسلام کی خوبصورت تعلیم سے صرف وہ مسلمان دنیا کو آشکار کر سکتے ہیں جو ان پر ایمان لا چکے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آمد کا ایک اور اہم مقصد یہ بیان فرمایا کہ انہیں اس غرض سے بھیجا گیا ہے کہ وہ انسان کو ایک دوسرے کے لئے اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کریں اور ایک دوسرے کے جائز حقوق ادا کرنے کی ضرورت پر زور دیں۔ کیونکہ حقیقت میں ایک معاشرے اور پھر وسیع تر دنیا میں صرف اسی صورت امن قائم ہوسکتا ہے جب ایک دوسرے کے حقوق ادا ہو رہے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ مقاصد اور تعلیمات صرف اور صرف اسلام اور قرآن کریم کی تعلیم ہی کی وجہ سے ہیں۔ یہ ہے حقیقی جہاد جو انسان سے اپنی اصلاح کے لئے، خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کے لئے اور اپنے بھائیوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے ایک اندرونی جدوجہد کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ ہے وہ راہنمائی اور تعلیمات جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیں اور یہی وہ تعلیمات ہیں جنہیں اول دن سے لے کر آج تک ہماری جماعت کے ہر رکن نے اپنی زندگیوں کا حصہ بنایا اور فروغ دیا اور احمدی مسلمان انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ انہی تعلیمات کو پھیلاتے رہیں گے۔ اس لئے **اگر کوئی اسلام کی تعلیمات کا اصل نمونہ اور مثال دیکھنا چاہتا ہے تو اسے احمدیہ جماعت کی طرف دیکھنا چاہئے۔** قرآن کریم اول سے آخر تک ہدایت سے پُر ہے اور اس میں سینکڑوں احکامات دیئے گئے ہیں جن میں اکثر یا تو خدا تعالیٰ کے حقوق کی طرف توجہ دلاتے ہیں یا بنی نوع انسان کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں یا پھر جن میں ایسا ماحول جس کی بنا باہمی ہمدردی، محبت اور مفاہمت پر ہو، قائم کرنے کے ذرائع بیان ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ **جہاں جنگ کی اجازت دی گئی ہے وہ صرف بعض سنگین حالات تک محدود ہے اور اس کا مقصد صرف اپنا دفاع کرنا اور طویل المدت امن قائم کرنا ہے۔** اس کے علاوہ اسلام بڑی واضح تعلیم دیتا ہے کہ جیسے ہی امن قائم ہو تو وہ جو شکست کھا گیا ہے اس سے نہ تو فائدہ اٹھایا جائے، نہ اس کی سرکوبی کی جائے اور نہ ان کے وسائل چھینے جائیں یا غیر منصفانہ طور پر ان کے وسائل پر قبضہ کیا جائے۔

معاشرہ میں امن کے قیام کے لئے ایک اور حکم سورۃ الحجرات آیت 13 میں دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں‘‘۔

مزید اس آیت میں فرمان ہے کہ ’’اور تجسس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے‘‘۔

بظاہر یہ ایک چھوٹا اور معمولی سا نکتہ معلوم ہوتا ہے تاہم اگر اس تعلیم کی مناسب طور پر پابندی کی جائے تو یہ تمام معاشرہ میں امن کا باعث ہو جائے گی، چاہے یہ معاشرہ چھوٹے پیمانے پر ہو یا وسیع پیمانہ پر۔ چھوٹے پیمانے پر گھریلو ماحول آتا ہے جو کہ کسی بھی معاشرہ کے لئے بنیاد کے طور پر ہوتا ہے۔ تاہم اگر ہم دورِ حاضر کے معاشرہ کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ بدقسمتی سے دنیا بھر میں کثرت سے شادیاں ناکام ہو رہی ہیں اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان شکوک پیدا ہو جاتے ہیں یا غیبت شروع ہو جاتی ہے۔ پھر وسیع پیمانے پر ہم دیکھتے ہیں کہ شکوک اور دوسروں کا برا چاہنا ایک اہم وجہ ہے کہ جس کے باعث مختلف گروہوں اور قوموں کے درمیان تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔

ایک اور معاملہ جس کی طرف قرآن کریم خاص توجہ مبذول کرواتا ہے وہ ایک دوسرے کے حقوق پورے کرنا ہے۔ چنانچہ سورۃ المطففین آیت 2 تا 4 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’ہلاکت ہے تول میں ناانصافی کرنے والوں کے لئے۔ یعنی وہ لوگ کہ جب وہ لوگوں سے تول لیتے ہیں بھرپور (پیمانوں کے ساتھ) لیتے ہیں اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں‘‘۔

چنانچہ ان آیات میں قرآن کریم نے غلط کاموں اور ظلم سے روکا ہے اور اس کے ساتھ زندگی کے تحفظ اور تمام لوگوں کے عزت و وقار کی بنیاد بھی رکھ دی۔ مثال کے طور پر جہاں ایک شخص یا قوم کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا یا اس سے ناانصافی کا سلوک کیا گیا تو اس کے ردّعمل کے طور پر عین ممکن ہے کہ وہ بدلہ اور انتقام پر اتر آئے۔ لیکن ایسا کرنے میں وہ آسانی سے حد تناسب اور انصاف سے تجاوز کر سکتا ہے اور بدلہ کی خاطر سنگین حد تک جا سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ایسے غلط کاموں سے بچاؤ کے لئے دوسروں کے حقوق ہرگز تلف نہ کئے جائیں کیونکہ اس کا ردّعمل ممکنہ طور پر بہت سنگین اور خطرناک ہو سکتا ہے اور معاملات کے تناسب کو بے قابو ہونے سے بچانے کے لئے قرآن نے حکم دیا ہے کہ تمام پارٹیز اپنے لین دین اور معاملات میں انصاف اور تناسب پر قائم رہیں۔ لازم ہے کہ وہ تمام لین دین مکمل پیمائش کے ساتھ کریں۔ ان احکامات کے ذریعے قرآن کریم نے غرباء اور محرومین کے حقوق کا تحفظ کیا ہے کیونکہ یہ حکم ہر ایک کے لئے عدل و انصاف کا تقاضا کرتا ہے اور اگر ان اصولوں کی پابندی کی جائے تو نتیجتاً معاشرے کا محروم طبقہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا اور عزت نفس اور وقار سے زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اپنے افعال اور رویوں میں عملی طور پر ان تعلیمات پر عمل کر کے دکھایا۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں ایک مسلمان نے اپنا گھوڑا بیچنے کی غرض سے اس کی قیمت دو سو دینار مقرر کی۔ تاہم جب ایک اَور مسلمان اسے خریدنے آیا تو اس نے کہا کہ جتنی اس کی قیمت مانگی جا رہی ہے وہ اصل قیمت سے کم ہے، اس گھوڑے کی قیمت تو پانچ سو دینار ہے۔ تو اتنی ہی قیمت وصول کی جائے۔ اس کے باوجود گھوڑے کے مالک نے اس پیشکش سے فائدہ نہ اٹھایا اور یہی دہرایا کہ اس کی قیمت دو سو دینار ہے۔ ان کی آپس کی بحث اس وجہ سے نہ تھی کہ وہ دوسرے کو نقصان دے کر اپنے اپنے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتے تھے بلکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس تھا۔ وہ دونوں تو اپنے مفاد کو پس پشت ڈال کر دوسرے کے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتے تھے۔

یقیناً یہ واضح ہے کہ ایمانداری اور وقار کی ایسی مثال آجکل کے دَور میں اگر کہیں پائی بھی جاتی ہو تو بہت شاذ و نادر ہی ہوگی۔ یقیناً صورتحال اس سے برخلاف ہے، مثلاً آجکل کی کاروباری دنیا میں، اگر مثال کے طور پر کسی چیز کی قیمت دس یورو ہو تو اس کا مالک کوشش کرے گا کہ اس کو پیک کر کے اس دلکش انداز میں پیش کرے اور اس طریق پر ایڈورٹائز کرے کہ وہ پچاس یورو کی بک جائے۔ اس طور پر لوگوں کو اصل قیمت نہیں بتائی جاتی اور انصاف نہیں کیا جاتا۔ Real Estate Market میں ہم دیکھتے ہیں کہ ماضی قریب میں ہر جگہ Property کی بالکل غیر حقیقی اور بڑھا چڑھا کر تشخیص کی گئی جس پر گھروں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں۔ ان مصنوعی قیمتوں کو مدد فراہم کرنے کے لئے ایک عرصہ تک بینکوں نے خریداروں کو قرضوں کی پیشکش کی تا کہ وہ زیادہ منافع حاصل کر سکیں۔ لیکن ایسا خراب معاشی نظام زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا اور جب چند سال قبل معاشی بحران آیا تو مکان مالکان جو سمجھتے تھے کہ وہ اپنی جائیداد کے مالک ہیں انہیں یہ کڑوا سچ برداشت کرنا پڑا کہ ان کے مکان درحقیقت ان کے نہیں رہے اور ہزاروں ہزار مکان بینکوں کی یا قرضے فراہم کرنے والوں کی ملکیت میں چلے گئے۔ اس طریق پر بہت سے کاروباری حضرات اور مکان مالکان اپنی جائیدادوں سے محروم ہو گئے۔ ان کا وقار اور ان کی دولت تمام کی تمام ایک لحمہ میں خاک میں مل گئی۔

مزید ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یورپ میں معاشی بحران کے نتیجہ میں بہت سے ممالک بری طرح متاثر ہوئے اور ناقابل تسخیر قرضوں تلے دب گئے اور عملی طور پر دیوالیہ ہو گئے۔ ان تمام معاملات کی سب سے بڑی وجہ یہی فرسودہ معاشی نظام ہے جس کی بنیاد مصنوعی قیمتوں پر رکھی گئی تھی۔ بہت سے ماہرین معاشیات نے گزشتہ معاشی بحران کا مطالعہ کیا ہے اور اس فیصلہ پر پہنچے ہیں کہ بعینہٖ وہی حالات آج پیدا ہوئے ہیں جو 1932ء میں پیدا ہوئے تھے اور یہ ان مخصوص حالات کی وجہ تھی کہ دوسری عالمی جنگ چھڑ گئی۔ چنانچہ ہمیں ہر حال میں اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ آج کا معاشی اور کاروباری بحران جس کی بنیاد مصنوعی قیمتوں اور Market Forces پر ہے، یہ ایک اور عالمی جنگ پر منتج ہو سکتا ہے۔ لہٰذا کسی معاملہ کو بھی معمولی خیال نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہر بات کو تشویش کی نظر سے دیکھنا چاہئے۔

دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے قرآن کریم نے ایک حکم یہ دیا ہے کہ: ’’اور اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسرے کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کراؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے‘‘۔

یہ احکام سورۃ الحجرات آیت 10 سے لئے گئے ہیں۔ اس حکم کو صرف مسلمان ممالک کے لئے ہی تصور نہیں کرنا چاہئے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر تمام ممالک ان اصولوں پر عمل پیرا ہو جائیں تو تمام شکایات بڑھنے کی بجائے خود ہی ختم ہو جائیں گی۔ بدقسمتی سے یہ اصول پہلی جنگ عظیم کے دوران اور بعد میں نہیں اپنائے گئے اور بالآخر اسی وجہ سے دنیا دوسری عالمی جنگ کا شکار ہوئی اور اس (دوسری) جنگ کے دوران بھی ان اصولوں کی پاسداری نہ کی گئی اور انصاف کی ضروریات پوری نہ کی گئیں۔ اس تاریخ کو سامنے رکھیں تو یہ واضح نظر آتا ہے کہ تیسری عالمی جنگ کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد جرمنی بھی ناانصافی کا شکار بنا اور اسے جلد ہی دو الگ ملکوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا جرمن قوم پر بڑا انعام ہے کہ اس نے جلد ہی اپنی غلطی کو بھانپ لیا اور ظلم کا دور ختم کر کے پھر سے ایک قوم کے طور پر متحد ہو گئی۔ اس کے باوجود بدقسمتی سے یہ ایک حقیقت ہے کہ جرمن حکومت پر باہر کی طاقتوں کی جانب سے بعض پابندیاں لگائی گئیں۔ یقیناً بعض دیگر ممالک بھی اسی طرز پر مشکلات برداشت کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ اقوام متحدہ میں تمام ممالک کو فیصلہ کرنے کے عمل میں برابر کے حقوق حاصل نہیں ہیں۔ اس طرح کی ناانصافیاں دنیا میں پھیل رہی ہیں اور قوموں اور مختلف جماعتوں میں بے چینی پیدا کر رہی ہیں۔ یہ بے چینیاں پہلے سے موجود عالمی معاشی بحران کے بداثر کو مزید بڑھا رہی ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا ایک اور عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ گزشتہ عالمی جنگ تقریباً روایتی ہتھیاروں سے ہی لڑی گئی لیکن اس کے باوجود بعض اندازوں کے مطابق کم از کم 8 ملین جرمن مارے گئے اور ان میں اڑھائی ملین سویلین تھے۔ اور دوسری عالمی جنگ کے دوران پوری دنیا کی کل ہلاکتوں کی تعداد کا اندازہ 70 سے 80 ملین افراد لگایا گیا ہے۔ آج صورتحال پہلے سے بہت زیادہ نازک ہے کیونکہ بہت سے چھوٹے ممالک کے پاس جوہری ہتھیار موجود ہیں اور جہاں ان کے پاس یہ تباہ کن ہتھیار ہیں وہاں ان کے حکام اتنی سمجھ اور حکمت نہیں رکھتے کہ وہ اپنے فیصلوں کے ممکنہ نتائج بھانپ سکیں اور پھر وہ بہت جذباتی بھی ہیں۔ اس لئے اس بات میں کوئی بھی شک نہیں ہے کہ اگر ایک مرتبہ پھر عالمی جنگ شروع ہو جاتی ہے تو اس کا نتیجہ اتنا بھیانک ہوگا کہ ہماری سوچ بھی اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ **لہٰذا ہم میں سے وہ جو احمدیہ مسلم جماعت سے تعلق رکھتے ہیں انہیں دنیا کے حالات حاضرہ پر بہت تشویش لاحق ہے کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کو ایک عظیم عالمی تباہی نے گھیر لیا ہے۔ دل کی گہرائی سے محسوس کیا جانے والا یہ غم اور انسانیت سے ہماری اس محبت کی بنیاد قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکمل ترین سنت ہے۔**

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بیان کیا ہے اسلام کی تعلیمات عالمگیر ہیں اور یہ زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں اور عالمی تعلقات استوار کرنے کے ذرائع بھی بیان کرتی ہیں۔ میسر وقت میں صرف چند مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

اس دور میں بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں جنہوں نے تمام احمدی مسلمانوں میں یہ بات راسخ کر دی ہے کہ تمام فریقوں کو ان کے جائز حقوق ملنے چاہئیں اور ہم انہی باہمی حقوق کے تحفظ اور بقا کے لئے کوشاں ہیں اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ **حال ہی میں دنیا میں امن قائم کرنے کی کوششوں میں میں نے مختلف عالمی سربراہان کو خطوط تحریر کئے ہیں** تا کہ ان کی توجہ وقت کی ضرورت کی طرف مبذول کروا سکوں۔ مَیں نے Pope Benedict کو خط تحریر کیا ہے، اسرائیل اور ایران کے سربراہوں اور صدر اوباما کو تحریر کیا ہے، مَیں نے جرمن چانسلر کو بھی خط تحریر کیا ہے اور اسی طرح بعض دیگر سربراہان کو خطوط ارسال کئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ یہ خطوط توجہ اور غور سے پڑھیں اور اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ امن قائم کرنے اور دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے وہ اپنا اپنا کردار ادا کریں۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں جنگ کی بجائے امن کی طرف لے کر جائیں۔

اس ضمن میں مَیں آپ سب سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ **اپنے اپنے دائرہ کار میں آپ خود انصاف قائم کرنے اور تمام لوگوں کے حقوق کے لئے کوشش کریں تا کہ دنیا تباہی سے بچ سکے۔** اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سب سے اہم ترین ذریعہ یہ ہے کہ ہم اپنے خالق کو پہچان لیں۔ جب ایک شخص اپنے پیدا کرنے والے کی معرفت حاصل کر لیتا ہے تو طبعی طور پر اس پیدا کرنے والی کی دوسری مخلوق کی محبت بھی اس کے دل میں داخل ہو جاتی ہے۔ اللہ کے فضل سے ہمارے خدا سے تعلق اور خدا خوفی کے باعث اور اس حقیقت کے باعث کہ ہم اسلام کی سچی تعلیم پر عمل پیرا ہیں، ہم احمدی مسلمانوں کو بنی نوع انسان سے بے انتہا محبت ہے۔ اسی وجہ سے ہم مسلسل یہ نعرہ بلند کرتے ہیں کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہیں کہ وہ ہماری کوششوں میں برکت ڈالے۔ آخر پر میں دلی طور پر آپ سب کو شکریہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ بہت سارا وقت نکال کر یہاں تشریف لائے اور میرا خطاب سنا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل کرے۔ بہت شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب پانچ بجکر پانچ منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

یونیورسٹیز اور کالجز میں زیر تعلیم احمدی طالبات کی حضور انور کے ساتھ نشست

آج پروگرام کے مطابق یونیورسٹیز اور کالجز میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک نشست تھی۔ سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس پروگرام میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو ترجمہ سے ہوا۔ بعد ازاں طالبات نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے سوالات کئے۔

☆…… **ایک طالبہ نے سوال کیا کہ اگر پڑھائی کی جا رہی ہو تو کیا فیملی پلاننگ کرنی چاہئے؟** اس سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں تو دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چل سکتی ہیں۔ شادی شدہ ہیں اور پڑھ بھی رہی ہیں اور خاوند کی اجازت سے پڑھ رہی ہیں اور یہ بھی Depend کرتا ہے کہ عمر کتنی ہے۔ بلاوجہ کی پلاننگ

نہیں کرنی چاہئے۔ اگر فیملی بنتی ہے تو بنانی چاہئے۔

☆......**ایک لجنہ نے سوال کیا کہ کیا Law کی تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے؟** اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر Law پڑھنا ہی ہے تو پھر Human Rights کے لئے پڑھیں۔ خیر یہاں تو ہیومن رائٹس مل ہی جاتے ہیں۔ جو غریب ملک ہیں وہاں جا کر تلاش کریں کہ وہاں عورتوں اور Deprived لوگوں کے لئے کیا خدمت کرسکتی ہیں۔ ان کے لئے Law پڑھیں۔ بہر حال Criminal Law میں نہیں جانا چاہئے۔ وہ مَیں نہیں پسند کرتا ہوں۔ باقی جو مرضی کریں۔

☆......ایک لجنہ نے سوال کیا کہ شادی سے قبل مَیں پڑھتی تھی۔ شادی کی وجہ سے پڑھائی رُک گئی تھی۔ اس لئے اب ایسے اشارے ہورہے ہیں کہ مَیں اپنی تعلیم دوبارہ جاری رکھوں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اشارے ہورہے ہیں تو اپنے خاوند سے پوچھیں۔ اللہ تعالیٰ جس نے شادی کرادی اس نے اس وقت کیوں نہ اشارہ کیا؟ اب جو اپنی مرضی ہے تو اشارے ہونے لگے ہیں۔ خاوند سے پوچھیں۔ دونوں مل کر پروگرام بنائیں۔

ہمارے ایک بزرگ تھے۔ فوت ہوگئے ہیں۔ ان کی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ خلیفۃ المسیح الثانی کی دعا سے بڑھاپے میں جا کر ان کی اولاد ہوئی۔ میرا خیال ہے ایک بیٹا پیدا ہوا تھا وہ بھی فوت ہوگیا ہوگا۔ بہر حال وہ بڑھاپے کی اولاد تھی اور بڑا لاڈلا بیٹا تھا۔ جس طرح آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا آپ لوگوں میں اکثر ماؤں کا یہی حال ہے کہ بلاوجہ بیٹے زیادہ لاڈلے ہوجاتے ہیں۔ تو وہ نمازیں نہیں پڑھا کرتا تھا۔ وہ بزرگ بڑے سخت پریشان تھے کہ خلیفۃ المسیح الثانی کی دعاؤں سے بیٹا پیدا ہوا۔ بچہ کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد ان کی بیوی فوت ہوگئی تھیں۔ وہ اسے ساتھ سلایا کرتے تھے۔ ایک ہی کمرہ میں باپ بیٹا سوتے تھے تو ایک دن صبح اٹھ کر کہتا ہے کہ ابا جی مجھے رات خواب آئی ہے۔ مصلح موعود آئے ہیں اور پنجابی میں کہتا ہے کہ ''انہاں نے کہیا پتر تو نمازاں نہ پڑھیا کر!'' تو وہ بزرگ کہتے ہیں، ''اچھا؟'' بڑے تحمّل سے بیٹے کو سنا اور کہنے لگے کہ ''مجھے یہ بتاؤ کہ جو کمرہ کا دروازہ ہے اس کے قریب پہلے میرا بیڈ ہے اس کے بعد تمہارا بیڈ ہے۔ تو مصلح موعود جو میرا بیڈ چھلانگ مار کر تمہارے طرف گئے تو میرے کان میں کیوں نہ کہہ دیا؟''

تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اگر کہا ہے تو پہلے کیوں نہ کہا؟ اگر اب کسی دعا کی وجہ سے اسے یہ اشارے مل رہے ہیں تو خاوند سے مشورہ کریں۔

لاوارث لاشوں پر تجارب

☆...... **ہسپتالوں میں لاپتہ Dead Bodies پر ہونے والے Experiments کے متعلق** پوچھے گئے سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کوئی بات نہیں ایک تو انسان مر گیا اور دوسرا بعض تو خود Donate کر دیتے ہیں یا پھر کچھ لاوارث ہوتے ہیں جن کا کوئی رشتہ دار نہیں ہوتا۔ یا ویسے ہی ان کا پوچھنے والا کوئی نہیں۔ باڈی لینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ہسپتال میں آجاتے ہیں۔ تو ان کو Experiment کے لئے بھیج دیتے ہیں۔ اگر زندوں کی زندگی کے فائدہ کے لئے ڈیڈ باڈی Experiment کے لئے استعمال ہورہی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اب Organs بھی تو Donate کر دیتے ہیں۔ آنکھیں کر دیتے ہیں، گردے کر دیتے ہیں، بعض Limbs کر دیتے ہیں، بعض اور چیزیں بھی کر دیتے ہیں تو سب کچھ ہوسکتا ہے۔ اگر انسان کی بہتری کے لئے، بھلائی کے لئے، فائدہ کے لئے کوئی چیز ہورہی ہے اور اس کو اعتراض نہیں جس پر Experiment ہورہا ہے یا اس کے رشتہ داروں کو کوئی اعتراض نہیں اور جتنا بھی بعد میں جو حصہ بچتا ہے اس کو پھر عزت سے دفنا دینا چاہئے۔ اس کو پھینک نہیں دینا چاہئے۔ بعض دفعہ Hospitals کے Incinerator وغیرہ ہوتے ہیں ان میں پھینک دیتے ہیں۔ وہاں جو جلاتے ہیں وہ نہیں کرنا چاہئے۔ پھر دفنانا چاہئے۔ کوئی تجربہ کے لئے دے سکتا ہے تو دے۔ تجربے مسلمان ملکوں میں بھی تو ہوتے ہی ہیں؟ کہاں سے آتے ہیں؟ عیسائی تو نہیں پکڑ کے لاتے ہیں۔ انسانی فائدہ کے لئے اگر کوئی فائدہ ہوجاتا ہے تو دے دیں۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر آپ نہیں کریں گی تو میڈیسن کس طرح پڑھیں گی؟ ویسے تو کمپیوٹر نے اس طرح کرلیا ہے کہ ہر چیز کی Images بن جاتی ہیں۔ اس کی تصویریں دیکھ کے کرلو گے۔ لیکن پھر Experiment نہیں ہوگا۔ پھر یہ بھی ہے کہ ہر چیز کا Animals کے اوپر تجربہ نہیں کرسکتے۔

☆......ایک لجنہ نے اپنے **میڈیکل کے Career کے حوالہ سے سوال کیا۔** اس سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میرا خیال ہے آپ بہتر ہے کہ Practicing ڈاکٹر بننے کے لئے کوشش کریں۔ جس میں ریسرچ کرنی ہے اور کسی چیز میں Specialise کرنا ہے تو کریں۔ لیکن بہر حال ڈاکٹر ایسی ہونی چاہئے جو مریض دیکھتی ہو صرف ریسرچ کی لیبارٹری میں نہ بیٹھی رہتی ہو۔

☆......ایک لجنہ نے سوال کیا کہ لیبارٹری میں سکارف لینے کی اجازت نہیں ہوتی مگر ایک لباس پورے جسم پر ہوتا ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ٹھیک ہے لیبارٹری میں Experiment کرتے ہوئے کوئی حرج نہیں۔ نہ لیا کرو۔ لیکن اس کے باہر چھٹی نہیں ملے گی۔

موصی کا قرض لینا

☆......ایک لجنہ نے سوال کیا کہ **کیا کوئی موصی بینک سے قرض لے سکتا ہے؟** اس سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کہاں لکھا ہے کہ جو نظام وصیت میں شامل نہیں وہ Bank Loan لے سکتے ہیں؟ اصل چیز تو قرآن ہے۔ جو چیز منع کی گئی ہے وہ Interest ہے لیکن آجکل جو بینکنگ سسٹم ہے اس میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جہاں Interest نہ ہو۔ یہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں اس کے اوپر بھی Interest ہے۔ فیکٹریاں جو کھانا بنا کے دیتی ہیں ان کے اوپر بھی Interest ہے۔ تو ہر نظام اوپر نیچے ہوگیا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ بینکنگ سسٹم کے اوپر سوچنے کی ضرورت ہے اجتہاد کی ضرورت ہے۔

باقی یہ جو بڑے بڑے لون (Loan) بلاوجہ لے لیتے ہیں مثلاً ٹی وی خریدنا ہو تو Loan لے لیا۔ یہ تو ویسے ہی ناجائز ہے چاہے نظام وصیت ہے یا نہیں ہے۔ گھر کا صوفہ خریدنا ہے، چار سال پرانا ہوگیا ہے تو نیا Interest پر لے کے آگئے۔ آپ Credit Card کے اوپر چلتے رہتے ہیں اور آخر میں وہی حال ہوتا ہے جو 2008ء کے Credit کرنچ سے ہوا ہے یا اب تک جو چل رہا ہے۔ اس لئے بلاوجہ Interest پر Loan لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں بعض ایسی Properties ہیں مثلاً گھر جس میں آپ رہنا چاہتی ہیں وہ مورگیج پر لے لیتی ہیں اور اس کے لئے آپ اتنی ہی رقم بینک کو Pay کر رہی ہیں جتنی کرایہ کی کرتی ہیں تو وہ اس لحاظ سے جائز بن جاتا ہے کہ چلو کرائے کے مطابق رقم جارہی ہے۔ آپ زائد ادا نہیں کر رہیں۔ مثلاً تیسری دنیا کے ممالک کے بارہ میں ایک ماہر معاشیات نے لکھا ہے:

"Born in debt, lives in debt,
dies in debt"

قرضوں میں ہی چلا جاتا ہے پھر نسلوں پر قرضے آجاتے ہیں۔ ایسی صورتحال نہیں ہونی چاہئے۔

یعنی عیاشیوں کے لئے بلاوجہ قرضے لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف گھر کی حد تک اس لئے کہ Mortgage کا کرایہ چل رہا ہوتا ہے۔ اتنا دے سکتی ہیں تو ٹھیک ہے۔ لیکن یہ کہ مَیں نے کپڑے بنانے ہیں، مَیں نے صوفہ خریدنا ہے، میری سہیلی کے ہاں نیا ٹی وی آگیا ہے اب مَیں نے بھی لینا ہے تو بینک سے Loan لے لوں۔ یہ ناجائز ہے، غلط ہے، چاہے موصی ہیں یا نہیں ہیں۔ لیکن بہر حال موصی کو دیکھنا چاہئے۔ تقویٰ کی باریک راہیں تلاش کریں اور اس کے لئے اپنے ضمیر سے فتویٰ لیں کہ یہ جائز ہورہا ہے یا صرف دنیاوی خواہش ہے۔

☆......خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے طریق کے حوالہ سے پوچھے گئے سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک پروسیس (Process) ہے۔ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرو۔ بار بار اللہ سے مانگو۔ اللہ سے اللہ کی محبت مانگو۔ دنیاوی لوگ دنیاداروں سے چیزیں مانگتے ہیں تو آپ اللہ سے مانگو۔ دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا مانگو۔

اللہ تعالیٰ کی محبت مانگو تو پھر تو سب ہوجائے گا۔ اس کی باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ اس چیز کی تلاش کرو اور اس کے پیچھے لگو۔

پولیس میں نوکری

☆......ایک لجنہ کے سوال کہ **آیا عورتیں بھی پولیس کی نوکری کرسکتی ہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے نزدیک کچھ ایسے پروفیشن ہیں جو ایک مذہبی خاتون کو جو پردہ، حجاب پہنتی ہو، اس کو نہیں اختیار کرنے چاہئیں۔ کیونکہ وہاں آپ کو پولیس کی وردی پہننی پڑے گی اور پولیس کی وردی میں حجاب نہیں پہنا جاسکتا ہے۔ بلکہ آپ کو ٹراؤزر اور ٹی شرٹس اور جیکٹ پہننی پڑتی ہیں۔ بعض دفعہ صرف پی کیپ کا استعمال کرتے ہیں۔ سو احمدی خواتین کو پولیس سروس میں نہیں جانا چاہئے۔ اس کو مردوں کے لئے ہی رہنے دینا چاہئے۔ میرے نزدیک کئی اور پروفیشن ہیں جو ایک احمدی خاتون اختیار کرسکتی ہے۔

☆......اسی لجنہ کے ایک سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ سوشل ورکر بن سکتی ہیں۔ کیونکہ اس میں آپ محروم اور ضرورتمند لوگوں کی خدمت کرتی ہیں۔ آپ ہیومینیٹی فرسٹ میں شامل ہوسکتی ہیں۔ ہمیں ایسی لڑکیوں کی ضرورت ہے جو افریقہ کے کچھ علاقوں میں بسنے والے غرباء کی مدد کریں۔

☆......اسی لجنہ کے ایک سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: گھریلو تشدد میں آپ کو سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ہوگا کہ مظلوم کون ہے۔ آیا وہ عورت ہے یا مرد؟ بعض دفعہ عورتیں بھی کافی قوی ہوتی ہیں۔ میں نے ایسی عورتیں دیکھی ہیں جو اپنے خاوندوں کو مارتی ہیں۔ اس طرح کے کیسز میں آپ کو عورتوں کی بجائے مردوں کی مدد کرنی پڑے گی۔

بینک میں نوکری

☆......**بینک میں جاب کرنے کے حوالہ سے ایک سوال** پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ ملازم ہیں۔ آپ تو Interest نہیں لے رہیں۔ اگر آپ بینک میں کام کر رہی ہیں تو آپ اس میں Directly Involved نہیں ہیں۔ آپ کسی Business Man کے کام کر رہی ہوں یا کسی اور جگہ کام کر رہی ہیں تو وہ بھی تو بینکوں سے Loan لے کر اپنے Business چلا رہے ہوتے ہیں۔ وہاں بھی تو Interest جارہا اور آرہا ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے پہلے یہ بتایا ہے کہ سارا سسٹم upset ہوچکا ہوا ہے۔ اب میں نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو اس پر غور کر رہی ہے کہ اس وقت دنیا میں جو موجودہ سسٹم Interest پر چل رہا ہے ہم کس حد تک اس Interest سے Avoid کرسکتے ہیں۔ لیکن اس وقت موجودہ نظام میں ہر چیز Interest کے اوپر ہے۔ ہر جرمن شہری پر Certain پرسنٹیج آف Interest ہے۔ آپ Under Debt ہیں اور جو Debt ہے وہ Interest کے اوپر ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ بینکنگ میں کام کر رہی ہیں۔ آپ Directly Involved نہیں ہیں تو آپ کام کرسکتی ہیں۔

مشینی زندگی

☆......ایک لجنہ نے سوال کیا کہ **بعض لوگ جو اس حد تک بیمار ہوجاتے ہیں کہ ان کو مشینوں پر زندہ رکھا جاتا ہے۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مشینوں سے زندہ رکھنا ہی نہیں چاہئے۔ دیکھیں! مَیں تو عموماً ان لوگوں سے جو مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے مریض کی حالت ایسی ہے، ڈاکٹر نے جواب دے دیا ہے اور مشین پر رکھا ہوا ہے یہی کہا کرتا ہوں کہ بارہ چودہ گھنٹے دیکھ لو مشین سے۔ اگر وہ Revive کر جاتا ہے، Survive ہوجاتا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ otherwise اللہ کی مرضی ہے اس پر راضی ہوجاؤ۔ مشینوں سے زندہ رکھنے کی ضرورت کیا ہے؟ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ تکلیفیں برداشت نہیں کرسکتے اور وہ پھر آسٹریا وغیرہ جا کر Mercy Killing کے نام پر اپنے آپ کو زبردستی مروا لیتے ہیں۔ اسلام میں وہ بھی منع ہے اور یوکے میں بھی منع ہے۔ اگر کوئی مریض چاہے جتنا بیمار ہو جب تک اس کی سانس چل رہی ہے اس کے لئے جو بھی انسانی کوشش ہوسکتی ہے ضرور کرتے رہنا چاہئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے Naturally موت دینی ہوگی تو موت آجاتی

ہے۔لیکن بعض لوگ اپنی لمبی تکلیفیں برداشت نہیں کرتے اور بعض ملکوں میں قانون ہے کہ Mercy Killing کے نام پر ان کو Injection لگا کر یا کسی اور طریق سے مار دیتے ہیں۔ یہ چیز بھی اسلام میں منع ہے۔ یہ بھی نہیں ہونی چاہئے۔

نیل پالش اور وضو

☆......ایک لجنہ نے کسی دوسری خاتون کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ **وہ کہتی ہیں کہ نیل پالش (Nail Polish) لگی ہو تو وضو نہیں ہوسکتا۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ بالکل غلط کہتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ نیل پالش اور ناخن کے درمیان میں کوئی فاصلہ تو نہیں ہوتا جہاں پر میل پھنس جائے۔ اصل تو یہ چیز ہے کہ ظاہری صفائی کرنی ہے۔ وضو اسی لئے ہے کہ ظاہری صفائی کی جائے؟ تو ظاہری صفائی ہو جاتی ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں۔ ہاں صرف اس لئے کہ میں نے میک اَپ کیا ہوا ہے اور میرا میک اَپ خراب نہ ہو جائے، وضو نہ کرنا، یہ ناجائز ہے۔ تو وہ غلط کہتی ہے۔ مولویوں نے غلط فتوے دیئے ہوئے ہیں۔ نیل پالش میں وضو ہوسکتا ہے۔

عورتوں کا الیکشن میں حصہ

☆......ایک خاتون نے سوال کیا کہ **کیا عورت الیکشن میں حصہ لے سکتی ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ضرورت ہے گندی Politics میں جانے کی؟ مردوں کو کھڑا ہونے دو۔ جو باہر کے کام ہیں مردوں کو کرنے دو۔ اپنے مردوں کو آئیڈیاز Feed کرو۔ سوال یہ ہے کہ آئیڈیاز (Ideas) اگر اچھے ہوں تو ہر کوئی قائل ہو جاتا ہے۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے اچھے آئیڈیاز ہوں اور قائل نہ کرسکیں۔ لوکل جرمنز کی کتنی سیٹیں ہیں پارلیمنٹ میں؟ کتنے مرد ہیں اور کتنی عورتیں ہیں؟ میں نے ہمبرگ کی پارلیمنٹ میں دیکھا ہے یا برلن میں۔ وہاں تو ففٹی ففٹی والی کوئی ریشو (Ratio) نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ کے پاس آئیڈیاز ہیں تو پیچھے بیٹھ کر آئیڈیاز (Ideas) دیں۔

☆......**احمدیوں کا اصحاب کہف ہونے کے حوالے سے پوچھے گئے سوال پر** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اصحاب کہف ہی ہیں۔ پاکستان میں لوگ اصحاب کہف ہی بنے ہوئے ہیں۔ مڈل ایسٹ میں بعض جو احمدی مسلمان رہتے ہیں ان کا حال اصحاب کہف والا ہی ہے۔ یہ ضروری تو نہیں کہ غاریں بنائیں اور غاروں میں جا کر رہیں۔ اپنے آپ کو شو (Show) نہیں کرسکتے۔ کھلے طور پر Preach نہیں کرسکتے۔ اذانیں نہیں دے سکتے۔ یا عرب ملکوں جیسے سعودی عرب وغیرہ میں Openly اپنے آپ کو احمدی کہہ نہیں سکتے۔ تو چھپ چھپ کے اپنا احمدیت کا رنگ قائم رکھنا ہے وہ بھی تو اصحاب کہف والی صورتحال ہی ہے۔

☆......ایک لجنہ نے سوال کیا کہ **کیا ملک سے باہر جا کر تعلیم حاصل کرنی ہو تو کرسکتی ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر آپ کے والدین باہر جانے کی اجازت دیتے ہیں اور انتظام ہوتا ہے تو چلی جائیں۔ بعض مائیں اجازت نہیں دیتیں۔ ماؤں کو کہا کرو پھر تم ساتھ چلی جاؤ اور پھر دوسرا یہ ہے کہ جہاں جا کے رہنا ہے وہاں پر لڑکیوں کا ہوسٹل ہونا چاہئے۔ Mix نہ ہو۔

سکولوں میں جنسی تعلیم

☆......ایک لجنہ کے سوال پر کہ **سکولوں میں بچوں کو چھوٹی کلاسز میں میاں بیوی کے تعلقات کے حوالہ سے تعلیم دی جاتی ہے۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس عمر میں سکھایا جاتا ہے تو غلط سکھایا جاتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ جو وہ اپنے طریقے سے سکھاتے ہیں۔ مائیں جو ہیں بچوں سے دوستانہ رکھیں اور وہ خود ان کو جو اسلامی تعلیم ہے اس کے بارہ میں بتائیں۔ اس کے جو سوال ہیں ان کے جواب دینے چاہئیں۔ اب اس Education سسٹم میں روک تو نہیں سکتیں کہ کیا سکھایا جائے اور کیا نہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو Confidence میں لیں اور خود ان کو ساری باتیں پوچھ کر بتایا کریں اور ان کو برے بھلے کی تمیز سکھایا کریں۔

☆......اسی لجنہ نے سوال کیا کہ **کس عمر میں بتانا چاہئے؟** اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسلامی نقطہ نظر سے جب ہوش میں آجائے تو۔ یہ مچورٹی (Maturity) پر Depend کرتا ہے۔ پرانے زمانہ میں گیارہ، بارہ سال کی عمر میں لڑکیوں کی شادیاں ہو جایا کرتی تھیں۔ بارہ، تیرہ سال کی عمر میں مائیں بن جایا کرتی تھیں۔ تو یہ تو Depend کرتا ہے۔ جب دیکھیں کہ آپ کی بچی کو سکولوں میں سکھایا جانے لگا ہے یا لڑکوں کو سکھایا جانے لگا ہے تو پھر اس کو بہتر ہے کہ برے بھلے کی تمیز سکھا دی جائے۔

☆...... **پھر سائیکالوجی کی تعلیم حاصل کرنے کے حوالہ سے** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سائیکالوجی پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

☆......**کیا لجنہ وقف عارضی کرسکتی ہیں؟**

اس سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں وقف عارضی کرسکتی ہیں۔ آپ لوگ پڑھنے کے بعد کریں۔

چینی زبان سیکھنا

☆......ایک بچی نے سوال کیا کہ جماعت میں چائینیز کی بھی شاذ ونادر ضرورت پڑتی ہے۔ **تو کیا چائینیز لٹریچر کی تعلیم حاصل کرسکتے ہیں؟**

اس کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ٹھیک ہے پڑھیں۔ اچھی بات ہے۔ کس نے کہا ہے شاذ ونادر ضرورت پڑتی ہے۔ لٹریچر کے لئے ہمیں ضرورت ہے۔ ترجمے ہورہے ہیں۔ بعض کتابوں کے ترجمے ہوئے بھی ہیں اور لندن میں ہمارا چینی ڈیسک باقاعدہ کام کر رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھوٹی چھوٹی کتابوں کے ترجمے چائینیز میں ہوئے ہیں۔ ہمیں تو چائینیز میں ضرورت ہے۔ چائنا بھی اب Emerging پاور ہے۔ ان لوگوں نے Switzerland وغیرہ سب نے بیٹھ جانا ہے۔ اسی نے اوپر آجانا ہے۔

طالبات کے ساتھ یہ پروگرام نو بجکر بیس منٹ پر ختم ہوا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نو بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ) (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل ۲۴ اگست ۲۰۱۲)

بقیہ: فلسفہ حج اور قربانی عیدالاضحیٰ از صفحہ ۱۲

بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گِدوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے۔ ہر ایک ناپاک دِل اس سے بے خبر ہے۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے۔''

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۱۲۔ ۱۳)

پس اگر حج کے فلسفہ میں اِن باتوں کو یاد رکھ کر۔ پھر ساری عمر ان اصولوں کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔ تو ہم اللہ تعالیٰ کا قرب پا سکتے ہیں۔ عیدالاضحیہ یہی نہیں ہے کہ انسان عید کی نماز پڑھ لے اور پھر قربانی کرے اور رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ دعوت اڑا لے۔ گوشت تو انسان عام دنوں میں بھی کھا لیتا ہے اور خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اِن قربانیوں کا گوشت اور خون اللہ کو نہیں پہنچتا۔ جو بات خدا کو پہنچتی ہے وہ تمہارا التقویٰ ہے اور یہ کہ کس قدر تم اپنے ہوائے نفس کو ذبح کرتے ہو اور خدا کو مقدم رکھتے ہو۔

ایک اور بات کہہ کر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور دراصل اس عید سے اور قربانیوں سے جو ایک اور خاص سبق ہمیں ملتا ہے وہ تربیت اولاد کا ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور حضرت حاجرہ نے اپنے بچے حضرت اسماعیل کی تربیت کی کہ وہ خدا کے لئے اپنے آپ کو قربان کرانے کے لئے تیار ہوگئے اور چھوٹی عمر ہی سے اس نے ایسا تعلق خدا سے باندھا کہ وہ خدا کی خاطر جان دینے کیلئے تیار ہوگئے۔ اسی طرح ہم بھی خدا کی رضا کی خاطر بچوں کے اندر خدا کی محبت پیدا کریں۔ انہیں دین کیلئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کیلئے تیار کریں اور سب سے بڑی بات اور جس کا اہم تقاضا اس وقت ہے وہ یہ ہے کہ انہیں دین سکھائیں۔

حضرت اسماعیل کو دین کس نے سکھائی خدا سے محبت کس نے سکھایا۔ اُن کی بزرگ والدہ اور بزرگ والد نے۔ ہر دو نے اپنا عملی نمونہ پیش کیا اور درست تربیت فرمائی جس کی وجہ سے وہ تینوں خدا کے حضور مقبول ٹھہرے اور قیامت تک کیلئے اُن کی قربانیوں کو ایک نمونہ اور مشعل راہ ٹھہرا دیا گیا۔ اس لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اور بچوں کی تربیت کریں اس زمانے میں جب کہ مادی دور ہے اور سب دنیاداری کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور دنیاداری ہی میں کامیابی کے خواہاں ہیں۔ والدین اپنی ذمہ داریوں سے کوتاہی برت رہے ہیں۔

حضرت ہاجرہ جس طرح حضرت اسماعیل کی جسمانی زندگی کو بچانے کیلئے پانی کی تلاش میں ادھر اُدھر بھاگیں اور چکر لگائے۔ کبھی ہموار زمین پر تو کبھی پہاڑی کی چوٹی پر بے سروسامانی کے عالم میں وہ ہر کام بھول گئیں مگر بچے کی جان بچانے کیلئے ہر تکلیف گوارا کرلی۔ اور خدا کو اُن کی یہ ادا اسقدر پسند آئی کہ نہ صرف پانی کا چشمہ وہاں سے نکال دیا بلکہ قیامت تک کیلئے آپ کی اس ادا کو سنت بنا کر محفوظ کر دیا کہ ہر ایک حج پر جانے والا اس طرح دوڑے۔ اسی طرح چلے۔ اسی طرح پہاڑیوں پر چڑھے۔ جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ ماں کو اپنے بچوں کی روحانی زندگی بچانے کیلئے بہت تگ ودو کی ضرورت ہے بہت قربانیوں اور ان تھک محنت کی ضرورت ہے۔ والدین کے لئے یہ سب سے بڑا جہاد ہے کہ ان کے بچے باخدا بچے بن جائیں۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جب ماؤں کے دلوں میں حضرت ہاجرہ والا دِل دھڑکے اور وہی لگن اُن کے دلوں میں ہو۔ خدا کرے کہ سب والدین اس بات کو سمجھ جائیں (آمین)

منقـــولات

THE RAHNUMA-E-DECCAN DAILY

The Largest Circulated Urdu Daily Published From Hyderabad

1.50 | Editor-in-Chief : Syed Vicaruddin چیف ایڈیٹر: سید وقارالدین | TUE 10th JULY 2012

گارڈ پارٹیکل حقیقت میں پروفیسر عبدالسلام کی دین

امن کانفرنس قادیان

قادیان:30 ستمبر مسلم جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان دارالامان کے خوبصورت گیسٹ ہاؤس سرائے طاہر میں دیر شام تک امن کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس کی صدارت محترم مولانا جلال الدین نیرّ صاحب قائمقام ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور نعتِ رسول پاک ﷺ سے شروع ہوئی اس کانفرنس میں کثیر تعداد میں ہندو، عیسائی اور سکھ بھائیوں نے بھی شرکت کی۔ اس کانفرنس میں ایم پی گورداسپور پرتاپ سنگھ باجوہ، سابق منتری پنجاب ماسٹر موہن لال، ایم ایل اے فتح گڑھ چوڑیاں ترپت راجندر سنگھ باجوہ، دمدمی ٹکسال کے پردھان بابا ہرنام سنگھ کھمن، شرومنی گورودوارہ پربندھک کمیٹی کے سکھ ریسرچ سیل کے ڈائریکٹر ڈاکٹر روپ سنگھ، عیسائی مذہب کی جانب سے فادر الیاس مسیح گورداسپور، ہماچل سے سوامی آدیش پوری جی، مسلم جماعت احمدیہ کی جانب سے محمد حمید کوثر پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان، چیئرمین ترلوک سنگھ باٹھ، اے ڈی سی گورداسپور پروفیسر راکیش کمار، سرودھرم سدبھاؤنا کمیٹی ہوشیارپور کے کنویز انوراگ سود اور گیانی تنویر احمد خادم نے دنیا میں امن وشانتی کے فروغ کے موضوعات پر خطابات کئے۔

بانی اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ کے خلاف امریکہ کے ایک شخص کی جانب سے بنائی گئی فلم کے احتجاج میں رکھی گئی اس امن کانفرنس میں کہا گیا کہ آج دنیا میں ہر طرف مذاہب پر حملے کئے جا رہے ہیں اور مذہبی رہنماؤں اور ان کے پیروکاروں کے اعتقاد کی پامالی کی جارہی ہے۔ جبکہ انسانوں کو رشیوں منیوں پیغمبروں نے ہی انسانیت اور ایک دوسرے سے مل جل کر رہنے کی تلقین کی ہے۔ بانی اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ نے انسانیت اور محبت کی تعلیم ساری دنیا کو دی ہے۔ آج کا وقت یہ مانگ کر رہا ہے کہ ہم سب کو مل کر ایسا راستہ تلاش کرنا چاہئے کہ مذہبی پیشوایان کی بے عزتی نہ کی جاسکے۔ مسلمانوں کے دلوں کو حضرت محمد ﷺ کی اہانت سے جو صدمہ پہنچا ہے، وہی حالت دوسرے مذاہب کے رہنماؤں کی اہانت سے ان کی ہوتی ہے۔ اس کا ردعمل دیش کی املاک کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ ان کی تعلیمات کو دنیا میں پھیلا کر کیا جانا چاہئے۔ جس کیلئے آج یہاں امن کانفرنس کر کے بانی اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔

دمدمی ٹکسال کے پردھان بابا ہرنام سنگھ جی نے کہا کہ ’’احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے پنجاب میں بہت بڑے مسئلہ پر امن کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ آج ساری دنیا میں ہر طرف مذہبوں پر حملے کئے جارہے ہیں اور بانیان مذاہب اور اُن کے پیروان کے اعتقاد کی پامالی کی جارہی ہے حالانکہ انسانوں کو رشیوں منیوں پیغمبروں نے ہی محبت سے مل جل کر رہنے کی تعلیم دی ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے انسانیت اور محبت کی تعلیم ساری دنیا کو دی ہے۔ آج کا وقت یہ مانگ کر رہا ہے کہ ہم سب کو مل کر ایسا راستہ تلاش کرنا چاہیئے کہ مذہبی پیشوایان کی بے عزتی نہ کی جاسکے۔ مسلمانوں کے دلوں کو حضرت محمد ﷺ کی توہین سے جو صدمہ پہنچا ہے۔ اُس میں ہم اُن کے ساتھ ہیں۔ ردعمل کا صحیح طریق احمدیہ مسلم جماعت پیش کر رہی ہے اور یہی طریق سارے ہندوستان میں پھیلایا جانا چاہیئے۔ ان جلسوں کی آج ساری دنیا کو اشد ضرورت ہے۔ آج تمام مذہبی رہنماؤں کی عزت کرنے کی ضرورت ہے اور اسکے لئے کوئی پختہ قانون بنائے جانے کی ضرورت ہے۔‘‘

ممبر آف پارلیمنٹ پرتاپ سنگھ باجوہ نے کہا کہ ’’احمدیہ مسلم جماعت دنیا میں امن وشانتی کیلئے جو یوگدان کر رہی ہے۔ اس کا سکہ آج پوری دنیا مان رہی ہے۔‘‘ انہوں نے لندن میں جماعت احمدیہ کے روحانی امام سے ملاقات کر کے وہاں جماعت احمدیہ کی جانب سے کئے جارہے کاموں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ مجھے فخر ہے کہ میرا جنم اس پاک سرزمین میں ہوا ہے جس جگہ سے پوری دنیا میں امن وشانتی کی تعلیم کی شروعات ہوئی۔

سابق منتری پنجاب ماسٹر موہن لال نے کہا کہ ’’قادیان میں امن کانفرنس دیکھ کر میرے دل میں مسلمانوں کے متعلق جو شک وشبہات تھے وہ دور ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ آج مسلمانوں کا ایک فرقہ ایسا بھی موجود ہے جو توڑ پھوڑ کے راستہ کو چھوڑ کر بانی اسلام ﷺ کی پاک تعلیمات کو دنیا میں امن وشانتی کے ساتھ تمام مذاہب کے افراد کو ایک گلدستہ میں اکٹھے کر کے پیش کر رہا ہے۔‘‘

پادری الیاس مسیح نے بائبل کی آیات پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج ساری دنیا میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت کا ماحول ہے اسکے لئے ہمیں آپس میں مل کر کام کرنا چاہئے۔ جس کیلئے ایسے پلیٹ فارمز کی بہت ضرورت ہے۔

ایس جی پی سی کے سکھ ریسرچ سیل کے ڈائریکٹر ڈاکٹر روپ سنگھ نے کہا کہ ’’مانس کی ذات ایک ہے۔ یہی تعلیم ہمیں گوربانی دیتی ہے۔ انہوں نے امریکہ میں حضرت محمد ﷺ پر بنائی گئی فلم پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے آئندہ پختہ قانون بنائے جانے کی بات کہی۔‘‘

سردار ترلوک سنگھ باٹھ نے کہا کہ ’’آج ذات پات یا مذہب کے نام پر ہونے والی جنگوں کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ اگر ہمسائے کے گھر میں لگی آگ کو دیکھ کر ہم خاموش رہیں گے تو اس آگ کی لپٹیں ہمارے گھروں کو بھی جلا کر خاک کر سکتی ہیں، انہوں نے تمام مذاہب کے لوگوں کو ایک جٹ ہو کر اور سنجیدگی سے اس طرف توجہ دیئے جانے کی بات کہی۔‘‘

اے ڈی سی گورداسپور پروفیسر راکیش کمار نے کہا کہ محمد صاحب کو اللہ نے رحمت بنایا تھا ہر ایک مذہب کا رہنما رحمت کی ہی تعلیم دیتا ہے۔ انہوں نے تمام مذاہب کے لوگوں کو اپنے ایک شعر کی معرفت سے نصائح کیں کہ

محبتوں کے سفر پر نکل کے دیکھ کبھی — بہت حسین یہ رستا ہے، چل کے دیکھ کبھی
جو نفرتوں پر چلا ہے، کہیں نہیں پہنچا — تجھے خبر ہے، تو رستہ بدل کے دیکھ کبھی

ایم ایل اے وسابق منتری پنجاب ترپت راجندر سنگھ باجوہ نے کہا کہ کوئی بھی مذہب نفرت نہیں سکھاتا۔ کوئی بھی بے ہودہ شخص شرارت کرتا ہے، جس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑتا ہے، انہوں نے گزشتہ دنوں جالندھر میں ہوئے نقصانات اور دیگر کئی واقعات کی مثالیں دیتے ہوئے کہا کہ دیش میں امن وشانتی بنائے رکھنا ہم سبھی کا فرض ہے۔ جس کیلئے انہوں نے سرکاروں کے ذریعہ کوئی خاص قانون بنائے جانے کی بات کہی۔

سرودھرم سدبھاؤنا کمیٹی کے کنویز انوراگ سود نے اس موقع پر اخبار ہندسماچار گروپ آف اخبارات کے چیف ایڈیٹر پدم شری وجے کمار چوپڑہ جی کا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے کہا کہ ایسے سمّیلن زیادہ سے زیادہ ہونے چاہئیں۔ کسی کو آزادی رائے کے نام پر یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی بھی مذہبی رہنما، رشی، منی، گورو، اوتار، پیغمبر کی اہانت کرتا پھرے۔ انہوں نے اس کیلئے سخت قانون بنائے جانے کی بھی بات کہی۔ تا کہ پوری دنیا میں امن وشانتی قائم رہ سکے۔

پرنسپل جامعہ احمدیہ مولانا محمد حمید کوثر نے بانی اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ کی پاک تعلیمات کو عوام کے سامنے پیش کرتے ہوئے بتایا کہ محمد ﷺ کے دعویٰ نبوۃ سے قبل عرب کے لوگوں میں ہر وہ برائی پائی جاتی تھی جس کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ 13 سال تک آپ ﷺ کو تکالیف دی گئیں۔ آپ ﷺ کو پتھر مار مار کر زخمی کردیا۔ آپ بنا کسی جنگ لڑے مکہ میں داخل ہوئے اور اپنے اور اپنے صحابہ پر ظلم کرنے والے تمام افراد کو معاف کردیا۔ ہر ظلم کا بدلہ عفو سے لیا انہوں نے ایسی اہانت امیز حرکت کرنے والوں کو ہوشیار کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح ایک بڑے افسر کی اہانت کرنے والا سرکاری سزا سے نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح خدا کے پاک بندوں کی اہانت کرنے والا بھی خدا کی پکڑ سے نہیں بچ سکتا۔ لہٰذا انہوں نے ایسے لوگوں کو خدا کے عذاب سے بچنے کی طرف توجہ دلائی۔

آخر میں صدر اجلاس مولانا جلال الدین صاحب نیر نے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے پاکیزہ پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے، اختتامی دُعا کروائی۔ اس اجلاس میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا گیانی تنویر احمد خادم نے انجام دیئے۔ امن کانفرنس میں تمام مذہبی رہنماؤں کی جے کے نعروں کے بینرز بھی لگے ہوئے تھے۔

اس موقع پر کئی گاؤں کے پنچ، سرپنچ، سکول کالجز کے پرنسپل، سٹاف، سیاسی وغیر سیاسی پارٹیوں کے لیڈر بھی موجود تھے۔ سب کی ضیافت وتواضع کی گئی۔

قادیان ۳۰ ستمبر ۲۰۱۲۔ سرائے طاہر قادیان میں امن کانفرنس کے موقع پر تشریف فرما معززین (دائیں سے بائیں) سردار ترپت راجندر سنگھ باجوہ صاحب۔ انوراگ سود صاحب ہوشیارپور، سردار ترلوک سنگھ باٹھ صاحب۔ سنت بابا ہرنام سنگھ کھمن صاحب۔ ڈاکٹر روپ سنگھ صاحب، مولانا جلال الدین نیرّ صاحب۔ پادری الیاس مسیح صاحب۔ مولانا محمد حمید کوثر صاحب، سوامی آدیش پوری صاحب۔ سٹیج سیکرٹری مولانا تنویر احمد خادم صاحب۔

جلسہ سیرت النبی ﷺ

جیند،ہریانہ یکم اکتوبر مسلم جماعت احمدیہ جیند ہریانہ کی جانب سے جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کیا گیا۔اس اجلاس کی صدارت ناظر اصلاح وارشاد شمالی ہند مولانا عنایت اللہ صاحب منڈاشی نے کی۔اس موقع پر انکے ہمراہ مولانا طاہر احمد طارق مشنری انچارج ہریانہ، ڈاکٹر شیر علی بھٹی موجود تھے۔اس جلسہ میں شرکت کرنے کیلئے جیند، حصار، فتح آباد، بھوانی، مہندر گڑھ، روہتک سے کثیر تعداد میں افراد نے شرکت کی۔اس موقع پر امریکہ میں بنی فلم پر مسلم جماعت احمدیہ کے روحانی امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔مولانا عنایت اللہ صاحب منڈاشی نے کہا کہ آج بانی اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ کی پاک سیرت کو تمام دنیا میں اور تمام قوموں کے لوگوں تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔تاکہ ان پر اسلام کے غلط تصور کو دور کیا جاسکے۔انہوں نے کہا کہ کوئی بھی مذہب کسی دوسرے مذہب کے خلاف تعلیم نہیں دیتا۔اگر کوئی شخص ایسی حرکت کرتا ہے تو اس کے خلاف تمام ممالک کو اکٹھے ہو کر ایک قانون پاس کروایا جانا چاہئے تاکہ کوئی بھی شخص کسی بھی مذہبی رہنما کی اہانت کرنے کی جرات نہ کرسکے۔

جامعۃ المبشرین میں پہلا سیمینار بعنوان: سیرت آنحضرت ﷺ

قادیان۔4اکتوبر 2012 کو جامعۃ المبشرین قادیان کے موجودہ تعلیمی سال کا پہلا سیمینار بعنوان ’’سیرت آنحضرت ﷺ‘‘ M.T.A ہال جامعۃ المبشرین میں زیرِ صدارت محترم مولانا محمد یوسف انور صاحب استاد جامعۃ المبشرین منعقد ہوا۔اس سیمینار کا آغاز حسبِ روایت عزیز صدام حسین کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔اس کے بعد عزیز راحُل شیخ نے حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ منظوم کلام ’’وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا‘‘ نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

بعدہٗ عزیز نورالدین دہلوی، عزیز فاروق احمد میر اور شیخ فرید احمد نے بالترتیب آنحضرت ﷺ کی عبادات، آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ اور واقعہ طلاق حضرت زینبؓ عناوین پر مفصل روشنی ڈالی۔ دوران پروگرام ہر تقریر کے بعد طلباء نے مقررین سے سوالات پوچھے۔جس کے تسلی بخش جواب کے ساتھ ساتھ محترم صدر اجلاس اور محترم پرنسپل صاحب نے مزید وضاحت کرکے طلباء کی تشفی کی۔آخر پر محترم صدر سیمینار نے حال ہی میں امریکہ میں بنی فلم اور اس وقت مسلمانوں کے فلم کے متعلق ردّ عمل کے بارہ میں بھی اظہار خیال فرمایا۔ دعا کے ساتھ یہ سیمینار اختتام پذیر ہوا۔

تقاریب عید ملن

گجرات: ۲۶اگست ۲۰۱۲ بروز اتوار عید ملن پارٹی کی تقریب احمد آباد میں منعقد ہوئی۔ قرآن مجید کی تلاوت سے اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی۔اس تقریب میں دوصد افراد شامل ہوئے۔خاکسار نے جماعت احمدیہ کی خدمت خلق وقومی ایکتا کے موضوع پر خطاب کیا۔شری اشیت واکرا نے اپنے خطاب میں جماعت کی خدمت خلق کی کوششوں کو سراہا اور کہا کہ جماعت آئندہ بھی ایسے پروگرام بنائے۔محترم بھوشن بھٹ صاحب ایم ایل اے نے وطن سے محبت اور بھائی چارہ پر زور دیا۔چیئرمین وقف بورڈ محترم سید اے آئی صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ اصل اسلام تو جماعت احمدیہ کے پاس ہے جو ایک امام کے تابع ہے۔آج اگر مسلمانوں کو اکٹھا ہونا ہے تو جماعت احمدیہ کے طریق پر ہی چلنا ہوگا۔محترم ڈاکٹر کرٹ بھائی سولنکی ایم پی نے فرمایا کہ جماعت کی تعلیم ونظام کی میں تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔انہوں نے کہا کہ ہندوستان کی ترقی میں جماعت احمدیہ بڑا رول ادا کرسکتی ہے خصوصاً تعلیم کے میدان میں جماعت کو زور دینا چاہیئے۔محترم برہان احمد ظفر صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن کے صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ تقریب کا اختتام ہوا۔

(فضل الرحمن بھٹی۔زونل امیر جماعت احمدیہ صوبہ گجرات)

کولکاتا: جماعت احمدیہ کولکاتا کی طرف سے ۲۶/اگست ۲۰۱۲ کو شایان شان عید ملن پارٹی منعقد کی گئی۔جس میں علاقہ کے مسلم، ہندو، عیسائی معززین کے علاوہ پولیس انتظامیہ کے ڈپٹی کمشنر و ہائی کورٹ کے وکلا بھی شامل ہوئے۔عید ملن پارٹی احمدیہ مسلم مشن نیو پارک اسٹریٹ کے لائبریری ہال میں ٹھیک سات بجے قرآن پاک کی تلاوت اور اردو و بنگلہ ترجمہ کے ساتھ شروع ہوئی۔اس کے بعد مکرم جناب سید محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کولکاتا نے تقریر کی اور اس کے بعد ایک ویڈیو دکھائی گئی۔ بعدہ ڈاکٹر عثمان غنی صاحب کی تعارفی تقریر ہوئی جس میں انہوں نے کہا کہ اس وقت دنیا میں اسلام کا صحیح چہرہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی پیش کررہی ہے اور دنیا میں اسلامک خوبصورت مساجد کی تعمیر کررہی ہے۔دنیا کے بڑے بڑے سربراہوں کو خطوط کے ذریعہ دعوت اسلام کی دے رہی ہے۔آپ نے موجودہ اسلامک حالات پر بھی روشنی ڈالی اور فرمایا جماعت کی خوبیوں کی وجہ سے میں اس جماعت سے محبت کرتا ہوں۔ پروگرام کے آخر میں ماسٹر مشرق علی صاحب نے احباب کا شکریہ ادا کیا اور دُعا کروائی۔اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔آمین۔

(ظہور الحق مبلغ سلسلہ کولکاتا)

پونچھ: بتاریخ ۲۳/اگست ۲۰۱۲ء شام ساڑھے چار بجے بمقام میٹنگ ہال ڈاک بنگلو پونچھ میں عید ملن پارٹی منعقد ہوئی مکرم مولانا تنویر احمد خادم نائب ناظر اصلاح وارشاد شمالی ہند کی صدارت میں تلاوت کلام پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا۔محترم سردار نریندر سنگھ صاحب پردھان سنگھ سبھا پونچھ اور پردیپ کھنہ صاحب لکچرار محترم پادری صاحب پونچھ چرچ، مکرم ایس کے مادھو صاحب کمانڈر ۹۳انفنٹری برگیڈ پونچھ نے عوام کو عید ملن پارٹی کی مبارک باد دی۔مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب ایڈیٹر بدر نے گیتا اور قرآن مجید کے حوالہ سے عبادتوں کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔آخر پر صدر اجلاس مولانا تنویر احمد خادم صاحب نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ بندوں کے حقوق ادا کرنے، قوم اور وطن کی خدمت، اتفاق اور باہمی محبت سے رہنے پر زور دیا۔اس پارٹی میں مختلف قوموں کے معززین شامل ہوئے۔اس موقع پر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے بھی شرکت کی۔

(فاروق احمد فرید۔پریس سیکرٹری پونچھ زون)

جھارکھنڈ: بتاریخ یکم ستمبر ۲۰۱۲ء زیر صدارت مکرم سید معین الحق ثاقب صاحب بمقام جمشید پور عید ملن پارٹی کا انعقاد کیا گیا۔اس موقع پر ایک بک اسٹال بھی لگایا گیا۔تلاوت قرآن پاک سے اس تقریب کا آغاز ہوا۔مکرم آفتاب عالم صاحب نے انگریزی میں تقریر کی۔بعدہ مہمانان کرام نے خطاب کیا۔مکرم مہنت جی پنڈت پاٹھی گھوڑا مندر نے کہا کہ پیار وایکتا کی مثال آپ قائم کرتے رہیں تو بھارت ایک مہان دیش بن سکے گا‘‘ ان کے بعد مکرم پر بی جی چیئرمین سری کرشن پبلک اسکول نے خطاب کیا۔مکرم پردیپ کمار ممبر آف پارلیمنٹ نے کہا کہ ساتھ مل بیٹھ کر بات چیت کرنے سے آپسی دوریاں مٹتی ہیں۔مکرم اندر جیت سنگھ پریذیڈنٹ سینٹرل گوردوارہ کمیٹی۔ مکرم سوبھود ناتھ دوبے۔ممبر آف گائتری پریوار۔مکرمہ انجو دیوی پریزیڈنٹ برہما نند سمتی نے بھی خطاب کیا۔ اختتامی دُعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔(حلیم احمد۔مبلغ انچارج جھارکھنڈ)

مرشد آباد: (بنگال) بتاریخ ۲۶اگست ۲۰۱۲ء احمدیہ مسلم جماعت زون مرشد آباد، بنگال کی طرف سے بہرمپور سینٹ جانس ایمبولینس ایسوسی ایٹس میں شام چار بجے عید ملن پارٹی کا انعقاد کیا گیا اس پروگرام میں مرشد آباد اور آس پاس کے کئی قریبی اضلاع سے احباب شامل ہوئے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت زیر صدارت مکرم غلام مصطفیٰ صاحب زونل امیر مرشد آباد تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا۔مکرم رفیق الدین احمد صاحب SDLRO جنگی پور، مکرم شری کمل اندو بھٹہ چاریہ پدم بھوشن۔مکرم شری ریوندر ناتن گھوش صاحب انچارج ہیومن رائیٹس مرشد آباد اور کئی صدر صاحب جماعت احمدیہ شامل ہوئے۔ پروگرام کو کامیاب بنانے کیلئے مکرم رضوان احمد صاحب زونل مبلغ انچارج، مکرم عطاء الرحمن صاحب صدر جماعت احمدیہ بھرتپور اور جملہ معلمین وکئی احباب نے خصوصی تعاون دیا۔اس پروگرام کو پریاس ٹی وی اور سٹی چینل اور کئی اخبارات کے نمائندگان نے کور کیا۔اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ (شیخ سراج الاسلام معلم سلسلہ وسیکرٹری پریس کمیٹی۔مرشد آباد)

حیدرآباد: بتاریخ ۲ ستمبر بروز اتوار شام ساڑھے پانچ بجے بمقام مسجد الحمد مومن منزل زیر صدارت محترم زونل امیر صاحب حیدرآباد زون عید ملن پارٹی منعقد کی گئی۔تقریب کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا۔یہ تقریب زیر صدارت محترم زونل امیر صاحب حیدرآباد زون ہوئی جس میں اللہ کے فضل سے شہر کی معزز ہندو۔مسلم۔سکھ عیسائی شخصیتوں نے شرکت کی۔اس موقع پر مکرم حافظ سید رسول نیاز صاحب مبلغ سلسلہ سکندرآباد نے تیلگو زبان میں جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کروایا۔جس کا اردو ترجمہ مکرم مصلح الدین سعدی صاحب مبلغ انچارج حیدرآباد نے پیش کیا۔محترم سیٹھ سہیل احمد صاحب زونل امیر نے شکریہ احباب کیا۔اس موقع پر زونل امیر صاحب نے گیارہ مہمانان کو تحفۃً تیلگو قرآن مجید پیش کیا۔اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرمائے۔

(غلام نعیم الدین سیکرٹری اصلاح وارشاد حیدرآباد)

مخالفین احمدیت نے عید ملن کی مخالفت کی

لکھنؤ زون کے زیر اہتمام عید الفطر کی خوشی میں مورخہ ۲ ستمبر ۲۰۱۲ کو کانپور شہر میں اعلیٰ پیمانے پر عید ملن پروگرام کا انعقاد ہونا تھا۔جماعت احمدیہ کی طرف سے شہر کے اعلیٰ سرکاری غیر سرکاری افسران کو اس موقع پر مدعو کیا گیا تھا۔اس پر امن پروگرام کی خبر جب شر پسندوں کو ہوئی تو انہوں نے شہر کے قاضی سے ملکر یکم نومبر ۲۰۱۲ کو اخبارات میں یہ خبریں شائع کروائیں کہ چونکہ احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں ان کو ایسے پروگرام کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔اگر انہوں نے پروگرام میں اسلام کے نام سے کوئی بات کی تو اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے گا۔چنانچہ DIG صاحب نے مشورہ دیا کہ آپ کی جماعت امن پسند ہے آپ جس نیک مقصد کیلئے پروگرام کررہے ہیں وہ ان ملاؤں کو پسند نہیں اس سے شہر میں شر پھیلنے کا خدشہ ہے۔لہٰذا آپ اس پروگرام کو ملتوی کردیں چنانچہ DIG صاحب کے مشورہ کے مطابق پروگرام ملتوی کرنا پڑا۔(مقصود احمد بھٹی۔زونل امیر لکھنؤ)

کانپور: بتاریخ ۲ ستمبر بروز اتوار احمدیہ مشن کانپور میں تلاوت قرآن مجید سے عید ملن پارٹی کا آغاز ہوا۔ مکرم شعیب احمد سلیجہ صاحب نے نظم پڑھی۔اس موقع پر جماعتی تعارف مکرم مولوی فیروز احمد نعیم صاحب سرکل انچارج کانپور نے کروایا۔خاکسار نے جماعت احمدیہ کی طرف سے امن کے بارے میں کی جانے والی کوششوں اور مخالفین احمدیت کی شر پسندی کا ذکر کیا۔آنے والے تمام مہمانان کی تواضع کی گئی اور جماعت احمدیہ کا لٹریچر بھی معززین کو دیا گیا۔اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ان مساعی کے شیریں نتائج ظاہر فرمائے۔ ❁❁

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 18-25 OCT 2012 Issue No : 42-43

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S.
$: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

آنحضرت ﷺ کے متعلق مستشرقین اور غیر مسلم دانشوروں، مفکروں، سیاستدانوں وغیرہ کے تعریف وتحمید میں بیان کئے گئے کلمات

احمدی کا کام یہ ہے کہ ختم نبوت کا حقیقی مقام دنیا کو بتائے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ ہم آپؐ کا پیغام دنیا تک پہنچائیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 5 اکتوبر 2012 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعاتِ پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ہو کہ اُس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپؐ نے آکر کیا کیا تو انسان وجد میں آکر اللھم صل علی محمد کہہ اُٹھتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآن شریف اور دُنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریمؐ نے کیا کیا ورنہ وہ کیا بات تھی جو آپؐ کے لئے مخصوصًا فرمایا گیا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کسی دوسرے نبی کیلئے یہ صدا نہیں آئی۔ پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دُنیا میں آیا جو محمد کہلایا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۳ بحوالہ تفسیر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ ۹۶)

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسولِ اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کیلئے کوئی لفظِ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔۔۔ آپؐ کی رُوح میں وہ صدق وصفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اِس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔“

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵۰۔۵۱)

(بحوالہ ایضاً)

حضور انور نے فرمایا کہ یہ مومن کا کام ہے کہ آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم کو جب پڑھے اور آپؐ کے اُسوہ کو جب دیکھے تو جہاں اسے اپنانے کی کوشش کرے وہاں آپؐ پر درود بھیجے کہ اس محسن اعظم نے ہم پر کیا احسان کئے ہیں۔ آپؐ کا احسان تقاضہ کرتا ہے کہ آپؐ پر درود وسلام بھیجتے ہوئے دنیا کو بھی اس تعلیم اور آپؐ کے اسوہ سے آگاہ کریں۔ جب بھی غیروں کے سامنے آپؐ کی سیرت کے پہلو آئے وہ لوگ جو ذرا بھی دل میں انصاف رکھتے تھے باوجود اختلاف کے آپؐ کی سیرت کے حسین پہلوؤں کی تعریف کئے بنا نہ رہ سکے۔

اسلام کے مخالفین آپؐ پر یا آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ لوگ یا تو انصاف سے خالی دل لئے ہوئے ہیں یا آپؐ کی سیرت کے حسین پہلوؤں کو جانتے نہیں ہیں اور اس کیلئے کوشش بھی نہیں کرتے۔ پس دنیا کو آپؐ کی سیرت سے آگاہی دینا بھی ہمارا کام ہے۔ اس کیلئے ہر قسم کا ذریعہ ہمیں استعمال کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ دنیا میں ڈوب کر یا دنیا کا زیادہ اثر ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی باتوں پر غور کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو ان کے اپنے ہوں اس لئے ان کے اپنے لوگوں کے آنحضرتؐ کے بارے میں تاثرات ان لوگوں تک پہنچانے چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا اس وقت میں ایسے لوگوں کے تاثرات پیش کرتا ہوں جنہوں نے آنحضرتؐ کی سیرت سے متاثر ہو کر آپؐ کی سیرت طیبہ کے حسین پہلوؤں کی تعریف کی ہے۔ بعض ان میں مخالفین تھے لیکن حقیقت لکھنے پر مجبور ہوئے۔

حضور انور نے بہت سے مستشرقین اور غیر مسلم دانشوروں، مفکروں، سیاستدانوں وغیرہ کے آنحضرتؐ کی تعریف وتحمید میں بیان کئے گئے حوالہ جات کو پیش فرمایا۔

اس تسلسل میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ایک مصنف ہیں جارج سیل انہوں نے اپنی کتاب میں آنحضرتؐ کی تعریف میں لکھا کہ محمدؐ کامل طور پر فطری خوبصورتی سے آراستہ تھے۔ سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نام کے بارہ میں غیور تھے۔ پھر ایک مصنفہ اسٹین لی لین پول لکھتی ہیں کہ حضرت محمدؐ اپنے آبائی شہر میں جب فاتحانہ داخل ہوئے تو اپنے جانی دشمنوں کو معاف کر دیا۔ یہ ایسا فاتحانہ داخلہ تھا جس کی مثال ساری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ مشہور مستشرق ولیم منٹ گمری اپنی کتاب محمد ایٹ مدینہ میں لکھتا ہے کہ محمدؐ اور اسلام کی ابتدائی تاریخ پر جتنا غور کریں اتنا ہی آپؐ کی کامیابی کو دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اس وقت کے حالات کو دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت کے حالات کیلئے آپؐ سب سے زیادہ موزوں تھے۔ مشہور عیسائی مورخ ریونڈ یا سورتھ سمتھ لکھتا ہے کہ

پوپ اور قیصر سے بھی زیادہ طاقتور مذہب اور حکومت کے رہنما اور گورنر کی حیثیت سے پوپ اور قیصر کی دو شخصیتیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک وجود میں جمع تھیں۔ آپؐ پوپ تھے مگر پوپ کی ظاہر داریوں سے پاک۔ آپؐ قیصر تھے مگر قیصر کے جاہ حشم سے بے نیاز۔ اگر دُنیا میں کسی شخص کو یہ کہنے کا حق ہے کہ اس نے باقاعدہ فوج کے بغیر محل شاہی کے بغیر اور لگان کی وصولی کے بغیر صرف خدا کے نام پر دُنیا میں امن وانتظام رکھا تو وہ صرف حضرت محمد ﷺ ہیں۔ آپ کو اس ساز وسامان کے بغیر ہی سب کی سب طاقتیں حاصل تھیں“۔

(ریورنڈ یا سورتھ سمتھ۔ مشہور عیسائی مورخ)

مشہور مورخ جان ڈیون پورٹ لکھتا ہے کہ کیا یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ جس شخص نے بت پرستی کے بدلے خدا تعالیٰ کی عبادت قائم کی اسے جھوٹا کہا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اینی بسینٹ لکھتی ہے کہ ایک ایسے شخص کے لئے جس نے عرب کے نبی کی سیرت کا مطالعہ کیا ہو اور اس نے دیکھا ہو کہ اس طرح اس نبی نے زندگی گزاری اسے یہ اقرار کئے بغیر چارہ نہیں کہ اس عربی نبی کا کردار کتنا بلند تھا۔

اسی طرح حضور انور نے مہاتما گاندھی، مائیکل اینچ ہارٹ، ولیم میور، ایڈورڈ گبن وغیرہ کے آنحضرتؐ کی تعریف میں حوالہ جات بھی پیش فرمائے اور فرمایا اللہ کرے کہ دنیا اس عظیم ترین انسان کے مقام کو سمجھتے ہوئے آپؐ کے دامن میں پناہ لے۔ دنیا کے نجات دہندہ صرف اور صرف آپؐ ہی ہیں اور ہر سچے مصنف کا یہ اقرار ہے۔

فرمایا پس یہ ہے مقام ختم نبوت جس کا ہر احمدی نے دنیا میں پرچار کرنا ہے۔ اس ضمن میں یہ بھی کہتا چلوں کہ کل سے ربوہ میں ختم نبوت کانفرنس ہو رہی ہے جس میں سیاسی باتیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف مغلظات بکنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہ ان کا فعل ہے۔ احمدی کا کام یہ ہے کہ ختم نبوت کا مقام دنیا کو بتائیں اور یہ اس صورتمیں ممکن ہے کہ ہم آپؐ کا پیغام دنیا تک پہنچائیں۔ حضور انور نے فرمایا احمدی وکلا نے مذہبی جذبات کا خیال اور اظہار آزادی کے متعلق لائحہ عمل بنائے جانے کیلئے کوشش کی ہے۔ مختلف عدالتوں کے قانونی نوٹس لئے ہیں اور اسے میرے پاس بھجوایا ہے میں نے اسے دنیا کے مختلف احمدی وکلا کے پاس بھیوایا ہے کہ وہ اس کا جائزہ لیں تا کہ اس بارہ میں کوئی عملی کاروائی کی جاسکے۔ حضور انور نے فرمایا اُمت مسلمہ کیلئے بھی خصوصی دعا کریں اللہ تعالیٰ مسلمان حکمرانوں کو عقل دے کہ وہ اپنے شہریوں کے خون سے نہ کھیلیں۔ مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑانا اور اس کا فائدہ حاصل کرنا اسلام دشمن طاقتوں کا ایجنڈا ہے اس حقیقت کو مسلمان نہیں سمجھ رہے۔ خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے محترم خواجہ ظہور احمد صاحب شہید ابن مکرم خواجہ منظور احمد صاحب سرگودھ کی شہادت اور محترمہ سیدہ امۃ السمیع صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب مرحوم اور چوہدری خالد احمد صاحب ولد حضرت چوہدری شریف احمد صاحب کے انتقال کا تذکرہ کیا اور کوائف بیان فرمائے اور نماز جمعہ کے بعد دونوں کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

❀❀❀

121 واں جلسہ سالانہ قادیان بتاریخ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 121 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء (بروز ہفتہ اتوار اور سوموار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے خود بھی اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور دیگر احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں کو بھی اس جلسہ میں شامل کرنے کی پرزور تحریک کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)